مسلکِ امامِ ربّانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

مکتوباتِ شریف کی روشنی میں

تصنیف بحکم

آفتابِ طریقت، ماہتابِ شریعت، غوثِ زماں، مقبولِ بارگاہِ رسالت، محافظِ ناموسِ صحابہ و اہلِ بیت، پاسبانِ مسلکِ مجدد

حضرت الحاج صاحبزادہ پیر سیّد محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی صاحب قدس سرہ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

تصنیف

علامہ حضرت محمد سعید احمد نقشبندی مجددی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

سابق خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور

النور پبلی کیشنز

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مسلک امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ

مکتوبات شریف
کی روشنی میں

تصنیف بحکم

حضرت الحاج صاحبزادہ پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی صاحب قدس سرہ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

تصنیف

حضرت علامہ محمد سعید احمد نقشبندی مجددی کیلانی علیہ الرحمۃ

سابق خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور

النور پبلی کیشنز

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

0345-1015500

یہ کس شاہِ ذیشاں کا ہے آستانہ
جُھکی جا رہی ہے جبینِ عقیدت



شمس العارفین سراج السالکین زبدۃ العارفین جامع البرکات مجمع الحسنات، نائب شیر ربانی

حضرت پیر سیّد **نورُ الحسن شاہ صاحب** رحمۃ اللہ علیہ بُخاری نقشبندی

تاجدار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

پیر طریقت رہبر شریعت جانشین سرکار کیلانی مقبول بارگاہ رسالت الحاج قبلہ

پیر سیّد محمد باقر علی شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

عالمی مبلغ اسلام، پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت قبلہ پیر سیّد محمد عظمت علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

صاحبزادہ پیر سیّد **علی حسنین شاہ** صاحب بخاری نقشبندی

حضرت کیلیانوالہ شریف

صاحبزادہ پیر سیّد **سجّاد حیدر شاہ** صاحب بخاری نقشبندی

حضرت کیلیانوالہ شریف

نام کتاب:...... **مسلکِ امامِ ربانی** رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ...... حضرت علامہ **محمد سعید** نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تحریک ...... علامہ محمد شاہ دین کیلانی

پروفنگ ...... علامہ حافظ احمد حسن کیلانی

تحقیق ...... محمد عبدالغفار نوری

کمپوزنگ ...... النور ورڈ میکرز / شجاعت حسین کیلانی

سن اشاعت ...... نومبر 2015ء

تعداد ...... ایک ہزار

قیمت ......

النور پبلی کیشنز

دار التبلیغ

آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

0345-1015500/0321-7874574

آئینہ ترتیب

﴿ہدیہ درویش بے نوا﴾

باارواح طیبہ

قطب الاقطاب، عاشق یزدانی، مرشد لاثانی، شیر ربانی، حضرت اعلیٰ

میاں شیر محمد صاحب شرقپوری

و

سراج السالکین، شمس العارفین، زبدۃ العارفین مرشدی

حضرت پیر سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری

قدس اللہ تعالیٰ سرہما

گر قبول افتد زہے عز و شرف!!

امیدوار کرم!!

محمد سعید احمد عفی عنہ

﴿تقریظ﴾

شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحبزادہ رضائے مصطفیٰ نقشبندی

جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج لاہور

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کا وجود برصغیر کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص اور عالم اسلام کے مسلمانوں کیلئے بالعموم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اسلام کی عظمت سے خائف سیکولر ذہن کے مالک مغل بادشاہ جلال الدین اکبر نے دین الٰہی میں بگاڑ کا فتنہ شروع کیا اور یہ تاثر دینا چاہا کہ (معاذ اللہ!) اسلام پرانا ہو چکا ہے اور آج کے دور کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا۔تمام مذاہب کے لوگوں کو مل جل کر رہنا چاہئے۔جس طرح بعض قومیں گائے کا پیشاب پیتی ہیں اسی طرح اس نے مسلمانوں کو بھی اس غلیظ کام کی طرف لگانا چاہا۔ کلمہ طیبہ کی جگہ ''لا الہ الا اللہ اکبر رسول اللہ'' اس نئے کلمہ کی دعوت دی۔ایسے پرفتن دور میں حضرت مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ، فاروقی جذبوں سے سرشار باطل کے مقابلے میں میدانِ عمل میں نکل آئے۔اگر آپ اس فتنہ کو نہ روکتے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے والے سر، باطل کے سامنے جھک جاتے۔بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ عظیم المرتبت شخصیت تھے۔فتنوں کے سامنے فولادی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔اور جہاں اسلام کے اعلانیہ دشمنوں کا آپ نے مقابلہ کیا وہاں اسلام کے خفیہ دشمن، جو بظاہر نماز، تلاوت، روزہ، حج اور زکوٰۃ سب کچھ ادا کر رہے تھے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم، عظمت، اختیار، شفاعت اور کمالات پر طرح طرح کے گھٹیا شبہات عوام کے ذہنوں میں پیدا کر رہے تھے آپ نے ایسے چھپے دشمنوں کا بھی زبردست محاسبہ کیا۔

''مسلک امام ربانی'' آپ ہی کے مکتوبات شریف کا ایک انتہائی خوبصورت، جامع اور ایمان افروز خلاصہ ہے۔جسے درویش صفت عالم دین استاد العلماء حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمہ نے مکتوبات شریف سے انتخاب کیا۔مولانا محمد سعید احمد صاحب علیہ الرحمہ تکلفات سے دور سادہ طبیعت اور سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ایک ستھری اور حقیقی طبیعت کے مالک تھے۔سلسلہ

عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی عظیم درگاہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف میں حضرت امام ربانی علیہ الرحمہ کے افکار تقسیم کرنے والی انتہائی عظیم المرتبت روحانی شخصیت حضور قبلہ پیر سید نور الحسن شاہ بخاری کیلانی خلیفہ مجاز اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضور میاں شیر محمد شرقپوری علیہ الرحمہ سے مولانا نے اپنی نسبت کو قائم کیا۔ اور فیوض و برکات حاصل کیے۔ شیخ کامل کی نگاہ کرم نے آپ کو اسلام کو سچی ستھری فکر دی جس نے زندگی یں انقلاب برپا کر دیا۔

حضرت مولانا کی بڑی خوش نصیبی رہی کہ آپ نے مکتوبات شریف سے بہت زیادہ استفادہ کیا بلکہ مکتوبات شریف سے عشق کیا اور اسی لگن نے آپ کو مکتوبات شریف کو اردو جامہ میں ڈھالنے پر آمادہ کیا۔ اُردو دان طبقہ پر حضرت مولانا کا یہ بہت بڑا احسان ہیکہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ارشادات آپ نے عام کیے۔ آپ شعلہ نوا قسم کی خطیب نہیں تھے بلکہ بڑے محبت بھرے سلجھے اور پرسکون انداز میں گفتگو فرماتے۔ میٹھے میٹھے لہجے میں آپ کی زبان سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ سامعین کے ذہن میں اترتا چلا جاتا۔ حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمہ کے دربار کی مسجد میں آپ نے برسوں نماز فجر کے بعد قرآن پاک کا درس دیا۔ آپ تنہائی پسند کرتے اور آپ نے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر ہی ہزاروں صفحات کا علمی ذخیرہ اہل علم کی نذر کیا۔ راقم کے والد گرامی حضرت مولانا محمد علی نقشبندی علیہ الرحمہ کے حضرت مولانا سے بڑے محبت بھرے والے تعلقات تھے، پیر بھائی بھی تھے اور استاد بھائی بھی۔ اسی لئے دونوں آپس میں راز کی باتیں بھی کر لیا کرتے تھے۔

جمعہ کے دن ایک ملاقات میں والد گرامی سے حضرت مولانا کہنے لگے میں دنیاوی زندگی سے انتہائی بیزار ہوں۔ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ اصحاب کہف کی غار میں جگہ دے دے تاکہ میں زندگی کا باقی حصہ ان قدسی صفات ولیوں کے پاس بسر کروں، دنیا کی افراتفری سے میں دور رہنا چاہتا ہوں، اس پر والد گرامی علیہ الرحمہ نے کہا: وہاں آپ صرف اپنے لئے عبادت کریں گے لیکن یہاں قلم کے ساتھ آپ جو خدمت کر رہے ہیں اس سے ہزاروں لاکھوں لوگ نفع پائیں گے۔ اندرون بھاٹی مسجد حضرت شاہ عنایت قادری علیہ الرحمہ المعروف اونچی مسجد ایک عرصہ تک دیوبند مسلک کے لوگوں کے زیر تسلط رہی حالانکہ یہ مسجد برصغیر کے انتہائی معروف درویش صفت بزرگ حضرت بابا بھلے شاہ علیہ الرحمہ کے شیخ طریقت حضرت پیر شاہ عنایت قادری شطاری علیہ الرحمہ کی یادگار ہے۔ جہاں برسوں آپ علیہ الرحمہ نے علم وعرفان کی خیرات تقسیم کی۔

جولوگ یہاں انتظامیہ کے روپ میں مسلط ہوئے وہ اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتے رہے لیکن ان کا چہرہ اس وقت بے نقاب ہوا جب ایک خوش عقیدہ سنی نوجوان نے اذان سے قبل درود شریف پڑھا: ''اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ'': اس پر ان لوگوں نے تنازعہ کھڑا کر دیا۔ بھاٹی تھانے میں دونوں فریق پہنچے اہل سنت و جماعت کی طرف سے حضرت مولانا محمد سعید احمد اور حضرت مولانا محمد علی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہما تھے۔ رات گئے تک بحث چلتی رہی وہ لوگ کہتے رہے اذان سے پہلے درود نہیں ہوگا۔ ان دنوں بزرگوں نے کہا: ہمیں منظور ہے لیکن نماز نے بعد ضرور پڑھا جائے گا۔ انہیں اس بات پر شدید اعتراض ہوا۔ اس وقت لوگوں کو پتہ چلا کہ وہ لوگ کیا ہیں۔

قصہ مختصر ان دو علماء کی کوشش سے مسجد ان لوگوں کے تسلط سے آزاد ہوئی اور پھر سے اس میں درود و سلام کی بہاریں لگ گئی۔ حضرت مولانا علیہ الرحمہ کا جنازہ بھی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں رکھا گیا اور پیر طریقت رہبر شریعت سید السادات حضور پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے حکم سے شیخ الحدیث مولانا محمد علی علیہ الرحمہ نے امامت کی۔ اور مولانا اپنے قائم کردہ ادارہ حنفیہ غوثیہ میں دفن کئے گئے۔ برسوں بعد جب ادارہ نئی جگہ منتقل ہوا تو آپ کا جسد مبارک نکالا گیا تو آپ کا چہرہ، آپ کا وجود اتنا تازہ تھا جیسے آج آپ کو دفن کیا گیا یہ آپ کے عقیدہ کی سچائی، عمل کی طہارت تھی اور اولیاء کاملین سے والہانہ محبت تھی جس نے آپ کے وجود کو پرانا نہیں ہونے دیا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی الفت میں جو مرتے ہیں، اللہ کے وہ بندے زندہ رہتے ہیں۔

عزیزم محمد عبدالغفار نوری کیلانی صاحب اور ان کے دیگر پیر بھائی ساتھیوں کے شوق سے حضرت مولانا علیہ الرحمہ کی کتاب ''مسلک امام ربانی'' پھر سے شائع ہو کر اہل علم کے پاس پہنچ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو پڑھنے والے حضرات کے علم میں برکت عطا فرمائے اور انہیں فتنوں سے محفوظ فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخری دم تک مسلک اہل سنت و جماعت پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆

پیش لفظ

حضرت قطب ربانی، غوث صمدانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں اور نہ ہی آپ کی تعلیمات محتاج بیاں ہیں۔ حقانیت کے علمبردار شمع رسالت کے پروانے اور ملت اسلامیہ کے عظیم راہنما ہونے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دین اسلام کیلئے تجدیدی کارنامے یقیناً ملت اسلامیہ پر عظیم احسان ہیں۔ ایسے ہی بزرگوں کو ''مجدد'' کے عظیم نام سے پکارا جاتا ہے۔ فرمان رسالت ہے۔

''اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِھٰذِہِ الْاُمَّۃِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا اَمْرَ دِیْنِھَا'' (سنن ابو داؤد باب مایذکر فی قرن المائۃ)

ترجمہ: ''بیشک اللہ تعالیٰ اس امت کیلئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرتا رہے گا جو اس کیلئے اس کے امر دین کو تازہ کریں۔''

اس حدیث کی سند کے بارے میں ملا علی بن سلطان القاری علیہ رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں:۔

''سَنَدُہٗ صَحِیْحٌ وَرِجَالُہٗ ثِقَاتٌ وَکَذَا صَحَّحَہُ الْحَاکِمُ''

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱، ص ۳۰۲)

ترجمہ: ''اس کی سند صحیح اور رجال ثقہ ہیں اور اسی طرح حاکم نے اس کی تصحیح کی ہے۔''

لیکن حضرت قبلہ شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ علماء کی واضح تصریحات کے مطابق صرف مجدد ہی نہ تھے بلکہ آپ کو ''مجدد الف ثانی'' کے خطاب سے نوازا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنے دور میں جس انداز سے تجدیدی کارنامہ انجام دیا وہ معتبر کتب تاریخ اور خود آپ کے مکتوبات اور دیگر تصانیف سے واضح ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کے ایک عظیم مجاہد کے طور پر سامنے آئے اور بیک وقت بدعقیدگی کے ارکان ثلاثہ (حکومت، غلط کار صوفی اور علمائے سو) کے سامنے ڈٹ کر کشتی اسلام کی ناخدائی کا کارنامہ انجام دیا۔ یقیناً آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات صرف تاریخ ہی نہیں بلکہ ہمارے لئے قرآن وحدیث اور ائمہ دین کے راستے کو متعین کرنے والا ایک انسائکلوپیڈیا ہے جو ہر دور میں حق وباطل کے درمیان امتیاز کرتا رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض گمراہ کن لوگ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو قطع وبرید کر کے اپنی بدعقیدگی کو حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات سے جوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

زیر نظر کتاب ''مسلک امام ربانی'' ایسے ہی ''مجددی'' لیکن در پردہ ''نجدی'' عقائد سے ملمع لوگوں کی نشاندہی کرتی ہے ارر ''عقائد اہلسنت، حضرت مجدد صاحب کی تعلیمات کی روشنی میں'' کو واضح کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مصنف حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی مجددی کیلانی نور اللہ مرقدہ کے درجات میں بلندی عطا فرمائے۔

الحمدللہ! ایک طویل عرصہ کے بعد ہمیں ''مسلک امام ربانی'' کو شائع کرنے کی سعادت حاصل ہورہی ہے۔ ہم نے اس اشاعت کو بہتر سے بہتر کرنے کیلئے چند چیزوں کا اہتمام کیا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

- حوالوں کو اصل ماخذ سے ملانے کی پوری کوشش کی گئی۔
- اور حتی المقدور تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- آیات وحدیث اور دیگر عربی عبارات پر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- علامات ترقیم (رموزِ اوقاف) کا بھی حتی الوسع خیال رکھا گیا ہے۔
- دوران حوالہ جلد کی جگہ ''ج'' اور صفحہ کے جگہ ''ص'' لکھا گیا ہے۔
- کتاب کے ہر باب کو الگ صفحے سے شروع کیا گیا ہے۔

- مکتوبات شریف کے حوالوں کو اصل فارسی متون سے ملانے کا اہتمام کیا گیا ہے۔
- مکتوبات شریف کے حوالے کیلئے ''دفتر'' کا حوالہ اور ''مکتوب نمبر'' پر اکتفاء کیا گیا ہے۔

آخر میں ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں کسی بھی طریقہ سے حصہ لیا۔ خصوصاً جناب استاذ الاساتذہ علامہ محمد شاہ دین کیلانی صاحب، جناب فاضل شہیر مولانا محمد رفیق کیلانی صاحب، جناب علامہ حافظ احمد حسن کیلانی صاحب، جناب قاری غلام ماجد کیلانی صاحب مدرس جامعۃ النور اور جناب محترم محمد علی نقشبندی، لاہور جو مجھے مسلسل اس کام کے انجام دینے کے لئے ابھارتے رہے۔

اللہ تعالیٰ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ کے صدقے سے ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر ہمارے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!!

خاکپائے اہل اللہ!

محمد عبدالغفار نوری

11-11-2015

کچھ مصنف کے بارے میں

ہر تصنیف کیلئے مطالعہ کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں۔ظاہر ہے ''مسلک امام ربانی'' کی تصنیف کیلئے حضرت سیدنا مجدد الف ثانی الشیخ احمد فاروقی نقشبندی مجددی سرہندی قدس سرہ العزیز کے تمام مکتوبات شریف پر گہری نظر نیز آپ کے جید خلفاء حضرت ہاشم کشمی اور حضرت شیخ بدرالدین سرہندی رحمہا اللہ کی ان عظیم تصنیفات کا گہرا مطالعہ جوانہوں نے سوانح وحالاتِ حضرت مجدد پاک پر لکھ کر نقشبندیوں پر عظیم احسان فرمایا ہے، انتہائی ناگزیر ہے۔ پھر مکتوبات شریف تصوف کا وہ عظیم الشان شاہکار ہیں اور حضرت مجدد پاک کی ہمہ جہت اور ہمہ گیر انقلابی شخصیت آفتاب نصف النہار سے بڑھ کر روشن ہے کہ جو محتاج تعارف نہیں۔ باطل سے ٹکرانا، جہانگیر کو جھکا دینا اور خود ساختہ دین الٰہی کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنا اور بارگاہ رسالت کی کمال اتباع اور پرنور تحریروں سے ظلمت شب کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دینا آپ کا ہی کمال ہے۔ لیکن افسوس! کہ جس طرح قرآن وحدیث کے غلط معانی واستنباط سے گمراہ فرقے وجود میں آئے بعینہ کچھ بدفطرت لوگوں نے تعلیمات مجددیہ میں بھی تلبیس وتدلیس شروع کر دی۔ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی تحروں کو اپنے غلط مقاصد کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔ ایسے میں قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، نقشبندی فیض کے کما حقہ امین، مقبول بارگاہ رسالت قیوم العالم حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کی نگاہ کرم نے اپنے خادم خصوصی حضرت مولانا علامہ محمد سعید احمد نقشبندی مجددی صاحب خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش لاہور کا انتخاب کیا۔ کیونکہ حضرت علامہ

موصوف مکتوبات شریف کا ترجمہ کر چکے تھے۔اور تصنیف وتالیف میں یدطولیٰ رکھتے تھے
۔حضرت علامہ موصوف دربار عالیہ کے عظیم علمی مرکز جامعہ محمدیہ بھکھی شریف کے ان فضلاء میں
سے جو درس نظامی کی تکمیل کے ساتھ ساتھ وادیٔ نور سے سیراب ہونے کیلئے غوث زماں حضرت
سید نورالحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ تاجدار آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے دست حق
پرست پر بیعت ہوئے اور نہ صرف خود چمکے بلکہ اپنے دور میں علم وفضل کے آفتاب بن کر ایک
زمانے کو روشن کیا،حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی خدمات پر نظر ڈالئے:

۱۔حضرت شاہ محمد غوث قدس سرہٗ لاہور میں خطابت وتدریس فرمائی،۲۔جامعہ نعمانیہ کی
تدریس سے تاعمر منسلک رہے،۳۔کئی عظیم علمی مراکز جیسے حزب الاحناف میں بھی تدریس
فرمائی،۴۔حضرت داتا گنج بخش قدس سرہٗ کی بارگاہ میں ایسے مقبول ہوئے کہ وصال شریف تک
یہاں خطابت کے فرائض سرانجام دیے،۵۔سنی رائٹرز گلڈ کے ممبر رہے،۶۔مرکزی مجلس رضا کے
بانیوں میں آپکا شمار ہوتا ہے،۷۔اہلسنت کے تصنیفی محاذ کو لاہور جیسے مرکز میں بیٹھ کر اگر کما حقہ
سنبھالا تو وہ علامہ اختر شاہجہانپوری کے علاوہ صرف اور صرف مولانا محمد سعید نقشبندی تھے۔اول
الذکر تو صرف کتب صحاح کے ترجمہ تک ہی محدود رہے۔لیکن ہمارے ممدوح موخر الذکر شخصیت
نے علوم دینیہ کے ہر پہلو پر جاندار تصنیفات سے بالخصوص مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی
کا ترجمہ کر کے اور اشعۃ اللمعات جیسی عظیم تصنیفات کو اردو میں منتقل فرما کر عظیم خدمت سرانجام
دی،۸۔حضرت ممدوح صرف تصنیف وتالیف تک ہی محدود نہ رہے۔دربار حضور داتا صاحب
کے سامنے جامعہ حنفیہ غوثیہ کے نام سے عظیم علمی مرکز قائم کیا۔اور وہیں 17 دسمبر 1986ء
میں وصال شریف کے بعد آپکی تدفین عمل میں آئی۔تدفین کے چودہ سال بعد مدرسہ کی عمارت
عام شاہراہ کی زد میں آنے کی وجہ سے آپکی قبر انور کو کھودا گیا۔اور اللہ ورسول کا آپ پر فضل یہ تھا
کہ تابوت شریف کھولنے پر لاہور کی فضا اس عاشق مصطفیٰ کے جسدِ اطہر سے اٹھنے والی خوشبوؤں
سے معطر ہوگئی،زیارتِ عام کرائی گئی اور پھر بصد ناز اس مستانے کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ

علیہ کے نچلے احاطے میں دفن کردیا گیا، ۹۔ نسبت نقشبندیہ اور اپنے شیخ کامل سے روحانی نسبت کے کمال کا یہ عالم تھا کہ جب مولانا کا وصال مبارک ہوا تو ظاہری طور پر حضرت کیلیا نوالہ شریف کوئی اطلاع نہ تھی، حضور قیوم العالم حضرت قبلہ سجادہ نشین حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری قدس سرہٗ العزیز روحانی طور پر بے قرار ہوگئے، فوری طور پر داتا حضور لاہور جانے کا پروگرام بنایا، کوشش بسیار کے باوجود کوئی ڈرائیور دستیاب نہ ہوا۔ تو حضور قبلہ خود ہی گاڑی ڈرائیو کرکے لاہور پہنچے۔ مولانا کا جنازہ تیار تھا۔ شیخ کامل داتا صاحب پہنچے، تو فوراً سٹیج پر پیغام پہنچایا کہ ورثاء کی اجازت کے بغیر جنازہ نہ پڑھایا جائے۔ چنانچہ آپ وضو فرما کر سٹیج پر پہنچے، آپکی آمد کا اعلان ہوا۔ پھر آپ کے حکم سے آپ کے خادم حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ محمد علی نقشبندی آف جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے نماز جنازہ پڑھائی، ۱۰۔ مولانا موصوف پر حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ عالیہ کے سائیوں کی بہت نظر کرم تھی اسی بناء پر حضور داتا صاحب خطابت وامامت کے علاوہ امورِ مذہبیہ اوقاف کی انتظامی کمیٹی ہمیشہ آپ کے بغیر نامکمل رہی۔ عرس شریف داتا صاحب کے انتظامات، رمضان شریف میں مہمانوں اور معتکفین کی دیکھ بھال اور جمعۃ المبارک پر بروقت خطابات، دھیما مزاج، نرم دم گفتگو لیکن گرم دم جستجو، علماء راسخین قدماء کی طرح کا تقویٰ واحتیاط، ہمیشہ نگاہ نیچی رکھ کر چلنا اور ہمہ وقت تحقیق وتفحص آپکی شخصیت کے نمایاں نقوش رہے۔

کچھ موجودہ ایڈیشن کے بارے میں: 1966ء میں ''مسلک امام ربانی'' کا پہلا ایڈیشن چھپا، پھر دوسرا ایڈیشن علمی پبلیشرز لاہور والوں نے شائع کیا۔ اس کتاب میں 19 ابواب ہیں۔ جنکے عنوانات یہ ہیں:

✿ درستی عقائد ✿ مسئلہ نور وبشریت ✿ وسیلہ واستمداد ✿ مسئلہ علم غیب
✿ تصرفاتِ کاملین ✿ عظمت اولیاء کرام ✿ محبت اولیاء کرام
✿ مسئلہ امکان کذب ✿ ثبوتِ عرس ✿ حیات انبیاء علیہم السلام بعد از وصال

❁ تصور شیخ ❁ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا۔

❁ مجلس میلاد شریف ❁ ایصال ثواب اور فاتحہ مروجہ ❁ مسئلہ بدعت

❁ افضلیت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ❁ فضائل اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم

❁ مقام حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

❁ ملک حسن علی شرقپوری کی کتاب ''تعلیمات مجددیہ'' پر ایک نظر۔

حضرت علامہ موصوف نے ''مسلک امام ربانی'' کی تصنیف میں جس عرق ریزی سے محنت کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ہر موضوع پر دلائل کے انبار لگا دئے ہیں۔ بازاری حوالے نہیں بلکہ تمام حوالے قرآن وحدیث اور متقدمین علماء کے تفہیم مسائل پر پیش کئے ہیں۔ اور اہلسنت کا مسلک عام فہم الفاظ میں پیش کر کے اس پر حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مکتوبات شریف سے تمام اصل فارسی عبارات مع حوالہ مع ترجمہ پیش کی ہیں۔ آخر پر ''تعلیمات مجددیہ'' کے نام سے ملک حسن علی جامعی اہلحدیث نے جو کتاب لکھی، اس کا انتہائی مختصر مگر انتہائی جامع رد کر دیا ہے کہ احقاق حق اور ابطال باطل کی اصطلاحات کماحقہ آپ کی اس تحریر پر ہی چسپاں ہوتی دکھائی دیتی ہیں۔ اللہ کریم ہمیں ہر لحظہ عقائد حقہ پر عمل کرنے اور اس کی اشاعت وتبلیغ میں مصروف رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گدائے کوچہ مرشد!!
مولانا محمد رفیق کیلانی (گولڈ میڈلسٹ)

عرض حال

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ وَزِیْنَۃِ فَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَمَّا بَعْدُ......!!

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں انتشار وافتراق ڈالنا بری بات ہے لیکن سب سے بدتر برائی یہ ہے کہ عامۃ المسلمین کو گمراہ اور بدعقیدہ بنایا جائے۔ کیونکہ عملی کوتاہی توبہ کے بغیر معاف ہوسکتی ہے اور عملی بگاڑ سے انسان دولت ایمان سے بھی محروم نہیں ہوتا۔ لیکن بدعقیدگی پھیلانا، عقائد صحیحہ میں شکوک وشبہات ڈالنا، قرآن وحدیث کے نام پر سلف صالحین اور بزرگان دین سے بدراہ اور منحرف کرنا نہایت ہی برا ہے۔ اس سے ملت اسلامیہ میں فساد عظیم برپا ہوتا ہے۔ اور اتحاد اسلامی پارہ پارہ ہوکر رہ جاتا ہے۔

اسی بنا پر قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ان لوگوں کی تلخ لہجہ میں مذمت کی گئی ہے جو لوگوں کے ایمان تباہ کرتے ہیں اور کفر وگمراہی کے مبلغ ہیں۔

اس وقت مسلمانوں میں پیدا شدہ بیسیوں گمراہ فرقوں کے مذہبی رہنما جو کردار ادا کررہے ہیں وہ نظر انصاف سے دیکھنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے۔ کوئی تو نفس اسلام کو ہی ابلیسی حجت بازیوں کے ذریعہ فرسودہ مذہب قرار دے کر دہریت اور سوشلزم کے جراثیم پھیلا رہا ہے۔ کچھ

شریر ذہنیت کے لوگ بعض ضعیف حدیثوں کو سامنے رکھ کر انکارِ حدیث کا فتنہ پھیلانے میں سرگرم ہیں۔ بعض نادان جو طفلانِ بے خرد ناشستہ رد کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں خواہی نخواہی ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی اجتہادی اور فقہی کوششوں پر تنقید کرتے نظر آتے ہیں بعض بدطینت حبِ صحابہ کی آڑ لے کر آلِ رسول کی توہین و تذلیل میں مصروف ہیں۔ یزید پلید علیہ ما علیہ کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں۔ اور لوگوں میں آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بغض وعداوت کی تخم ریزی کر رہے ہیں۔

اور ابتداءِ اسلام سے ایک فرقہ ایسا بھی چلا آرہا ہے جو حبِ اہل بیت کا مدعی بن کر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نادان لوگوں کو برگشتہ کر رہا ہے اور (معاذ اللہ) انہیں کافر، منافق، حریص، بیدین، غاصب اور خائن جیسی مغلظ گالیاں دے دے کر اپنی آخرت تباہ اور دین اسلام کی عظمت ووقعت کر ملیامیٹ کر رہا ہے۔

ایک فرقہ اور ہے جو نبیوں اور ولیوں کا ازلی دشمن ہے اس فرقہ کی تمام تر کوششیں مقبولانِ خداوندی کی عطاشدہ کمالات اور فضائل ومناقب کے انکار اور تردید وتضحیک پر مرکوز ہیں۔ اس فرقہ کے مذہبی پیشوا کمال عیاری سے سنی حنفی بن کر، نقشبندی اور چشتی قادری کہلا کر پیری مریدی کا چکر چلا کر، ولایت وبزرگی کا لبادہ اوڑھ کر اپنے گستاخانہ عقائد کے زہریلے اثرات پھیلا رہے ہیں۔ یہ لوگ توحید کے علمبردار بن کر ان کوششوں میں مصروف ہیں کہ سادہ لوح مسلمانوں کے دلوں سے اولیاءِ کرام اور بزرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم کی عقیدت وعظمت ختم کردی جائے اور ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھادی جائے کہ:۔

> "وہ پاک لوگ بھی ہماری ہی طرح بے بس، بے طاقت اور معمولی درجے کے انسان تھے، ان کیلئے کسی قسم کے اختیار و تصرف وغیرہ کو تسلیم کرنا از روئے قرآن وحدیث شرک وبدعت اور دین اسلام کے سراسر خلاف ہے۔"

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے متعلق یہ بدعقیدگی اور نفرت بڑی جرأت اور بے باکی کے

ساتھ پھیلائی جارہی ہے۔اور یہ سب کچھ توحید خالص کے نام پر کیا جارہا ہے۔بعض شر پسند اور فتنہ پرور لوگوں نے تو اس ناپاک مہم کو اپنی زندگی کا مقصدِ وحید اور نصب العین بنا رکھا ہے اور یہاں تک جرأت کرنے پر اتر آئے ہیں کہ بزرگوں سے بدظن کرنے کی خاطر آیات واحادیث کے معانی ومطلب کو بگاڑ کر پیش کررہے ہیں اور اس طرح کی جھوٹی باتیں پھیلا رہے ہیں کہ اولیاء سابقین خود فرما گئے ہیں:۔''ہم کسی قوت وطاقت کے مالک نہیں۔بلکہ ہم تو عاجز محض اور بے اختیار ہیں۔''

منکرین شان اولیاءاللہ کا یہ فتنہ اور مقبولان حق کے خلاف ان کا یہ پراپیگنڈا روز بروز بڑھتا ہی جارہا ہے اور اس فتنے کے علم بردار ایک جامع منصوبے اور تنظیم کے تحت سرگرم عمل ہیں۔اہل اسلام کی اکثریت چونکہ دینی تعلیم سے بے بہرہ ہے اور صحیح اسلامی عقیدوں سے پورے طور پر واقف نہیں۔اس لئے بہت سے لوگ ان کے پراپیگنڈے کی وجہ سے شک وشبہ میں پڑ جاتے ہیں۔اور اپنے ایمان کو متزلزل کرلیتے ہیں اور بدعقیدگی کے تاریک گڑھے میں جاگرتے ہیں۔

وجہ تالیف

ہادی شریعت، رہبر طریقت وحقیقت سیدی وسندی جناب صاحبزادہ سید محمد باقر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف وخلف الرشید عمدۃ العارفین، سراج السالکین، آقائی ومولائی ومرشدی حضرت قبلہ سید نورالحسن شاہ صاحب قدس سرہٗ خلیفہ مجاز قطب زماں مجدد عصر حضرت اعلیٰ میاں شیر محمد شرقپوری قدس سرہٗ کا وجود مبارک ملت اسلامیہ کیلئے بساغنیمت ہے۔ حضور قبلہ اس زندقہ والحاد کے تاریک دور میں دین اسلام کی ترقی، تعلیمات قرآنی کی نشر واشاعت اور اولیاء کرام کے حقانی مشن کی تبلیغ وترویج کا زبردست جذبہ اور تڑپ رکھتے ہیں۔ خلوت وجلوت، سفر وحضر ہر حال میں اس امر کی تلقین وتاکید کرتے رہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی حفاظت ونگہبانی، احیائے سنت اور بزرگان دین کے عقائد ومعمولات کی اشاعت کیلئے زندگی وقف رہنی چاہیے۔ اور اسی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دینا چاہئے۔ کیونکہ اسی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا وخوشنودی ہے۔

آج جبکہ مدعیان علم وفقر اور خانقاہی حلقوں کی اکثریت نے دین کو جلب زر اور حصول دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور اپنی شہرت اور نمائش کے طور پر ہی عموماً سب کچھ ہو رہا ہے۔ اور شریعت کی پاسداری اور احیاء سنت کا جذبہ مفقود ہے حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم خالص حصول رضائے الٰہی کے لئے احیاء سنت، ترقی وتبلیغ واشاعت دین میں مصروف ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف قدس سرہٗ نے سواور بدعتی لوگوں کی ریشہ دوانیوں،

امت مسلمہ میں پیدا ہونے والی بدعقیدگی کے ہولناک سیلاب کی تباہ کاریوں کا بروقت احساس کرتے ہوئے فساد عقائد سے بچاؤ کی خاطر فرمایا کہ اس فتنے کا انسداد بہت ضروری ہے اور اس سے غفلت نا قابل فراموش غلطی ہے اور فرائض دینی کی بجا آوری میں بہت بڑی کوتاہی ہے۔

چنانچہ حضور قبلہ نے اس ناچیز کو حکم دیا کہ گیارہوں صدی ہجری کی مشہور و معروف مسلمہ شخصیت، عارف کامل و مکمل امام محققین رئیس متقین، غوث صمدانی، محبوب سبحانی امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نقشبندی سرہندی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات قدسی آیات سے آپ کے وہ ارشادات اور کلمات طیبات اہل سنت و جماعت کی بصیرت و اطمینان قلب کے لئے ایک کتاب کی صورت میں جمع کر کے چھاپ دیے جائیں جن میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف، بزرگان دین سے زندگی میں اور بعد از وصال استمداد و استعانت جیسے مسائل کو مجددانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کی تخصیص اور تعیین اس لئے کی گئی تا کہ موجودہ دور کے نام نہاد ''موحدین'' پر یہ واضح کر دیا جائے کہ اس طرح کے عقائد شرک و بدعت نہیں ہیں بلکہ محققین علماء و صوفیاء کی تصریحات کی رو سے قرآن و حدیث کے عین مطابق ہیں۔ نیز امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی ذات ستودہ صفات مسلمہ بین الفریقین ہے۔ بلکہ غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے مخالفین حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کو اپنا ہم نوا اور ہم خیال ظاہر کرتے ہیں۔ اور اپنی اس مذموم مقصد برآوری کیلئے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کے مطالب و معانی میں تحریف کرنے اور عبارات کو توڑ مروڑ کر اپنی تائید میں پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ اور اس طرح کی حیلہ سازیوں سے عوام کو بہکاتے ہیں۔

کچھ لوگ ایسے ہیں جو بظاہر بین بین ہیں لیکن حقیقت میں دیوبندیت کے ہمنوا ہیں۔ یہ لوگ بھی مجددی کہلاتے ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت

وارادت کا دم بھرتے ہیں اور اپنی مجددیت کا زوروشور سے پرچار کرتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ ومسلک کے اعتبار سے ان کو حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ صرف اپنی پیری مریدی کو فروغ دینے اور عوام کو اپنی عقیدت کے دام میں پھانسنے کے لئے مجددی بنتے ہیں۔ اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی کا نام لیتے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر ضروری تھا کہ اصلی ونقلی مجددیوں میں فرق وامتیاز واضح کیا جائے اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے دکھاوے کا تعلق رکھنے والوں کی نشان دہی کی جائے تاکہ حق وباطل میں تمیز ہوسکے۔ امید ہے کہ پیش نظر رسالہ کے مطالعہ کے بعد سچ اور جھوٹ کے اندر فرق کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوگی۔

چنانچہ اس اس رسالے کی ترتیب وتدوین کیلئے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی کے مکتوبات قدسی آیات کے ہر سہ دفتروں سے نہایت عرق ریزی اور کوشش سے متعلقہ عبارتیں جمع کی گئیں اور پوری دیانتداری اور ذمہ داری سے نقل کرکے ''مسلک امام ربانی'' کے نام سے ایک کتابی شکل میں چھاپ دی گئی ہیں۔

الحمدللہ! کہ اہل اسلام نے توقع سے زیادہ اس کتاب سے دل چسپی لی، ۱۹۶۶ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ اور سال کے اندر اندر ہی ختم ہوگیا۔ ورنہ اس فحش ناول خوانی اور ذہنی آوارگی کے زمانہ میں اسلامی کتابیں پڑھنے کا جس قدر رجحان ہے وہ سب پر عیاں ہے۔

پہلے ایڈیشن کی تالیف وترتیب کے وقت بندہ کو بعض وجوہات کی بنا پر قدرے عجلت سے کام لینا پڑا۔ اس لئے بعض مزید ضروری حوالہ جات درج نہ ہوسکے نیز بعض نہایت ضروری اور اہم مسائل جو مستقل علیحدہ ابواب کی صورت میں بیان کرنے تھے رہ گئے تھے۔

علاوہ بریں ملک حسن علی صاحب جامعی غیر مقلد اپنی تالیف ''تعلیمات مجددیہ'' میں دانستہ طور پر جن خیانتوں کے مرتکب ہوئے تھے، ان پر صرف اجمالی تبصرہ ہوسکا۔ ان کی خیانتوں، دھاندلیوں اور تحریفات کا مکمل ومفصل نوٹس نہ لیا جاسکا۔ اس طرح پہلا ایڈیشن جس اکمال

وجامعیت کا متقاضی تھا وہ پیدا نہ ہوسکی۔ اب اس دوسرے ایڈیشن میں اپنی دانست کے مطابق اس کی کافی حد تک تلافی کردی گئی ہے۔ پہلے ایڈیشن میں قائم کردہ عنوانات وابواب کے تحت بعض مزید ضروری عبارات اور حوالہ جات جورہ گئے تھے وہ اس میں درج کردیئے گئے ہیں۔

ان مذکورہ ابواب کے ضمن میں اور بہت سے ضروری مسائل آگئے ہیں۔ اس طرح مختصر طور پر مکتوبات قدسی آیات کے تقریباً تمام مضامین ومطالب اور اسرار ومعارف بیان ہوگئے ہیں۔ اس رسالے کا مطالعہ ان شاء اللہ تعالیٰ! آپ کو مفید معلومات فراہم کرے گا۔

مخالفین حضرات جن مسائل کی بنا پر اہل سنت وجماعت کو کافر ومشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں ان میں سرفہرست درج ذیل مسائل ہیں:

۱......حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا نور ہونا۔

۲......حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب۔

۳......کاملین اولیاء اللہ کا زندگی میں اور بعد از وصال باذن اللہ متصرف فی الامور ہونا۔

۴......اولیاء کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کی ذوات مقدسہ سے ان کی زندگی میں اور بعد از وصال عوان الٰہی کا مظہر جانتے ہوئے مدد طلب کرنا۔

5......مشکلات ومہمات میں ان کو وسیلہ جانتے ہوئے ان کی طرف رجوع کرنا، ان کے حضور میں التجا کرنا۔

۶......بزرگوں کے عرس منانا، تیجے چالیسویں وغیرہ کی صورت میں موتی کو ثواب پہنچانا، ذکر ولادت کیلئے مجلس میلاد منعقد کرنا وغیرہ۔

شیخ الشیوخ امام العارفین امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوبات شریف میں ان مسائل وحقائق کا اثبات فرمایا ہے۔ اور انہیں اہل سنت وجماعت کے عقائد قرار دیا ہے اور نجات اخروی کو ان عقائد صائبہ پر منحصر کیا ہے۔

مخالفین میں سے اگر کوئی صاحب اس رسالہ میں حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی درج

شدہ عبارات کا جواب دینا چاہیں تو ان کی خدمت میں استدعا ہے کہ وہ دیانت اور سچائی سے کام لیں۔ اور سنجیدگی اور متانت کے ساتھ پیش کردہ عبارتوں کی وضاحت فرمائیں۔ اور اگر ہم غلطی پر ہوں تو ہماری راہ نمائی فرمائیں ہم ممنون ہوں گے۔ اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا جائے کہ ''ثبوت عقائد کیلئے تو قرآن وحدیث سے دلائل چاہئیں۔'' کیونکہ نقل عبارات سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر ایسے عقائد قرآن وحدیث کی رو سے مشرکانہ اور مبتدعانہ ہوتے تو حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ جیسے خدارسیدہ، عالی مرتبہ بزرگ ہرگز ہرگز ان عقائد کو صحیح ودرست اور ذریعہ نجات قرار نہ دیتے۔ بلکہ جس طرح مکتوبات شریف میں جابجا شریعت حقہ اور سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پیروی واتباع کی تاکید وتلقین کی ہے۔ بالکل اسی طرح واضح طور پر ضرور فرماجاتے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ السلام کو نور ماننا، آپ کیلئے علم غیب تسلیم کرنا، انبیاء اور اولیاء کرام سے مدد ونصرت طلب کرنا شرک وکفر اور بدعت وضلالت ہے۔ جیسا کہ مخالفین کا عقیدہ ہے۔

مگر واقعہ یہ ہے کہ اس کے بالکل برعکس حضرت مجدد قدس سرہٗ نے تینوں دفتروں میں جابجا اس کی وضاحت فرمائی ہے کہ آپ بے مثل بشر ہیں اور یہ بشریت آپ کی نورانی ذات کیلئے صرف لباس کی حیثیت رکھتی ہے اور وسعت علم کی یہ شان ہے کہ آپ امت کے حالات سے ایک لمحہ کیلئے بھی بے خبر نہیں۔ جیسا کہ نقل کردہ عبارات سے ظاہر ہوگا۔

اہل تحقیق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص متقی اور پرہیزگار نہ ہو وہ ہرگز درجہ ولایت نہیں پاسکتا، قرآن کریم میں صاف فرمایا: ﴿اِنْ اَوْلِیَاءُ هٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کے ولی صرف پرہیزگار لوگ ہی ہوسکتے ہیں۔ دوسرے مقام پر اولیائے کرام کی نشانیاں بیان فرماتے ہوئے قرآن کریم میں وارد ہے: ﴿اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ﴾ [یونس: ۶۳] یعنی ولی صرف وہ لوگ ہیں جو ایماندار ہونے کے ساتھ ساتھ متقی اور پرہیزگار بھی ہوتے ہیں۔

ان آیات مبارکہ کے مطابق تقویٰ اور پرہیزگاری کی صفت سے خالی انسان جب ولایت کے درجہ کو نہیں پاسکتا، تو بدعت وضلالت سے آلودہ اور شرکیہ عقائد کا علمبردار انسان کس طرح ولی

بزرگ اور عارف باللہ بن سکتا ہے حالانکہ تمام اولیاء اللہ کی کتابیں اور عقائد و مسائل سے پُر ہیں جن کو منکرین شان اولیاء اللہ شرک و بدعت کہتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ خداتعالیٰ نے صراط مستقیم کی پہچان یہ بیان فرمائی ہے: ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ [الفاتحة:٦] یعنی صراط مستقیم صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے۔ قرآن مجید میں دوسری جگہ وضاحت فرمادی کہ انعام یافتہ چار گروہ ہیں: انبیاء، صدیقین، شہید اور صالحین۔

امام رازی اپنی تفسیر کبیر میں ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لَمْ یَقْتَصِرْ عَلَیْهِ قَالَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ وَهٰذَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ الْمُرِیْدَ لَا سَبِیْلَ لَهُ اِلَی الْوُصُوْلِ اِلٰی مَقَامَاتِ الْهِدَایَةِ وَالْمُکَاشَفَةِ اِلَّا اِذَا اقْتَدٰی بِشَیْخٍ یَهْدِیْهِ اِلٰی سَوَاءِ السَّبِیْلِ وَیُجَنِّبُهُ عَنْ مَوَاقِعِ الْاَغَالِیْطِ وَالْاَضَالِیْلِ وَذٰلِکَ لِاَنَّ النَّقْصَ غَالِبٌ عَلَی الْخَلْقِ وَعُقُوْلُهُمْ غَیْرُ وَافِیَةٍ بِاِدْرَاکِ الْحَقِّ وَتَمْیِیْزِ الصَّوَابِ عَنِ الْغَلَطِ فَلَا بُدَّ مِنْ کَامِلٍ یَقْتَدِیْ بِهِ النَّاقِصُ حَتّٰی یَتَقَوّٰی عَقْلُ ذٰلِکَ النَّاقِصِ بِنُوْرِ عَقْلِ ذٰلِکَ الْکَامِلِ فَحِیْنَئِذٍ یَصِلُ اِلٰی مَدَارِجِ السَّعَادَاتِ وَمَعَارِجِ الْکَمَالَاتِ"

(تفسیر کبیر ج ١ ص ١٤٢ مکتبۃ علوم اسلامیہ لاہور)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے صرف ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ﴾ کے الفاظ پر کفایت نہیں کی بلکہ ﴿صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ﴾ بھی ساتھ فرمایا یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مرید کے مقامات ہدایت اور مکاشفہ تک پہنچنے کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے شیخ و رہنما کی اقتداء کرے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے اور گمراہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے۔ اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر نقص اور کوتاہی غالب ہے اور انکے عقول اور اذہان حق تک پہنچنے اور صواب

کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اترتے۔ تو ایسے کامل کی اقتداء ضروری ہے جو ناقص کی رہنمائی کرے تا کہ ناقص کی عقل کامل کے نور عقل سے قوت پکڑے، ایسا ہی کرنے سے ناقص سعادتوں کے مدارج اور کمالات کی سیڑھیوں کو عبور کر سکتا ہے"

صاحب تفسیر مدارک التنزیل اسی آیت کے تحت فرماتے ہیں:

"فَائِدَتُهُ التَّاكِيدُ وَالْاِشْعَارُ بِاَنَّ الصِّرَاطَ الْمُسْلِمِيْنَ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ شَهَادَةُ الصِّرَاطِ الْمُسْلِمِيْنَ بِالْاِسْتِقَامَةِ عَلٰى اَبْلَغِ وَجْهٍ وَاَكَدِهٖ وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْاَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔" (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۸)

ترجمہ: "اس کا فائدہ ایک تو تاکید ہے اور دوسرا اس بات کا اظہار ہے کہ صراط مستقیم کی تفسیر صراط المسلمین ہے تا کہ یہ مسلمانوں کے راستے کے سیدھا اور ٹھیک ہونے کی کامل اور موکد طریقہ پر شہادت اور گواہی بن جائے۔ اور وہ مومنوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کا راستہ ہے۔"

حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی دفتر اول مکتوب: ۱۹۳ر میں فرماتے ہیں:

"واز علومیکہ از کتاب وسنت مستفاد اند ہماں معتبر اند کہ این بزرگواراں از کتاب و سنت اخذ کردہ اند وفہمیدہ زیرا کہ ہر متبدع وضال عقائد فاسد خود را از کتاب وسنت اخذ میکند پس ہر معنی از معانی مفہومہ از نہا معتبر نباشد" (دفتر اول مکتوب: ۱۹۳)

ترجمہ: "اور وہ علوم جو کتاب وسنت سے حاصل ہوتے ہیں ان میں سے صرف وہی علوم قابل اعتبار ہیں جو ان بزرگوں نے کتاب وسنت سے اخذ کیے ہیں اور سمجھے ہیں کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے عقائد فاسدہ کتاب وسنت سے ہی اخذ کرتا ہے۔ لہٰذا ان گمراہوں کے ذہن میں آنے والے معانی معتبر نہیں ہیں۔"

جو راستہ ان چار گروہوں کا بیان کردہ اور بتایا ہوا ہے وہی صراط مستقیم ہے اور راستہ سے مراد ان چار گروہوں کے عقیدے، اعمال، سیرت ومعمولات ہیں۔ منکرین شان اولیاء اللہ جن عقائد

اورخیالات کے حامل ہیں اور جن کو عین اسلام قرار دے کران کی تبلیغ واشاعت پرزور دیتے ہیں، ہماری درخواست ہے کہ ان عقائدوخیالات کو بزرگان دین کی کتابوں سے ثابت کر کے دکھائیں۔کیاغوث اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی تصنیف میں لکھاہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے عطائی علم غیب کا ماننا مشرکانہ عقیدہ ہے؟اوراہل اللہ سے وسیلۂ مدد واعانت چاہنا گمراہی وضلالت ہے؟اگرحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی کسی تصنیف میں ایساتحریرفرمایاہے توازراہ مہربانی ہم کوبھی دکھایئے؟اوراگرکسی بھی تصنیف میں ایسانہیں لکھا تو بتایئے!اتنے اہم اورضروری اوربنیادی مسائل کوان بزرگوں نے کیوں نہیں بیان کیااورکیوں نہ کہہ گئے کہ ان مشرکانہ عقیدہ سے دوررہنا۔

جب انہوں نے سنت ومستحب تک کے مسائل بیان کئے ہیں تو آخران عقیدوں سے خبرداررہنے کی تلقین کیوں نہ کی جن سے آدمی کانفس ایمان ہی ختم ہوجاتا ہے؟کیاامام حسن بصری،امام ابوحنیفہ،امام شافعی،امام مالک،امام احمد بن حنبل،سفیان ثوری،عبداللہ بن مبارک، امام قشیری،امام غزالی،حضرت علی ہجویری معروف بہ داتا گنج بخش،خواجہ اجمیری،مجددالف ثانی اورشاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہیں ان عقیدوں کومشرکانہ کہا ہے؟ اگرایساہے توبتایئے......ورنہ وجہ بتایئے کہ اس قدرضروری مسائل کووہ کیوں چھوڑ گئے؟اور یہاں یہ تاویل بالکل لغواورفریب ہے کہ ان بزرگوں کے زمانہ میں یہ مسائل پیداہی نہیں ہوئے تھے۔کیونکہ منکرین شان اولیاءاللہ کے اکابرابن تیمیہ اورابن قیم وغیرہ نے اپنی کتابوں میں ان عقائدوالوں کومشرک وبدعتی کہاہے۔اس سے صاف معلوم ہوتا کہ ان کے زمانہ میں یہ عقائداوران عقائد کے حامل لوگ موجود تھے۔جس بناپران کومشرک وبدعتی کہناپڑا۔

اسی طرح گیارہویں صدی میں پیداہونے والے محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بڑی شیوخی اوردیدہ دلیری کے ساتھ اہل سنت وجماعت کومشرک وبدعتی کہا۔بلکہ اہل سنت وجماعت کاقتل جائزقراردیا۔(کذافی الشامی)

مقام غور ہے کہ آخر ان چند افراد کے علاوہ باقی تمام امت کے علماء، محدثین، فقہا اور صوفیائے کرام نے کیوں ایسے عقائد والوں کو مشرک و بدعتی کہنے سے خاموشی اختیار کی؟ بلکہ اُلٹے ابن تیمیہ اور ابن قیم اور عبدالوہاب نجدی وغیرہ کے رد میں کتابیں لکھیں۔ تعجب ہے کہ مخالفین کے نزدیک ابن تیمیہ، ابن قیم اور عبدالوہاب نجدی وغیرہ مجددین و مصلحین میں شمار ہوتے ہیں۔ حالانکہ بزرگان دین نے ان "مصلحین" کے رد میں کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔

مخالفین اہل سنت عام طور پر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ "ہم قرآن وسنت سے اپنے عقائد ثابت کرتے ہیں۔ اور تمہارے پاس بزرگوں کے اقوال اور توہمات کے سوا کیا ہے۔ اور نصوص قطعیہ کے سامنے ان کی کیا وقعت وحقیقت ہے۔" اس سوال کا مختصر اور عام فہم جواب تو یہ ہے کہ کیا وہ آیات واحادیث جن کو تم لوگ پیش کرتے ہو، بزرگان دین اور مفسرین کرام نے نہیں دیکھی تھیں؟ یا ان آیات واحادیث کے معنی وہ نہیں سمجھ سکے؟ اور ان کو یہ محسوس نہ ہوسکا کہ قرآن واحادیث میں ان عقائد کو مشرکانہ اور مبتدعانہ قرار دیا گیا ہے؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مخالفین کے نزدیک حجۃ الاسلام امام غزالی، حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی وغیر ہم رحمہم اللہ تعالیٰ معاذ اللہ! جاہل اور بے علم تھے کہ ان کو تو سمجھ نہ آسکا کہ ان آیات کے معانی یہ ہیں۔ اور زمانہ حال کے چند خشک ملاؤں پر منکشف ہوا کہ قرآن مجید اور کتب حدیث میں ایسی آیات واحادیث بھی موجود ہیں جن کی رو سے سواد اعظم شرک وبدعت سے آلودہ نظر آتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدھا راستہ صرف اور صرف وہی ہے جو بزرگان دین اور علماء حق کا راستہ ہے اور قرآنی آیات واحادیث مبارکہ کا صرف وہی مطلب اور ان کی صرف وہی تفسیر درست اور قابل اعتبار ہے جو ان پاک بزرگوں نے کی ہے۔ صرف علم ہدایت اور حق پر ہونے کی دلیل نہیں ہوسکتا۔ مولیٰ کریم کا ارشاد ہے: ﴿وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو علم کے باوجود گمراہی وضلالت میں ڈال دیا۔

لہٰذا جن عقائد کی اکابرین اسلام نے نشان دہی فرمائی ہے۔ ان کو اپنا عقیدہ بنانا چاہئے۔

ان کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنا چاہئے۔اوران کے اطواروا حوال کو مشعل راہ بنانا سعادت عظمٰی ہے۔اس کے بغیر عقائد کسی صورت بھی درست اور صحیح نہیں رہ سکتے۔کیونکہ اس وقت ہر شخص قرآن بغل میں دبائے پھر رہا ہے۔اور تبلیغ واشاعت اسلام کا مدعی بنا ہوا ہے، اس خودسری اور ذہنی افراتفری کے دور میں ایمان بچانے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ بزرگان دین کے نقش قدم پر چلا جائے۔

واضح رہے کہ یہ وجہ تالیف حضرت علامہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی نوراللہ مرقدہ نے خود کتاب کے سابقہ ایڈیشن میں تحریر فرمائی ہے۔اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے۔

مختصر سوانح

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ السامی

از مصنف علیہ الرحمہ

کتاب ہذا میں امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی نقشبندی سرہندی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کے مذہب، مشرب، مسلک اور عقائد و معمولات اور ان کی تعلیمات کو مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور اس تالیف میں یہی چیزیں پیش کرنی مطلوب تھیں۔ جو بحمد اللہ تعالیٰ! کسی حد تک پیش کردی گئیں ہیں۔ لہٰذا ذیل میں صرف حصول برکت کیلئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے حالات نہایت اختصار و ایجاز کے ساتھ لکھے جا رہے ہیں۔

نسب شریف:

حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا نسب شریف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح ملحق ہوتا ہے: شیخ احمد بن شیخ عبدالاحد بن شیخ زین العابدین بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن شیخ حبیب اللہ بن شیخ رفیع الدین بن شیخ نصیرالدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحاق بن شیخ عبداللہ بن شیخ شعیب بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین علی الملقب بہ فرخ شاہ بن شیخ نصیرالدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ الواعظ اصغر بن حضرت عبداللہ الواعظ الاکبر بن شیخ ابوالفتح بن شیخ اسحاق بن ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ ابن امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ از علامہ نور بخش توکلی ایم۔ اے، صفحہ ۱۷۲)۔

ولادت باسعادت:

آپ ۱۴ شوال ۹۷۱ ہجری کو بمقام سرہند شریف حضرت شیخ عبدالاحد فاروقی چشتی صابری

رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں متولد ہوئے۔آپ کے والد ماجد کا بیان ہے کہ آپ کی ولادت سے پہلے میں نے خواب دیکھا کہ کل جہاں میں ظلمت پھیل گئی ہے۔سور بندر اور ریچھ لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔دریں اثنا میرے سینے سے ایک نور نکلا اور اس میں سے ایک تخت ظاہر ہوا۔اس تخت پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے تمام ظالموں، زندیقوں اور ملحدوں کو بکرے کی طرح ذبح کر رہے ہیں۔کوئی شخص بآواز بلند کہتا ہے: ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ، اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾ اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کی تو انہوں نے بعد توجہ فرمایا کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعہ الحاد و بدعت کی تاریکی دور ہوگی۔چنانچہ (یہ تعبیر) بالکل صحیح و درست نکلی۔

تحصیل علوم:

جب حضرت امام ربانی قدس سرہ کی عمر مبارک تعلیم حاصل کرنے کے لائق ہوئی تو آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا اور آپ نے بہت تھوڑی مدت میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔اس کے بعد علوم دینیہ کی تحصیل اپنے والد ماجد حضرت مخدوم شیخ عبدالاحد سے فرمائی۔بعدازاں سیالکوٹ تشریف لے گئے اور وہاں مولانا کمال کشمیری سے معقولات کی بعض کتابیں پڑھیں۔حدیث کی بعض کتابیں شیخ خوارزمی بردی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مولانا یعقوب کشمیری رحمہ اللہ سے پڑھ کر سند حاصل کی۔مولانا یعقوب نے حرمین شریفین میں پہنچ کر وہاں کے بڑے بڑے محدثین سے استفادہ استفاضہ کر کے سند حاصل کی تھی۔ان کے علاوہ قاضی بہلول بدخشانی تلمیذ شیخ المحدثین ابن فہدی سے تفسیر واحدی مع دیگر مؤلفات واحدی، تفسیر بیضاوی مع دیگر مصنفات قاضی بیضاوی اور صحیح بخاری مع متعلقات ثلاثیات وغیرہ ومشکوٰۃ المصابیح وترمذی شریف مع شمائل اور جامع صغیر وقصیدہ بردہ شریف اور حدیث مسلسل بالاولیت کی اجازت حاصل فرمائی۔

(حضرات القدس وزبدۃ القامات)

غرضیکہ آپ نے سترہ برس کی عمر شریف میں فارغ التحصیل ہو کر اپنے والد ماجد کے حضور ہی

میں طلبہ کو پڑھانا شروع کردیا۔مختلف دیار وامصار سے سینکڑوں طلبہ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔رات دن درس و تدریس کا مشغلہ رہتا۔ہر وقت علوم حدیث و تفسیر کے شائقین آپ کے گرد پروانہ وار جمع رہتے۔اسی اثنا میں آپ نے رسائل تصنیف فرمائے۔رسالہ تہاہلہ اثبات النبوت اور رسالہ دررد روافض اس زمانے کی یادگار ہیں۔

آگرہ کا سفر:

ان دنوں آگرہ علماء وفضلا کا مرکز بنا ہوا تھا۔ان کے علم کا شہرہ سن کر آپ آگرہ تشریف لے گئے اور کچھ عرصہ وہاں مقیم رہے۔اس عرصے میں کئی دفعہ ابوالفضل کی مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا۔وہ آپ کے علم و فضل کی بے حد تعریف کیا کرتا تھا۔ایک دن اس نے فلاسفہ اور ان کے علوم کی تعریف میں بے حد مبالغہ کیا،جس سے علمائے دین کی توہین کا پہلو نکلتا تھا۔حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو برداشت نہ کر سکے اور فرمایا کہ امام غزالی قدس سرہٗ العالی نے رسالہ "المنقذ عن الصلال"،میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ علوم جن کے واضع فلاسفہ اپنے آپ کو بتاتے ہیں۔مثلاً ہیئت،نجوم اور حسب وغیرہ یہ سب کتب انبیائے سابقین سے چرائے ہوئے ہیں۔اور ریاضی وغیرہ جو فلاسفہ کے طبع زاد ہیں ان کی دین کو کیا ضرورت ہے؟ ابوالفضل آپ کی معقول تقریر سن کر بے حد خفا ہوا اور کہنے لگا کہ امام غزالی رحمہ اللہ نے غلط و نامعقول کہا ہے۔حضرت شیخ مجدد رحمہ اللہ یہ سن کر ناراض ہو گئے اور س کی مجلس سے اٹھ آئے۔اور چلتے وقت فرمایا کہ:اگر تو ہم جیسے اہل علم کی صحبت کا ذوق رکھتا ہے۔تو ایسی بے ادبانہ اور گستاخانہ باتوں سے اپنی زبان کو بند رکھو!اس کے بعد کئی روز تک آپ اس کی مجلس میں تشریف نہ لے گئے تو اس نے معافی مانگ کر آپ کو بلایا۔

ایک روز آپ ابوالفضل کے بھائی فیضی کے ہاں تشریف لے گئے وہ ان دنوں تفسیر بے نقط (سواطع الالہام) لکھ رہا تھا۔وہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ خوب موقع پر تشریف لائے ہو۔ایک مقام درپیش ہے کہ جس کی تاویل و تفسیر حروف غیر معجمہ میں مشکل ہے۔

میں نے ہر چند دماغ سوزی کی ہے مگر دل خواہ عبارت نہیں سوجھتی۔ یہ سن کر آپ نے قلم برداشتہ اس صفحہ کے مطالب و معانی نے نقطہ حروف میں کمال بلاغت وفصاحت میں تحریر فرما دیے۔ آپ کی یہ قدرت دیکھ کر فیضی حیران و ششدر رہ گیا۔ اس ایک واقع سے آپ کی زبردست قابلیت اور کمال کا بخوبی پتہ چل جاتا ہے۔

آپ کو آگرہ میں رہتے ہوئے ایک عرصہ گزر گیا تھا اس لئے آپ کے والد بزرگوار باوجود کبرسنی کے طویل سفر طے کر کے آپ کو ملنے آگرہ پہنچے اور حضرت کو اپنے ساتھ سرہند شریف واپس لے آئے۔ راستے میں بمقام تھانیسر وہاں کے رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی۔

سلوک طریقت:

وطن پہنچ کر آپ نے سلوک طریقہ صوفیہ میں قدم رکھا اور اپنے نامدار کی صحبت میں رہ کر بہت سے فوائد باطنی حاصل کئے۔ چنانچہ آپ رسالہ مبداء و معاد میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس درویش کو اصل نسبت فردیت کہ جس سے عروج اخیر مخصوص ہے اپنے والد بزرگوار سے حاصل ہوئی تھی۔ اور والد بزرگوار کو ایک بزرگ (شاہ کمال کیتھلی) سے ہاتھ لگی تھی۔ جو جزبہ قوی رکھتے تھے اور خوارق میں مشہور تھے۔ نیز اس درویش کو عبادات نافلہ بالخصوص ادائے نماز نافلہ کی توفیق اپنے والد بزرگوار کی مدد سے ہے اور والد بزرگوار کو یہ سعادت اپنے شیخ (رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی) سے حاصل ہوئی تھی جو اس سلسلہ میں تھے"

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے حضور میں:

حضرت امام ربانی کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت روضہ مقدسہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا شوق مدت مدید سے دامن گیر تھا۔ مگر اپنے والد ماجد کی کبرسنی کے باعث ہی ارادے سے ملتوی رکھا۔ آپ کے والد ماجد حضرت شیخ عبدالاحد نے ۲۷ رجمادی الاخری ۱۰۰۷ ہجری کو اسی سال کی

عمر میں انتقال فرمایا تو اگلے برس ۱۰۰۸ ہجری میں بارادہ حج روانہ ہوئے دہلی پہنچے تو مولانا حسن کشمیری نے جو آپ کے محسنوں میں سے تھے، حضرت خواجہ باقی باللہ کی بہت تعریف کی۔ اور ان سے ملنے کی تاکید کی۔ چونکہ آپ کو نسبت نقشبندیہ کا شوق پہلے ہی سے تھا اس لئے آپ حضرت خواجہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ نہایت مہربانی سے پیش آئے۔ اور آپ کا ارادہ و مقصد معلوم کیا۔ حضرت مجدد صاحب نے اپنا مقصد سفر بیان کیا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ یہ نہ تھا کہ کسی طالب کو بذات خود اپنے اخذ طریقہ کا اشارہ فرمائیں۔ یا ایسے مبارک سفر سے روک کر اپنی خانقاہ میں قیام کرنے کا حکم دیں مگر چونکہ اس شہباز بلند پرواز کی قابلیت واستعداد پر نظر تھی۔ اس لئے اپنی عادت کے خلاف ارشاد فرمایا:

"اگرچہ تم مبارک سفر کا ارادہ رکھتے ہو لیکن کم سے کم ایک ماہ یا ایک ہفتہ فقراء کی صحبت میں رہو تو کیا حرج ہے۔"

حضرت خواجہ کے ارشاد کے مطابق آپ نے ایک ہفتہ تک ٹھہرنے کا ارادہ فرمالیا۔ ابھی دو روز بھی نہ گزرے تھے کہ حضرت کے کشش وتصرف سے آپ پر اخذ طریقہ نقشبندیہ کا شوق غالب ہوا اور آپ نے حضرت خواجہ سے اس کا اظہار فرمایا تو حضرت خواجہ نے فی الفور داخل طریق کرلیا۔ اور خلوت میں لے جاکر توجہ دینا شروع کی۔ چنانچہ اسی دم آپ کا قلب منور وذاکر ہوگیا۔ اور روز بروز ترقیات عروجات حاصل ہوتے چلے گئے۔

طریق نقشبندی میں فیوض خواجہ باقیؒ سے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الف ثانیؒ کا

محبوب ومراد مرشد:

جس طرح سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مراد تھے۔ اسی طرح حضرت فاروق اعظم کی اولاد امجاد میں سے شیخ الاسلام والمسلمین حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج فاروقی اجودھنی رحمہ اللہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی دہلوی رحمہ

اللہ کے مراد تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے حضرت خواجہ گنج شکر کے بعد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کو اپنے مرشد برحق کے محبوب و مراد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مراد مرشد ہونے کے متعلق بہت سے واقعات کتب میں درج ہیں۔ یہاں صرف ایک کا نقل کر دینا کافی۔ وھو ھذا!

قطب المحققین حضرت خواجہ محمد باقی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے مخدوم مولانا خواجگی املکنگی قدس سرہ نے ہم کو حکم دیا کہ ہندوستان جاؤ، وہاں یہ سلسلہ شریفہ تم سے رواج پائے گا۔ میں نے اپنے کو اس کا اہل نہ پا کر عذر کیا۔ حضرت نے استخارہ کا حکم دیا۔ میں نے استخارہ کیا اور اس میں یہ معلوم ہوا کہ ایک طوطی ایک شاخ کے سر پر بیٹھا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ طوطی اس شاخ سے اڑ کر میرے ہاتھ پر بیٹھ جائے تو ضرور اس سفر میں مجھے کامیابیاں ہوں گی۔ بمجرد اس خیال کے طوطی اڑا اور میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اس کی منقار کو اپنے منہ میں لیا۔ اور اس نے میرے منہ میں شکر ڈال دی...... میں نے اس روقعہ کی تفسیر اس طرح کی کہ طوطی چونکہ ہندوستان کا پرندہ ہے اس لئے کوئی بزرگ ہند کے ہم سے متوسل ہوں گے۔ اور معارف و اسرار اس سے پیدا ہوں گے۔ اور ہم کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا...... میں نے یہ واقعہ اور تعبیر جناب مولانا سے بیان کی۔ مولانا نے فرمایا کہ اس کی تفسیر یہی ہے جو تم کو معلوم ہوئی ہے۔ ایک عرصہ سے بزرگان طریق اس بزرگ کی تشریف فرمائی کے منتظر ہیں۔ جلدی کر و اس بزرگ کو پاؤ۔ اب معلوم ہوا کہ وہ بزرگ تمہارے دامن سے پرواز کرے گا۔

حضرت خواجہ قدس سرہ (خواجہ باقی باللہ) نے ختم کلام کے بعد ہمارے حضرت قطب الاقطاب (مجدد صاحب) سے خطاب کر کے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ واقعہ اور بشارت تم سے

متعلق ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ کی تعبیر کے مطابق انجام ہوا (حضرات القدس مترجم دفتر دوم صفحہ ۲۰،۲۱) حضرت علامہ نور بخش توکلی ایم، اے مرحوم نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت خواجہ باقی باللہ نے کئی بار فرمایا: ''شیخ احمد کی سرعت سیر کا سبب یہ ہے کہ وہ محبوب ومراد ہیں۔'' (تذکرہ مشائخ نقشبندیہ ص ۱۷۸)

مجددالف ثانی:

حضرت خواجہ بدرالدین سرہندی حضرات القدس میں تحریر فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''مجددالف ثانی'' بنایا۔ چنانچہ حضرت نے خود اس معاملہ کی تصریح فرمائی ہے اور ایک مکتوب میں اپنے علم اور معارف خاصہ کی تحریر کے بعد لکھا ہے کہ۔

''یہ علوم مشکوۃ انوار نبوت سے مقتبس ہیں علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ کہ بعد تجدید الف ثانی کے بلحاظ تبعیت ووراثت تازہ ہوئے اور تازگی کے ساتھ ظاہر ہوئے ہیں۔ ان علوم ومعارف کا مالک ''مجددالف ثانی'' ہے۔ چنانچہ جن لوگوں نے ان کے علوم ومعارف کو جو ذات وصفات وافعال حق سے متعلق ہیں اور احوال ومواجید وظہورات پر مشتمل ہیں، دیکھا ہے۔ ان پر بخوبی روشن ہے کہ یہ علوم ومعارف اولیاء کے علاوہ ہیں۔ بلکہ ان کے علوم بہ نسبت علوم مجددیہ کے پوست ہیں۔ اور وہ مغز ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دینے والا ہے۔''

''واضح ہو کہ ہر صدی کے ابتدا میں ایک مجدد گزرتا ہے مگر مجدد صدی الگ ہے اور مجدد ہزار الگ۔ جو فرق کہ سو اور ہزار میں ہے ان کے مجددوں میں بھی وہی فرق ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ...... مجدد ہزار وہ ہے کہ جو کچھ اس مدت میں فیض اور برکتیں امتوں پر پہنچتی ہیں اسی کے توسط سے پہنچتی ہیں۔ اگرچہ اقطاب واوتاد اور بدلا ونجبا موجود کیوں نہ رہیں۔ (یہ عبارت دفتر دوم کے مکتوب چہارم کی ہے۔)...... (حضرات القدس دفتر دوم صفحہ ۴۴)

حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی نے ''زبدۃ المقامات'' میں تحریر فرمایا ہے:

''راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ میرے دل پر خطرہ گزرا کہ اگر حق سبحانہ وتعالیٰ نے

آپ کو "مجدد الف ثانی" کیا ہے۔ اعاظم علمائے وقت میں سے کسی سے اس امر کی تائید ہوتی تو بہتر تھا۔ یہاں تک کہ ایک روز یہ خطرہ میرے دل میں آپ کی خدمت میں گزرا۔ آپ نے احقر کو فرمایا کہ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی جو علوم عقلیہ ونقلیہ میں تصانیف عالیہ رکھتے ہیں اور اس وقت دیار ہند میں ان کا نظیر نہیں معلوم ہوتا۔ مجھے آپ نے ایک مکتوب میں لکھا تھا۔ پھر آپ نے متبسم ہو کر فرمایا کہ آپ کے فقرات بدحیہ میں سے ایک فقرہ "مجدد الف ثانی" تھا۔

مولانا عبدالحکیم رحمہ اللہ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ کسی نے یہ آیت پڑھی: "قُلِ اللّٰهُ ، ثُمَّ ذَرْهُمْ" اس واقعہ کے بعد آپ نے مجدد صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم ذکر اخذ کی اور آپ کے قلصین میں داخل ہوئے۔ (زبدۃ المقامات مترجم اردو ۱۷۸)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی شان ارفع واعلیٰ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے وہ حضرت کے دعویٰ مجددیت اور مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق کی زبردست تائید ہے۔ شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"شیخ مجدد اس دورہ کے پیش خیمہ ہیں۔ اس دورہ کے بہت سے معارف اور علوم شیخ کی زبان مبارک سے صادر ہوئے ہیں۔ شیخ اس دورہ کے قطب ارشاد ہیں۔ حضرت شیخ مجدد کی تعظیم عین مدور اد وار اور مکون کائنات (یعنی حق سبحانہ تعالیٰ) کی تعظیم ہے۔ حضرت شیخ کے نعماء برکات کے شکریہ عین ایزد متعال کا شکریہ ہے۔

(کلمات طیبات صفحہ ۱۶۲ مکتوب ہفتم بحوالہ سیرت امام ربانی مولفہ مولانا محمد داؤد فاروقی صفحہ ۴۲)

تجدیدی کارنامے

حضرت امام ربانی قدس سرہ کا جس وقت ظہور ہوا۔ اس وقت اپنے اور بیگانوں کے ہاتھوں جو دین اسلام کی درگت بن رہی تھی۔ اس کے تصور سے ہی دل کانپ جاتا ہے حضرت شیخ علیہ الرحمہ نے اس لادینی وگمراہی کے خلاف جو نادر المثال مساعی فرمائیں ان کا بیان بہت طویل ہے اور حضرت شیخ قدس سرہ کی سوانح کا یہی ایک ایسا باب ہے جس کو پڑھنے اور سمجھنے سے ہی یہ حقیقت

آشکارا ہو سکتی ہے کہ آپ کا دعویٰ مجددیت بالکل صحیح تھا اور جن حضرات نے اس کی تائید و تصدیق فرمائی۔ انہوں نے اپنے نورِ بصیرت و نورِ ایمانی کے ذریعے عین حق کہا تھا۔ حضرت کے تجدیدی کارناموں کو اس مقام پر بیان کرنا ناممکن ہے۔ مختصر یہ کہ آپ نے اکبر کے دینِ الٰہی کے خلاف آواز بلند کر کے بادشاہ سے ٹکر لی۔ دینِ الٰہی میں سود، قمار بازی اور شراب کو حلال قرار دے دیا گیا تھا۔ غسلِ جنابت کی فرضیت سے انکار کر دیا گیا تھا۔ داڑھی کا مذاق اڑایا جاتا اور اسلامی پردے کو ختم کرنے کا حکم صادر کیا گیا۔ زنا کے اڈے قائم کئے گئے۔ علمائے حق کی توہین و تذلیل کی جاتی۔ کفار کا اس قدر زور بڑھ گیا تھا کہ مساجد کو بلا خوف گرا دیا جاتا تھا۔ اور مسلمانوں کے مقابر و مساجد کو منہدم کر کے ان پر مندر تعمیر کر دیے جاتے تھے۔ بادشاہ کو تعظیمی سجدہ کرنا ضروری تھا (سجدہ تعظیمی کے رد میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ کا رسالہ "الزبدة الزکیه فی حرمة السجدة التحیه" معروف بہ حرمت سجدہ تعظیم 'لائق مطالعہ ہے۔) گائے اور بھینس کے گوشت کو حرام اور حرام جانوروں کے گوشت کو حلال قرار دے دیا گیا تھا۔ ابوالفضل اور فیضی کا والد ملا مبارک حقیقت کو چھوڑ کر غیر مقلد بن گیا تھا۔ (اپنے والد کے متعلق ابوالفضل لکھتا ہے کہ "واز تقلید بر کنارہ بندگی دلیل کردے (آئینِ اکبری) اور اسی غیر مقلدیت نے اسے اور اس کے بیٹوں کو دشمنِ اسلام بنا کر جہنم کا ایندھن بنا دیا۔

اکبر اور اس کو بہکانے والے علماء سو کے فتنوں کے علاوہ اس دور کے جاہل صوفیوں اور پیروں نے بھی کوئی کسر باقی اٹھا نہیں رکھی تھی۔ (جاہل صوفیوں کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی کا رسالہ "مقال العرفا" بڑا مفید ہے۔) علماء نے تبلیغ دین کا فریضہ ترک کر دیا تھا جس کے باعث مسلمانوں میں ہندوؤں کی رسوم جاری ہو گئی تھیں، شرک و بدعت کا زور ہو گیا تھا۔ اہلِ حق مغلوب و گوشہ نشین تھے۔ اور بد عقیدہ و گمراہ لوگ اپنے خیالاتِ فاسدہ کی تشہیر میں آزاد تھے رافضی اور تفضیلی کھلے بندوں اپنے عقائدِ بد کی تبلیغ و ترویج میں مصروف تھے اور حکومت کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی تھی۔ چنانچہ بعض شہروں میں خطبا نے جمعہ اور عیدین میں خطبوں سے اصحاب

ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اسماء گرامی خارج کردیے تھے۔ غرض کہ وہ کونسا فتنہ تھا جو اس وقت ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ اور وہ کونسا ظلم تھا جو دین اسلام پر نہیں ڈھایا گیا تھا۔ مگر اس نائب رسول نے اپنی نیابت کا پورا پورا حق ادا کیا۔ شاہی عتابات کو نہایت ہمت و کمال جرأت سے برداشت کیا۔ حتی کہ جیل میں جاکر سنت یوسفی بھی ادا کی۔ بالآخر حق کا بول بالا ہوا۔ باطل کو جھکنا پڑا، شہنشاہ جہانگیر تائب ہوا۔ غرض کہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کی مساعی پیہم کے ذریعے ہندوستان میں دوبارہ سنت کا احیاء ہوا۔ کفر وضلالت اور بدعت کے بادل چھٹ کر اسلام کا نور پھیل گیا۔

تصانیف:

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے متعدد تصانیف اپنی یادگار چھوڑی ہیں جن کے نام یہ ہیں: رسالہ ردروافض، رسالہ اثبات النبوۃ، رسالہ معارف لدنیہ، تعلیقات عوارف المعارف، رسالہ مکاشفات عینیہ، رسالہ تہلیلیہ، شرح رباعیات خواجہ باقی باللہ، رسالہ آداب مریدین، رسالہ مبدء ومعاد، رسالہ حالات خواجگان نقشبند، رسالہ علم حدیث وغیرہ۔

ان میں سے زیادہ تر رسائل چھپ چکے ہیں اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا وجود عنقا ہیں۔ مگر آپ کی تصانیف عالیہ میں سے سب سے اہم چیز مکتوبات شریف ہیں۔ جو علوم ظاہریہ و باطنیہ کا گنجینہ ہیں، شریعت و طریقت کے جملہ مسائل کا حل ان میں موجود ہے۔

مقام مکتوبات:

چونکہ ہماری یہ کتاب حضرت شیخ قدس سرہ کے مکتوبات شریف سے ماخوذ ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ خود صاحب مکاتیب کے ارشادات ذیل میں نقل کردیے جائیں تاکہ قارئین کو یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ ان مکتوبات کا کیا مقام و مرتبہ ہے۔ اور ان میں کوئی بات خلاف شرع شریف درج نہیں ہوئی ہے۔

حضرت مجدد صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں:۔

۱۔ ''مطالعہ مکتوبات را لازم گیرند کہ سودمند است۔'' (دفتر اول مکتوب ص ۲۳۷)

ترجمہ: ''مکتوبات کا مطالعہ ضرور کرتے رہیں کیونکہ ان کا مطالعہ نفع بخش ہے۔''

۲۔ ''علوم بایں ہمہ کثرت بتمامہا موافق علوم شرعیہ اند سر مو مخالفت را گنجائش نیست۔ ایں خصوصیت علامت صحت علوم است۔ حضرت خواجہ قدس سرہٗ نوشتہ بودند کہ علوم شما ہمہ صحیح است۔'' (دفتر مکتوب ص ۱۰۷)

ترجمہ: ''یہ علوم و حقائق اس کثرت کے باوجود سارے کے سارے علوم شرعیہ کے عین مطابق ہیں۔ ان میں بال برابر بھی شریعت کی مخالفت کی گنجائش نہیں۔ یہ خصوصیت ان علوم کے صحیح اور ٹھیک ہونے کی علامت ہے ہمارے پیرو مرشد حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے تحریر فرمایا تھا تمہارے بیان کردہ تمام علوم و معارف صحیح ہیں۔''

۳۔ ''اے فرزند ایں معارف کہ مسودہ یافتہ است کہ از الہامات رحمانی باشند کہ اصلا شائبہ وساوس شیطانی را در انجا مجال نہ بود۔ دلیل بریں معنی دارد کہ چوں در صدد تحریر ایں شد ملتجی۔ بجناب قدس خداوندی جل سلطانہ گشت دید کہ گویا ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام از نواحی آں دفع شیطان میکردند و نمی گذاشتند کہ در حوالی آں مکان بگردد۔'' (دفتر اول مکتوب ص ۲۳۴)

ترجمہ: ''اے فرزند! یہ معارف جو تحریر میں آ رہے ہیں امید ہے کہ الہامات ربانیہ سے ہوں کہ وساوس شیطانی کے شائبہ تک کی ان میں گنجائش نہ ہو اس کی دلیل یہ ہے کہ دوران تحریر جب بندہ درگاہ ایزدی جل سلطانہ میں ملتجی ہوا تو یوں محسوس ہوا کہ گویا ملائکہ کرام علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میرے اردگرد متعین ہیں اور ابلیس لعین کو دور رکھ رہے ہیں اور اس کو میرے پاس پھٹکنے نہیں دیتے۔''

بعض خصائص و مراتب حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی:

اگرچہ درج ذیل مقام و مراتب بعض دیگر اخص الخواص کو بھی عطا ہوئے ہوں۔ لیکن چونکہ

وہ نہایت ہی نادر و قلیل ہیں۔ اس لئے ان تمام مراتب و مقامات کا آپ کی ذات میں بیک وقت اجتماع آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔

علاوہ بریں حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کو بعض ایسے کمالات بھی حاصل تھے جو اوروں سے سننے میں بھی نہیں آئے۔

۱۔ ”خدا تعالیٰ نے آپ کو مجدد الف ثانی کیا۔ جس کا اظہار آپ نے خدا تعالیٰ کی طرف بار بار الہام کے بعد کیا۔ جیسا کہ مکتوبات شریف میں آپ نے خود اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔“

مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں آپ کو مجدد الف ثانی لکھا۔

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک
سرد گر بگزرانم سر ز افلاک
من آں خاکہ کہ ابر نو بہاری
کند از لطف برمن خطرہ باری

۲۔ کئی برس پہلے حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ پیر و مرشد حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ سرہند شریف تشریف لائے تو خواب میں حضرت امام ربانی کے نور کو شمع کی صورت میں دیکھا، جس سے تمام عالم منور ہو رہا تھا۔

۳۔ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مخلص کو لکھا کہ شیخ احمد (مجدد صاحب) ایسا شخص ہوگا جس کی روشنی سے تمام عالم منور ہوگا۔

۴۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کو حضرت کے مرشد بزرگوار نے خبر دی کہ آپ کو مرتبہ مرادیت اور محبوبیت حاصل ہوگا۔

۵۔ آپ کے مرشد بزرگوار حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر مشائخ طریقہ بدست لے کر آپ کی تربیت فرمائی اور مقامات بلند تک لے جا کر خصوصی نسبتیں عطا

کیں۔

۶..... دیگر اولیاء اللہ کی توجہات سے آپ میں نسبتہائے ولایت اور انوار نبوت جلوہ گر ہوئے۔ اور تمام نسبتوں سے آپ کو سرفراز فرمایا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نے خود بار بار فرمایا کہ اس راہ کا کوئی کوچہ ایسا نہیں جس سے اس ناچیز کو عبور نہ کرایا گیا ہو۔

۷..... حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے آپ کو علم سموات سکھایا۔

۸..... حضرت خضر و الیاس علیہما السلام سے بھی آپ کو ملاقات نصیب ہوئی اور انہوں نے آپ کو حیات و ممات کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔

۹..... ابتدائے سلوک میں حضرت خضر علیہ السلام نے آپ کو علم لدنی سکھایا۔

(رسالہ مبدء و معاد)

۱۰..... خود حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کو مجتہد علم الکلام فرمایا (آپ کا ایک مکتوب)

۱۱..... ایک دفعہ آپ حلقہ مراقبہ میں تھے۔ کہ آپ کو ندا آئی:

"غفرتُ لک ولمن توسل بک بواسطۃٍ او بغیرِ واسطۃ الی یومِ القیمۃ"

ترجمہ: "میں نے تجھے اور تیرے متوسلین کو چاہے وہ بالواسطہ ہوں یا بلاواسطہ قیامت تک سب کو بخش دیا۔" (رسالہ مبدء معاد)

۱۲..... ایک دفعہ آپ کو بشارت دی گئی کہ جس جنازہ میں تم شریک ہو گئے وہ میت مرحوم و مغفور ہے۔

۱۳..... ایک قبرستان میں آپ نے دعا مغفرت کی تو آپ کو الہام ہوا کہ میں نے اس قبرستان سے عذاب اٹھالیا ہے۔

۱۴..... آپ کو بشارت دی گئی کہ جو علوم تم نے بیان و تحریر کیے ہیں وہ سب ہماری طرف سے ہیں اور بالخصوص جن علوم میں آپ کو ایک گونہ تردد تھا ان کی حقیقت آپ پر کھول دی۔

۱۵.....حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ کل قیامت کو تمہاری شفاعت سے کئی ہزار آدمی بخشے جائیں گے۔

۱۶.....آپ کو انوار و برکات ہفت درجہ متابعت جناب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف فرمایا گیا۔ (دفتر ثانی مکتوب ۲۵)

۱۷.....وسواس وخناس کو محض فضل وکرم سے آپ کے سینے پاک سے دور کر دیا گیا۔

۱۸.....شرک خفی (ریا) آپ کی عبادت سے اٹھالیا گیا۔

۱۹.....آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کی برکت سے سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی اور ان کے شاگردوں تک علم وعمل میں رسوخ حاصل ہوا۔

۲۰.....آپ نے فرمایا کہ جس قدر لوگ ہمارے طریقے میں داخل ہوئے یا قیامت تک داخل ہوں گے بواسطہ یا بغیر واسطہ مرد ہوں یا عورتیں سب مجھے دکھائے گئے حتی کہ ہر ایک کا نام ونسب اور مولد ومسکن بھی مجھے بتلایا گیا اگر چاہوں تو بیان کرسکتا ہوں۔

۲۱.....قضاء مبرم ومعلق اور اسرار محمود واثبات سے آپ کو مطلع کیا گیا۔

۲۲.....آپ کو علمائے راسخین میں کیا گیا۔ اور متشابہات قرآنی کے اسرار مقطعات کلام ربانی کے رموز سے بھی آپ کو مطلع اور واقف کیا گیا۔

۲۳.....آپ کو قطبیت افراد کا جامع کیا گیا اور یہ نادر ترین مرتبہ ہے (رسالہ مبدء معاد)

۲۴.....خداتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو قدرت وتصرف کا وہ مقام ومرتبہ عطاء فرمایا تھا کہ آپ طالب کو ایک ولایت ومقام سے فوق ولایت ومقام پر پہنچا دیتے تھے۔

۲۵.....خداتعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے آپ کی دنیا کو آخرت کردیا۔ یعنی تمتعات دنیویہ فانیہ کو آپ کے حق میں حکم آخرت میں کردیا گیا۔

۲۶.....آپ کو حقیقت قرآن وحقیقت کعبہ اور حقیقت بیت المقدس کے اسرار پر انوار سے

حصہ وافر عطا کیا گیا۔

۲۷......آپ پر ولایت ثلاثہ صغریٰ و کبریٰ یعنی ولایت اولیاء، ولایت انبیاء، اور ولایت ملائکہ منکشف کردی گئی۔ (کما ھو مصرح فی المکتوبات)

۲۸......خدا تعالیٰ نے محض اپنے لطف و کرم خصوصی سے آپ کو خزینہ رحمت بنایا۔

۲۹......آپ کو بتایا گیا کہ آپ سے لیکر حضرت امام مہدی تک اور کوئی ان کمالات سے موصوف نہ ہو سکا۔

۳۰......آپ کو اہل حق کے دو گروہوں کے درمیان صلح کرانے والا بنایا گیا۔

۳۱......آپ کا کلام حق سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے۔ یہ مقام آپ کو بہ تبعیت متابعت و وراثت حاصل ہوا ہے۔

۳۲......خدا تعالیٰ نے آپ کو مرتبہ قیومیت عطا فرمایا جو عالم کیلئے قیام کا باعث ہے۔
(مکتوبات دفتر ثانی مکتوب: ۲۹)

۳۳......آپ نے فرمایا ہمارا خاصہ قیامت تک ہماری اولاد میں باقی رہے گا۔

۳۴......خدا تعالیٰ نے اپنے وصل سے بھی آپ کو حصہ وحظ عطا فرمایا۔

گر بگویم شرح بے حد شود
مثنوی ہفتاد من کاغذ شود

عارف ذی علم آپ کے مکتوبات شریف پڑھے۔ تو وہ ضرور آپ کے خصائص و مناقب پر یقین کرے گا۔ اذعان وقبول شرط ہے اور اس گفتگو سے مقصود خدا تعالیٰ کی نعمت کا اظہار ہے۔ نیز تا کہ طالبان طریقت کو ترغیب ہو۔ دوسروں پر تفصیل جتانا مقصود نہیں۔

وصال باکمال:

اللہ تعالیٰ نے جب ان فضائل و مناقب کی حامل ہستی سے تجدید و احیاء دین کا جو کام لینا تھا لے لیا تو ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ ہجری کو اس بزرگ ترین ہستی کو اپنی طرف بلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ

راجعون! اور اس قبہ مبارک میں جو خود آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر تعمیر کروایا تھا (قبہ شکن غور فرمائیں) دفن کئے گئے۔

قَدَّسَ اللّٰهُ تعالٰی رُوْحَهٗ وَ افَاضَ علینافتوحهٗ!!

تاریخ وصال ''وارث الرسول'' اور آیت ﴿اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ﴾

کرامت:

جب غسال نے آپ کو غسل کیلئے تختہ پر لٹایا تو حاضرین نے دیکھا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھ بطریق نماز باندھے ہوئے تھے۔ بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا اور چھنگلیا حلقہ کئے ہوئے تھے۔ حالانکہ بعد از انتقال آپ کے ہاتھ دراز کر دیے گئے تھے۔ تخت پر لٹاتے وقت آپ نے تبسم فرمایا اور دیر تک متبسم رہے۔ غسال نے آپ کے دونوں ہاتھ کشادہ کر کے بائیں کروٹ پر لٹایا اور داہنی جانب غسل دیا۔ اس کے بعد داہنی کروٹ پر لٹا کر بائیں جانب غسل دیا۔ جب غسل شریف مکمل ہو چکا تو حاضرین نے دیکھا کہ آپ کے دونوں دست مبارک حسب سابق ایک ضعیف حرکت کے ساتھ حالت نماز کی طرح بندھ گئے۔ کفن شریف پہناتے وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ تین بار ایسا ہی ہوا۔ آخر حضرت خواجہ محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: معلوم ہوتا کہ آپ کی مرضی یہی ہے کہ آپ کے دست مبارک اسی طرح رہنے دیے جائیں۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ!!

(زبدۃ المقامات از حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی خلیفہ حضرت امام ربانی قدس سرہ)

☆☆☆

باب نمبر 1:

درستیٔ عقائد

عقیدے کی صحت و درستی، قبولیتِ اعمال کیلئے شرط لازم ہے۔ عقیدہ بنیاد و اساس ہے اور اعمال اس کی فرع اور شاخیں ہیں عقیدہ ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کیئے جائیں، نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے، نہ ان پر ثواب مل سکتا ہے۔ یہودیوں کے درویش اور عیسائیوں کے راہب چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے منکر ہیں اور از راہ حسد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی نعت اور فضائل و کمالات جو تورات و انجیل میں مذکور ہیں اسے چھپاتے ہیں۔ اور اس میں تحریف کرتے ہیں اس لئے دوسرے کفار مشرکین کی طرح یہ بھی آتش دوزخ میں جلیں گے اور ابدالآباد تک عذاب میں رہیں گے۔ قرآن مجید میں وارد ہے:۔

○ وَقَدِمْنَا اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ○ [الفرقان: ۲۳]
یعنی کفار و بے دینوں کے اعمال کو ہم آخرت میں ذرۂ بے مقدار کی طرح اڑا کر نیست و نابود کر دیں گے۔

قرآن حکیم میں ایک دوسری جگہ فرمایا گیا:
"ہم ان کے اعمال کا وہی حشر کریں گے جو تیز آندھی راکھ کے ڈھیر کا کرتی ہے۔"

ایک اور جگہ فرمایا گیا: ○ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ○ [الکھف: ۱۰۵] یعنی بے دینوں کے اعمال کا ہمارے ہاں کوئی وزن نہیں اور ان کی کوئی وقعت نہیں۔ وجہ یہی ہے کہ ان کی بدعقیدگی اور بے دینی رنگ لائے گی۔ اور فسادِ عقیدہ کی شقاوت انہیں کہیں کا نہیں چھوڑے گی۔

درستی عقیدہ کی اس اہمیت کو واضح کرنے کے لئے قرآن حکیم میں جہاں بھی اعمال صالحہ کا ذکر آیا ہے اس سے پہلے ایمان اور عقیدے کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ اس امر کو: ﴿الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ (وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے) کے بار بار تکرار سے ظاہر فرمایا۔ بہتر ے (بہت سے) نصاریٰ ایسے ہیں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور حضور پرُنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دفع اعتراضات میں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ مگر جبکہ آپ پر ایمان نہ لائے کچھ (نیک اعمال وغیرہ) مفید نہیں۔ کیونکہ یہ محض ظاہری تعظیم ہے۔ پھر جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو۔ عمر بھر عبادت میں گزارے، سب بیکار ہے۔

ہر شے کی آزمائش میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ جو باتیں واقعی ہونی چاہئیں وہ اس میں ہیں یا نہیں؟ حقیقی اور واقعی مومن بننے کیلئے دو باتیں درکار ہیں: (اولاً) حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم اور (ثانیا) تمام چیزوں سے زیادہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت۔ اس بات کی آزمائش کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے تم کو عقیدت ومحبت ہو جیسے ماں باپ، پیر استاد، اولاد بھائی، دوست احباب، مولوی، حافظ، مفتی، واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد! (کوئی بھی ہو) جب وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی وبے ادبی کرے تو فوراً تمہارے دلوں سے ان کی عظمت، ان کی محبت بالکل نکل جائے۔ اور ان کی محبت وعقیدت کا تمہارے دلوں میں نام ونشان نہ رہے۔ فوراً اُن سے الگ ہو جائے۔ دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دے۔ ان کی صورت، ان کے نام سے بھی نفرت کرے اور ان سے کسی رشتے، علاقے، دوستی اور الفت کا پاس ولحاظ نہ کرے۔

قرآن حکیم میں فرمایا گیا:۔

﴿قُلْ اِنْ کَانَ اٰبَآؤُکُمْ وَاَبْنَآؤُکُمْ وَاِخْوَانُکُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ وَعَشِیْرَتُکُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْھَا وَتِجَارَۃٌ تَخْشَوْنَ کَسَادَھَا وَمَسٰکِنُ تَرْضَوْنَھَآ اَحَبَّ اِلَیْکُمْ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَجِھَادٍ فِیْ سَبِیْلِہٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ

بِأَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ [التوبة: ٢٤]

ترجمہ: ''اے نبی! تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیبیاں، تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سوداگری (تجارت) جس کے نقصان کا تمہیں اندیشہ ہے اور تمہاری پسند کے مکان میں سے کوئی چیز بھی اگر تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں کوشش کرنے سے زیادہ محبوب ہے تو انتظار رکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا عذاب اتارے اور اللہ نافرمانوں کو راہ نہیں دیتا۔''

قرآن مجید میں ایک اور جگہ فرمایا:۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [الحشر: ٢٢]

ترجمہ: ''تم نہ پاؤ گے انہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دلوں میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنہوں نے اللہ و رسول سے مخالفت کی، چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کردیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ اور انہیں باغوں میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں۔ سنتے ہو اللہ والے ہی مراد کو پہنچتے ہیں۔''

اس آیت مبارکہ میں صاف فرمایا کہ بدعقیدہ لوگوں سے مسلمان دوستی نہیں کرے گا اس

سے صاف ظاہر ہوا کہ جو ان سے دوستی کرے وہ مسلمان نہ ہوگا۔ پھر اس حکم کی عمومیت بیان فرمائی کہ باپ، بیٹے، بھائی، عزیز سب کو گنوایا۔ یعنی کوئی کیسا ہی صاحب عظمت ہو، کیسا ہی محبوب الطبع ہو۔ بے دین اور بدعقیدہ ہو جانے کے بعد اس سے محبت نہیں رکھ سکتے۔

پھر ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے آگے تم نے کسی کا پاس نہ کیا تو تمہیں کیا کیا فائدے حاصل ہوں گے۔ (ملاحظہ ہوں)

- اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دے گا، اس میں انشاء اللہ حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔ کیونکہ اللہ کا لکھا مٹ نہیں سکتا۔
- اللہ تعالیٰ روح القدس (جبرئیل علیہ السلام) سے تمہاری مدد فرمائے گا۔
- تمہیں جنت میں لے جائے گا جہاں نہریں رواں ہیں۔
- تم خدا تعالیٰ کا گروہ کہلاؤ گے اور خدا والے ہو جاؤ گے۔
- منہ مانگی مرادیں پاؤ گے۔ بلکہ وہم و گمان سے کروڑوں درجہ زیادہ۔
- اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہوگا اور تم اللہ سے راضی۔

بدعقیدہ لوگوں کو دوست نہ بناؤ:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:۔

۱۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآئَکُمْ وَاِخْوَانَکُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْکُفْرَ عَلَی الْاِیْمَانِ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

[التوبۃ: ۲۳]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اپنے باپ اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو ان سے رفاقت (دوستی) رکھے، تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔“

۲۔ ﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ﴾ [الممتحنۃ: ۱]

ترجمہ: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔“

۳۔ ﴿تسرّون الیھم بالمودّۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سوآء السبیل﴾ [ایضاً]

ترجمہ: ''تم چھپ کر ان سے دوستی کرتے ہو اور میں خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو، اور تم میں جو ایسا کرے گا وہ ضرور سیدھی راہ سے بھٹک گیا۔''

۴۔ ''لن تنفعکم ارحامکم ولآ اولادکم یوم القیمۃ یفصل بینکم واللہ بما تعملون بصیر﴾ [الممتحنۃ:۳]

ترجمہ: ''تمہارے رشتے اور تمہارے بچے قیامت کے دن کچھ نفع نہ دیں گے، اللہ تم میں اور تمہارے پیاروں میں جدائی ڈال دے گا اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے''۔

۵۔ ﴿ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین﴾

ترجمہ: ''جو تم میں ان (بدعقیدہ و بے دین) سے دوستی کرے گا تو بیشک وہ انہیں میں سے ہے۔ بیشک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔'' [المائدہ:۵۱]

صرف علم ذریعہ نجات نہیں:

جب بدعقیدہ اور گستاخ لوگوں سے الگ رہنے کی تلقین کی جاتی ہے تو بعض لوگوں کو شبہ لاحق ہوتا ہے کہ یہ بے ادب لوگ بھی تو بڑے بڑے مولوی ہیں۔ مولویوں کو کیونکر برا جانیں لیکن قرآن مجید کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ صرف علم ہدایت کا سبب نہیں بن سکتا۔ اصل چیز توفیق ایزدی ہے اور اس کا فضل و کرم ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

۱۔ ﴿افرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ﴾ [الجاثیۃ:۲۳]

ترجمہ: ''بھلا دیکھو تو اس شخص کو! جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا۔ اور اللہ نے علم ہوتے ہوئے اسے گمراہی میں ڈال دیا اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی اور اس کی

آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔''

۲۔ ﴿مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰۃَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْھَا کَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ﴾ [الجمعة:۵]

ترجمہ: ''وہ لوگ جن پر تورات کا بوجھ رکھا گیا۔ پھر انہوں نے اسے نہ اٹھایا (علم کے مطابق عمل نہ کیا) ان کا حال اس گدھے کا سا ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوں۔ کیا ہی بری مثال ہے ان کی۔ جنہوں نے خدا کی آیتیں جھٹلائیں۔''

۳۔ ﴿وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ الَّذِیْنَ اٰتَیْنٰہُ اٰیٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْھَا فَاَتْبَعَہُ الشَّیْطٰنُ فَکَانَ مِنَ الْغٰوِیْنَ﴾ [الاعراف:۱۷۵]

ترجمہ: ''انہیں پڑھ کر سنا اس کی خبر جسے ہم نے اپنی آیات کا علم دیا تھا وہ ان سے نکل گیا تو شیطان اس کے پیچھے لگا تو وہ گمراہ ہو گیا۔''

ان آیات سے ظاہر ہوا کہ ہدایت علم سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ یہ تو گمراہ عالموں کی مذمت میں قرآنی آیات تھیں۔ احادیث کا تو شمار ہی نہیں۔ یہاں تک کہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ کے فرشتے بت پرستوں سے پہلے گمراہ عالموں کو پکڑیں گے یہ کہیں گے کیا ہمیں بت پوجنے والوں سے بھی پہلے لیتے ہو۔ جواب ملے گا: ''لَیْسَ مَنْ یَعْلَمُ کَمَنْ لَا یَعْلَمُ'' یعنی جاننے والے اور انجان برابر نہیں۔ عالم کی عزت تو اس بنا پر تھی کہ وہ نبی کا وارث ہے اور نبی کا وارث وہ جو ہدایت پر ہو جب گمراہی پر ہے تو نبی کا وارث نہیں شیطان کا وارث ہے۔ اب اس کی تعظیم شیطان کی تعظیم ہوگی۔ علم اس وقت نفع دیتا ہے کہ دین کے ساتھ ہو ورنہ پنڈت اور پادری بھی بڑے بڑے عالم ہیں۔ شیطان کیا کم عالم ہے پھر کوئی مسلمان اس کی تعظیم کرنے کو تیار ہے؟؟

اہل قبلہ سے مراد:

بعض لوگ کم فہمی سے یہ کہتے ہیں کہ احادیث میں اہل قبلہ کو کافر کہنے سے روکا گیا ہے۔

حالانکہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی کے منکر نہیں۔ صرف نماز میں قبلہ کی طرف منہ کر لینے والے مراد نہیں ہیں۔ ورنہ منافقین خارج الاسلام نہ ہوتے۔ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف منیف فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق اور حادث مانے یا ان کے قدیم جاننے میں توقف یا شک کرے وہ کافر ہے اور خدا کا منکر۔'' (فقہ اکبر از امام اعظم ص ٤)

امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں:۔

''اَیُّمامُسلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَوْ کَذَّبَہٗ اَوْعَابَہٗ اَوْتنقصہٗ فَقَدْ کَفَرَ بِاللّٰہِ تعالٰی وَبَانَتْ اِمْرَأَتُہٗ'' (کتاب الخراج)

ترجمہ: ''جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے وہ یقیناً کافر ہے۔ اور اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔''

شرح فقہ اکبر میں ہے:

''فِی المَوَاقِفِ لَایُکفَّرُ اَھلُ القِبلَۃِ اِلَّا فِیمَافِیہِ اِنکَارُ مَاعُلِمَ مَجِیئُہٗ بِالضَّرُورَۃِ اَوِ المُجمَعِ عَلَیہِ کَاسْتِحْلَالِ المُحَرَّمَاتِ فَلَایَخْفٰی اَلْمُرَادُ بِقَوْلِ عُلَمَاءِ نَا لَایَجُوْزُ تَکْفِیْرُ اَھلِ القِبْلَۃِ بِذَنْبٍ لَیْسَ مُجَرَّدُ التَّوَجُّہِ اِلَی الْقِبْلَۃِ...... وَھٰذَا ھُوَ الْمُرَادُ بِقَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ مُسْلِمٌ'' (شرح فقہ اکبر ص ١٦٢)

یعنی مواقف میں ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہا جائے گا مگر جب ضروریات دین یا اجماعی باتوں سے کسی بات کا انکار کریں۔ جیسے حرام کو حلال جاننا اور مخفی نہیں کہ ہمارے علماء جو فرماتے ہیں کہ کسی گناہ کے باعث اہل قبلہ کی تکفیر روا نہیں۔ اس سے خالی (فقط) قبلہ کی طرف منہ کرنا مراد نہیں...... اور اس حدیث سے بھی یہی مراد ہے

جس میں فرمایا کہ جو ہماری سی (ہم جیسی) نماز پڑھے۔اور قبلہ کو منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلمان ہے۔

یعنی جبکہ تمام ضررویات دین پر ایمان رکھتا ہو۔اور کوئی بات منافی ایمان نہ کرے۔

شرح فقہ اکبر میں ہی دوسرے مقام پر ہے:۔

”اِعلَم اَنَّ المُرادَبِأَهلِ القِبلَةِالَّذِينَ اتَّفَقُوا عَلٰی مَاهُوَمِن ضَرُورِيَاتِ الدِّينِ“ (شرح فقہ اکبر ص ۱۵٤)

یعنی جان لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو تمام ضرریات دین میں موافق ہیں۔“

امام عبدالعزیز بن احمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ تحقیق شرح اصول حسامی میں فرماتے ہیں:۔

”لِاَنَّ الاُمَّةَ لَيسَت عِبَارَةً عَنِ المُصَلِّينَ اِلَی القِبلَةِ بَل عَنِ المُؤمِنِينَ“

ترجمہ: ”اس لئے کہ امت قبلہ کی طرف نماز پڑھنے والوں کا نام نہیں بلکہ مسلمان کا نام ہے۔“

ردالمختار میں ہے:۔

”لاخِلافَ فِي كُفرِ المُخَالِفِ فِي ضَرُورِيَاتِ الاِسلامِ اِن كَانَ مِن اَهلِ القِبلَةِ المُواظِبِ طُولَ عُمرِهِ عَلَی الطَّاعَاتِ“

ترجمہ: ”یعنی ضروریات اسلام سے کسی چیز میں خلاف کرنے والا بالا جماع کافر ہے اگرچہ اہل قبلہ سے ہو۔اور عمر بھر طاعات میں بسر کرے۔“

اصول عقائد اور فقہ کی کتابیں ان تصریحات سے مالا مال ہیں۔مختصر یہ کہ عقیدے کی درستی تمام اعمال کی بنیاد ہے اور اسی پر نجات آخرت کا دارومدار ہے افسوس کہ ہمارے سادہ لوح مسلمان عقائد کی طرف دھیان نہیں دیتے۔بلکہ ہر بدعقیدہ اور بدمذہب کی باتیں سننے بیٹھ جاتے ہیں۔اور اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔اور روکنے پر کہہ دیتے ہیں: ”مولوی صاحب تنگ نظری ٹھیک نہیں۔“ اور ”دوسروں کی باتیں سننے سے کیا ہو جاتا ہے۔“ لیکن اس رواداری

کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ بدعقیدگی اور بد مذہبی کا شکار ہو جاتے ہیں اور عقائد صحیحہ کی دولت وسعادت سے محروم ہو کر اپنی آخرت تباہ کر لیتے ہیں۔ اگر اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں میں بھی سچائی کا نام و نشان ہوتا تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اس معاملہ میں بار بار تاکید نہ فرماتے۔ حالانکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اپنے ارشادات مبارکہ میں بار بار تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے عقائد کے علاوہ دوسرے فرقوں کے عقائد ہر گز ہر گز اختیار نہ کرنا۔ کیونکہ آخرت میں نجات صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کے طریقہ پر چلنے والوں کو نصیب ہوگی۔

اسی سلسلہ میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کی چند ایک عبارتیں ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ ''بمقتضای آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت کہ فرقہ ناجیہ اند ونجات بے اتباع این بزرگواران متصور نیست واگر سرمو مخالفت است خطر در خطر است این سخن بکشف صحیح والہام صریح نیز بیقین پیوستہ است احتمال تخلف ندارد۔'' (دفتر اول مکتوب: ۵۹)

ترجمہ: ''اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے عقیدوں کے مطابق رکھنا ضروری ہے کیونکہ صرف یہی فرقہ قیامت کے روز نجات پائے گا اور ان کے عقیدوں کی پیروی کے بغیر نجات ناممکن ہے اگر ایک بال برابر بھی ان کے عقائد سے مخالفت واقع ہوگئی تو پھر خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات بالکل صحیح کشف اور روشن الہام کے ذریعہ بھی یقینا ثابت ہو چکی ہے اس میں غلطی کا امکان نہیں۔''

۲۔ ''نخستین ضروریات بر ارباب تکلیف تصحیح عقائد است بر وفق آراء علماء اہل سنت و جماعت (شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَهُم) کہ نجات اخروی وابستہ باتباع آراء صواب نمائی این بزرگواران است وفرقۂ ناجیہ ہم ایشان واتباع ایشان اند وایشانند کہ بر طریق آں سرور واصحاب آں سرور اند صلوٰاتُ اللّٰہِ وَتَسْلِیْمَاتُهٗ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِم اَجْمَعِیْن واز علومیکہ از کتاب وسنت مستفاد اند ہمان معتبر اند کہ این بزرگواران

از کتاب وسنت اخذ کردہ اند وفہمیدہ زیرا کہ ہر مبتدع وضال عقائد فاسدہ خود را بزعم فاسد خود از کتاب وسنت اخذ میکند پس ہر معنی از معانی مفہومہ ازینہا معتبر نباشد۔''

ترجمہ:''ہر عاقل بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے کو علمائے اہل سنت وجماعت کے بیان کردہ عقیدوں کے مطابق وموافق کرے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے) کیونکہ آخرت میں نجات انہی بزرگوں کے بیان کردہ عقیدوں کی پیروی میں ہے اس روز نجات صرف انہی بزرگوں کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی۔ اور صرف اہل سنت وجماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقہ مستقیمہ پر قائم ہے قرآن مجید اور حدیث مبارک سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اعتبار واعتماد ہیں جو ان علمائے حق نے بیان کئے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر بدعقیدہ اور گمراہ شخص بھی اپنے عقائد فاسدہ قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ثابت کرتا ہے۔ لہٰذا ہر شخص کے بیان کردہ معنی لائق اعتبار نہیں ہوسکتے۔''

اسی مکتوب میں ذرا آگے چل کر فرماتے ہیں:۔

۲۔ ''اگر عیاذاباللہ سبحانہ ازمسئلہ ازمسائل اعتقادیہ ضروریہ خلل رفت از دولت نجات اخروی محروم است...... پس عمدۂ کار تصحیح عقائد است از حضرت خواجہ (عبید اللہ) احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ منقول است کہ میفرمودند کہ اگر تمام احوال ومواجید رابما بدہند وحقیقت ما رابعقائد اہل سنت وجماعت متحلی نہ سازند جز خرابی ہیچ نمیدانیم واگر تمام خرابیہا رابر ما جمع کنند وحقیقت ما رابعقائد اہل سنت وجماعت بنوازند ہیچ باکے نداریم۔'' (دفتر اول مکتوب:۱۹۳)

ترجمہ:''اگر معاذ اللہ ایک بھی ضروری عقیدے میں خلل پڑ گیا تو نجات اخروی کی دولت سے محروم ہوگیا...... پس سب سے اہم اور عمدہ کام عقیدے کی صحت اور درستی ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ سے منقول ہے کہ اگر صوفیوں کے وجد و حال کی تمام کیفیتیں ہم کو دے دی جائیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ زینت نہ بخشیں تو یہ بہت خرابی ہوگی اور اگر تمام برائیاں ہم پر جمع کر دی جائیں لیکن ہماری حقیقت اہل سنت و جماعت کے عقائد کے ساتھ مزین و آراستہ رہے تو کچھ غم نہیں۔"

۴۔ "فرض نخستین بر عقلا تصحیح عقائد است بموجب آرائے صائبہ اہل سنت و جماعت شَکَرَ اللّٰہُ تعالیٰ سَعْیَھُمْ کہ فرقہ ناجیہ اند۔" (دفتر اول مکتوب: ۲۶۶)

ترجمہ: "ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کے مطابق و موافق رکھے کیونکہ آخرت میں نجات پانے والا صرف یہی گروہ ہے (اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے۔)"

عقائد کی درستی اور ان کی اصلاح کے متعلق مذکورہ بالا چار اقتباسات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اس کے علاوہ مکتوبات میں جابجا حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ العزیز نے عقائد کی درستی کی تاکید و تلقین فرمائی ہے۔

مزید اقتباسات:

۱۔ میں (حضرت شیخ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ) نے بالکل کھلے الفاظ میں فرمایا ہے کہ آخرت میں نجات صرف اسی شخص کو نصیب ہوگی جو سنی العقیدہ ہوگا۔ خدانخواستہ اگر بال برابر بھی عقیدے میں فرق نکلا تو پھر عذاب دوزخ سے بچنا ناممکن ہے اور خطرہ ہی خطرہ ہے اور کشف والہام کے ذریعہ بھی یہ بات پایہ یقین کو پہنچ چکی ہے اور اس میں غلطی کا امکان و احتمال نہیں۔

۲۔ میں (حضرت امام ربانی قدس سرہ) نے اسی مسئلے کو پوری وضاحت اور تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اور ایک نہایت ہی خطرناک فتنے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ اے سادہ لوح مسلمانو! تمہارے سامنے ہر بدعقیدہ اور بدمذہب قرآن و حدیث ہاتھ میں لئے آئے گا۔ اور

قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونے کا شور مچا کر تم کو بدراہ (بدعقیدہ) کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن تم اس بات کو مت بھولنا کہ قرآن وحدیث کا صرف وہی معنی اور وہی تعبیر وتفسیر درست اور حق ہے جو علماء اہل سنت وجماعت نے بیان کی ہے۔

مکتوبات شریف کے چند دوسرے مقامات میں بدعقیدہ لوگوں سے دور رہنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

۱۔ ''محض زبان سے کلمہ شہادت پڑھ لینا مسلمان ہونے کیلئے ہرگز کافی نہیں۔ تمام ضروریات کو سچا جاننے اور کفر وکفار کے ساتھ نفرت وبیزاری رکھنے سے آدمی مسلمان ہوگا۔'' (جلد اول مکتوب: ۲۶۶)

۲۔ ''جب تک خدا اور رسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی نہ رکھی جائے اس وقت تک خدا اور رسول کے ساتھ محبت نہیں ہوسکتی۔'' (جلد اول مکتوب: ۲۶۶)

۳۔ ''میری نظر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ نفرت وعداوت رکھنے کے برابر اس (اللہ تعالیٰ) کو راضی کرنے والا کوئی عمل نہیں ہے۔'' (جلد اول مکتوب: ۲۶۶)

۴۔ ''حضور اقدس علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت کی علامت یہ ہے کہ حضور کے دشمنوں کے ساتھ کمال بغض رکھیں اور ان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت کے مخالفوں کے ساتھ عداوت کا اظہار کریں۔'' (جلد اول مکتوب: ۱۲۵)

سنی مسلمان اگر امام ربانی قدس سرہٗ کے اس بیان کردہ نکتے کو ذہن نشین کرلیں۔ تو موجودہ دور کے تمام اعتقادی فتنوں سے محفوظ رہیں۔ ہمارے سادہ لوح مسلمان یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن و حدیث کا نام تو محض گمراہی کے جال میں پھنسانے کیلئے لیا جاتا ہے۔

دین وایمان کی حفاظت کا یہ ایسا عمدہ ترین نسخہ ہے کہ اس کو عمل میں رکھنے والا شخص کبھی بھی

گمراہی کے مرض کا شکار نہیں ہوسکتا۔ نبیوں اور ولیوں کے گستاخ صرف اس وقت اپنے ناپاک ارادوں میں کامیاب ہوتے ہیں جب نادان لوگ ان کے قریب جاتے اور ان کی باتوں کو شوق ورغبت سے سنتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اس عبارت میں جس امر کی طرف توجہ دلائی ہے وہ قرآن مجید میں بھی صراحۃً مذکور ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ [الفاتحة:٥] اس آیت مبارکہ میں ﴿الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کی تفسیر ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ سے کی گئی ہے۔ یعنی سیدھا راستہ صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ اور برگزیدہ لوگوں کا راستہ ہے۔

اگر قرآن وحدیث کی ہر تفسیر وتشریح اور تاویل معتبر ہوتی تو صرف ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾ کے الفاظ ہی کافی تھے: ﴿صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ کے الفاظ بڑھانے کی ضرورت نہ ہوتی۔ آج کل بداعتقادی اور فساد مذہبی کا جو عظیم سیلاب اٹھ رہا ہے اور ہر طرف خودسری والحاد کا دور دورہ ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں نے اس اصول کو نظر انداز کردیا ہے، جو حفاظتِ ایمان کیلئے قرآن کریم اور بزرگان دین نے بتایا اور بیان فرمایا ہے۔

اقتباس ۳/اور ۴/ کا لب لباب اور خلاصہ بھی یہی ہے کہ ہر عاقل وبالغ مرد وعورت پر پہلا فرض عقائد کی درستی اور اصلاح ہے کیونکہ نجات اخروی اسی پر موقوف ہے پھر خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کا ارشاد بھی خاص طور پر قابل مطالعہ ہے کہ آپ نے درستی عقائد کو کس قدر اہمیت دی ہے اس سے زیادہ کسی امر کی تاکید وتلقین کیا ہوسکتی ہے۔

وسلم باوجود جسم عنصری رکھنے کے نورِ حق تعالیٰ سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا: [میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں] اور دوسرے کسی کو یہ دولت نصیب نہیں ہوئی۔''

اسی مکتوب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

''وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آں سرور علیہ السلام ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق داردنہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است و ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات عالم را مطالعہ نمودہ مے آید وجود آں سرور علیہ السلام درآنجا مشہود نمیگردد و چوں وجود آنسرور علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار اورا سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف ترے از وے در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد علیہ الصلوٰۃ والسلام۔''

ترجمہ: ''اور کشف صریح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ سے تعلق رکھتا ہے اس امکان سے پیدا نہیں ہوئے جو باقی کائنات عالم میں پایا جاتا ہے اور کتنی ہی باریک نظر سے صحیفہ ممکنات کا مطالعہ کیا جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود انور اس میں سے معلوم نہیں ہوتا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم ممکنات میں سے نہیں ہیں بلکہ اس سے بلند و ارفع امکان سے پیدا ہوئے ہیں۔ اس بنا پر آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا اور نیز اس عالم شہادت میں شے کا سایہ شے سے لطیف تر ہوتا ہے اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ لطیف چیز جہاں میں ہے ہی نہیں تو آپ کے جسم مبارک کیلئے سایہ کس طرح متصور ہوسکتا ہے۔''

اسی مکتوب میں دو تین سطریں چھوڑ کر فرماتے ہیں:

''نوریست کہ در نشاء عنصری بعد از انصباب از اصلاب بارحام متکثرہ بمقتضای حکم و

مصالح بصورت انسانی کہ احسن تقویم است ظہور نمودہ است و مسمی بمحمد واحمد شدہ۔''

(دفتر سوم مکتوب: ۱۰۰)

ترجمہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک نور ہیں جو عالم اجسام میں پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور پھر آخر کار مختلف رحموں سے منتقل ہوتے ہوئے حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر بصورت انسان جو بہترین صورت ہے دنیا میں جلوہ گر ہوئے ہیں اور محمد واحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں۔''

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ ایک سوال ذکر کرتے ہوئے یہ حدیث مبارک نقل فرماتے ہیں: ''اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ''۔[۱]

ترجمہ: ''سب سے پہلے اللہ نے میرا نور پیدا فرمایا۔''

فوائد ومطالب:

عبارت نمبر ۱ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے تین مختلف طریقوں سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

افراد انسانی میں سے کوئی فرد اور کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرہ برابر بھی مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ وجود عنصری رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں وارد ہو چکا ہے کہ ''خَلَقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ'' اور نور الٰہی سے پیدا

۱۔۔۔۔۔اس حدیث کو علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مواہب میں نقل فرمایا، اور محاضر الادائل میں فرمایا کہ: ''حدیث اَوَّلُ مَاخَلَقَ نُوْرِیْ'' سند کے اعتبار سے حسن حدیث ہے۔ اور شیخ محی الدین بن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فتوحات میں اس حدیث کو نقل فرمایا اور محدث عبد الرزاق نے روایت کی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے جابر! تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔''

ہونے کی سعادت کسی اور فرد بشر کو نصیب نہیں ہوئی۔ مخالفین کہہ دیا کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہادی (ہدایت دینے والے) ہونے کے اعتبار سے نور ہیں اور ان الفاظ پر بہت مچاتے ہیں کہ: ''حضور اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔'' ان کو چاہئے کہ نظر انصاف سے مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے ان الفاظ کو غور سے دیکھیں کہ: ''از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ۔'' اسی عبارت کے دوسرے پیرے میں فرماتے ہیں:۔

بالکل صریح اور واضح کشف سے معلوم ہو چکا ہے کہ آپ اس امکان سے پیدا ہی نہیں ہوئے جس سے دوسری مخلوقات پیدا ہوئی ہے بلکہ آپ اس امکان سے پیدا ہوئے ہیں جو حق تعالیٰ کی صفات اضافیہ میں پایا جاتا ہے اس عبارت میں حضرت مجدد قدس سرہ نے صاف ہی بتا دیا ہے کہ آپ اس امکان سے ہی منزہ اور معرا ہیں جو ممکنات عالم میں موجود ہیں ''﴿بشر مِّثۡلُكُمۡ﴾ [حم سجدہ:۵] کی رٹ لگانے والے حضرات اگر تعصب کی عینک اتار کر امام ربانی قدس سرہٗ کی یہ عبارت دیکھیں تو کوئی شبہ باقی نہیں رہ سکتا۔

تیسرے پیرے میں فرماتے ہیں کہ کتنے ہی غور اور نظر بصیرت سے ممکنات عالم کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جائے آپ کی ذات مقدس اس سے ورا اور فائق ہے۔ اس بنا پر آپ کے وجود مبارک اور جسم مقدس کا سایہ نہیں تھا اور اس بنا پر بھی سایہ نہیں تھا کہ آپ سے زیادہ لطیف چیز دنیا میں کوئی نہیں اور یہ ظاہر ہے کہ سایہ صاحب سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے۔

اس عبارت کے آخر میں اس مسئلے کو بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے کہ آپ نور ہیں مگر حکمتوں اور مصلحتوں کی وجہ سے بشکل انسان جلوہ گر ہوئے ہیں اور محمد واحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مبارک ناموں سے موسوم ہوئے ہیں۔

عبارت نمبر ۲ میں مجدد صاحب قدس سرہ نے مشہور حدیث نقل فرمائی ہے مخالفین اس حدیث کو موضوع کہہ دیا کرتے ہیں اگر یہ حدیث موضوع ہوتی تو مجدد صاحب قدس سرہ ہرگز اس کو نقل نہ فرماتے۔ مزید تسلی کیلئے ہم نے اس حدیث کی تخریج وتحقیق گذشتہ حاشیہ میں پیش کر

دی ہے۔

مسئلہ مذکورہ پر مزید عبارات ملاحظہ ہوں:

۳۔ ''مجوبان کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رابشر گفتند و در رنگ سائر بشر تصور نمودند ناچار منکر آمدند و صاحب دولتان کہ اورا علیہ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلامُ بہ عنوان رسالت ورحمتِ عالمیان دانستند واز سائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند واز اہل نجات آمدند۔'' (دفتر سوم مکتوب:۶۴)

ترجمہ: ''جن مجوبوں (عقل وخرد سے بے بہرہ) نے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہا اور دوسرے لوگوں کی طرح خیال کیا وہ آپ کی ذات کے منکر ہو گئے اور جن صاحب قسمت لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول اور رحمت کائنات جانا اور دوسرے لوگوں سے ممتاز اور ارفع جانا وہ دولت ایمان سے مشرف اور اہل نجات میں سے ہو گئے۔''

فوائد ومطالب:

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ان لوگوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں جیسا ہی خیال کرتے ہیں۔ ایسے لوگ کفار مکہ کی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات عالیہ کے معترف نہیں ہو سکتے اور وہ سعادت مند لوگ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ''بشر بشر'' کا وظیفہ نہیں کرتے بلکہ آپ کو معزز رسول اور رحمت عالمین کی صفت کے آئینے میں دیکھتے ہیں وہی دولت ایمان اور روحانی برکات سے مشرف ہوتے ہیں اور آخرت میں فلاح ونجات پائیں گے۔

۴۔ ''یکے از حکمت ہائے اظہار این قسم اسرار آن است کہ کوتاہ نظری کاملے را بوجود این نوع آرزوہائے بیرونی ناقص نہ انگارد واز برکات اومحروم نماند، سبب حرمان کفار از دولت تصدیق انبیاء علیہِمُ الصَّلَوٰاتُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ وجود این قسم صفات بودہ

است درین بزرگواراں ﴿فَقَالُوٓا اَبَشَرٌ یَّھدُوْنَنَا فَکَفَرُوْا﴾ (ایضاً: مکتوب: ۲۷)

ترجمہ: ''کاملین وعارفین کے اسرار ومعارف اور کمالات وتصرفات کے اظہار میں من جملہ اور حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ بھی ہوتی ہے کہ کم نظر لوگ ان کی دنیوں اور ظاہری آرزوں اور ضرورتوں کو دیکھ کر ان کو ناقص نہ سمجھ لیں اور اس طرح ان کی برکات سے محروم نہ ہو جائیں کفار جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰت والتسلیمات پر ایمان لانے کی دولت وسعادت سے محروم ہے اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کی نظر انبیاء کرام علیہم السلام کی ظاہری ضرورتوں اور حاجتوں پر پڑی: [تو کہہ اٹھے کیا بشر ہمیں ہدایت دینے آئے ہیں تو کافر ہوگئے]۔''

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء کرام کے کمالات اور ان کی کرامات بیان کرنی چاہیں تاکہ لوگ ان کی ظاہری ضرورتوں اور حاجتوں پر نظر کر کے اپنی طرح ناقص تصور نہ کر لیں۔ اور ان کی برکات سے محروم نہ رہ جائیں کیونکہ کفار کے دولت ایمان سے محروم رہنے کی وجہ یہی تھی کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ظاہر حال کو دیکھ کر کہہ دیا کہ: یہ بشر ہمیں ہدایت دینے آئے ہیں؟؟ تو ایمان لانے کے بجائے کافر ہوگئے۔

مطلب یہ ہوا کہ کاملین کو اپنی طرح خیال کرنا ہی گمراہی وضلالت کی بنیادی اینٹ ہے اسی سے انسان ان کی (کاملین) بے ادبی اور ان کے انکار تک پہنچتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

۵۔ ''چنانکہ کفار انبیاء عَلَیْھِمُ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِیْمَات در رنگ سائر بشر دانستہ از کمالات نبوت انکار نمودہ اند اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَنْ اِنْکَارِ ھٰٓؤُلَاءِ الْاَکَابِرِ۔''

(دفتر اول مکتوب: ۱۰۱)

ترجمہ: ''جس طرح کفار نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دوسرے لوگوں کی طرح جانا اور کمالات نبوت کے منکر ہوگئے، اللہ تعالیٰ ان اکابر بزرگان دین کے

انکار سے محفوظ رکھے۔"

فوائد و مطالب:

اس عبارت میں بھی حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اسی غلطی کا دوبارہ ذکر کیا ہے جس میں مبتلا ہو کر لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی طرح اور اپنی مثل سمجھنا۔

۶۔ "لَوْلَاهُ لَمَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْخَلْقَ وَلَمَا أَظْهَرَ الرُّبُوْبِيَّةَ وَكَانَ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ [۱]" (دفتر دوم مکتوب: ۱)

ترجمہ: "اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم دنیا میں ظہور نہ فرمانا ہوتا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ مخلوق کو پیدا ہی نہ فرماتا اور آپ نبی تھے دراں حالیکہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی کی حالت میں تھے۔"

فوائد و مطالب:

اس عبارت کا مدعا یہ ہے کہ کائنات وجود میں آئی ہی صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اور واسطہ سے ہے اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری مقصود نہ ہوتی تو کائنات عدم کے پردوں میں مستور (چھپائی) رہتی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت ہی ظاہر نہ فرماتا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بھی نبی تھے جب کہ آدم علیہ السلام کا ڈھانچہ تیار نہیں ہوا تھا۔ اور یہاں یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ بشریت حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے شروع ہوئی اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بہت پہلے اپنے نورانی وجود سے موجود تھے۔

---

[۱]..... اشارہ ہے اس حدیث مبارک کی طرف جسے دیلمی نے مسند فردوس میں سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بایں الفاظ روایت کیا ہے: "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعِزَّتِىْ وَجَلَالِىْ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا وَلَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ" ترجمہ: "مجھے اپنی اور اپنے جلال کی قسم ہے اگر تو نہ ہوتا میں دنیا کو پیدا نہ کرتا اور اگر تو نہ ہوتا میں جنت کو پیدا نہ کرتا۔" =

= اور مواہب لدنیہ میں بھی ابن طغربک کی جانب منسوب کرتے ہوئے ان الفاظ سے اس کولایا گیا ہے: "لَوْلَاہُ مَاخَلَقْتُکَ"، یعنی آدم علیہ السلام سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو اے آدم! تجھے پیدا نہ کرتا۔ "وَلَا اَرْضًا وَّلَا سَمَاءً" اور نہ زمین اور نہ آسمان کو۔ یہ الفاظ نقل کرنے کے بعد صاحب مواہب نے فرمایا کہ اس حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: "اِنَّ آدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ رَآی اُسْمَ مُحَمَّدٍ مَکْتُوْبًا عَلَی الْعَرْشِ وَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ: لِادَمَ لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُکَ" آدم علیہ السلام نے عرش پر حضور علیہ السلام کا اسم مبارک لکھا ہوا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے نہ پیدا کرتا۔ علامہ زرقانی نے کہا ہے کہ ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے: "اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی اٰمِنْ بِمُحَمَّدٍ وَّاْمُرْ اُمَّتَکَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِہٖ فَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَاخَلَقْتُ آدَمَ وَلَا الْجَنَّۃَ وَلَا النَّارَ" (الحدیث) اور علامہ سبکی نے شفاء السقام میں اور علامہ البلقینی نے اپنے فتاویٰ میں بھی اس حدیث کو برقرار رکھا ہے اور ایسی روایت میں عقل وقیاس کو دخل نہیں ہوسکتا اور محدث دیلمی کے نزدیک یہ حدیث مرفوعاً بایں الفاظ منقول ہے: اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ لَوْلَاکَ مَاخَلَقْتُ الْجَنَّۃَ وَلَوْلَاکَ مَاخَلَقْتُ النَّارَ" تمام صوفیاء کرام اور علماء کرام کے نزدیک اس حدیث مبارک کے معنی کی صحت اور اس کے مضمون کے مطابق واقع ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ لہٰذا یہ حدیث صحیح ہے (علامہ محمد مراد مکی رحمہ اللہ) مذکورہ حدیث مبارک کی تائید قرآن کریم کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے: ﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً﴾ کیونکہ اس ارشاد مبارک میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ربوبیت مقدسہ کو "کاف خطاب" کی طرح منسوب فرمایا ہے۔ یہ اضافت اور نسبت دلالت کرتی ہے کہ خلقت آدم کی علت نمائی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارک ہے۔ فَافْھَمْ فَاِنَّہٗ دَقِیْقٌ یَنْکَشِفُ لَکَ بِالتَّاَمُّلِ الصَّادِقِ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی!! از مولانا نور احمد امرتسری ۱۲

اس مسئلہ کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

۷۔ ''ظاہر وصورتِ عارف کامل را بر صفات بشریت واگذشتہ اند تا قباب کمالات او گردد وابتلاء وآزمائش پیدا کند ومحق ومبطل ممتزج بود ایں ظاہر وصورت عارفِ کامل را نسبت بہ باطن وحقیقت او در رنگ جامہ یکتا تصور باید نمود نسبت بہ شخص لابس آں جامہ ومعلوم است کہ جامہ رانسبت بآں شخص چہ مقدار ست، ہم چنیں است قدرِ صورت نظر بحقیقت او، ایں صورتِ عارف را بے بصران در رنگِ کوہ مے انگارند و مثل صور بے حقائق خود خیال مے کنند لاجرم در مقام انکار مے آیند وحرماں کسب مے نمانید۔'' (دفتر دوم مکتوب: ۳۳)

ترجمہ: ''عارف کامل کی صورت اور اس کے ظاہر کو (اس دنیا) میں بشری صفات پر چھوڑا گیا ہے تا کہ انکی بشری صفات انکے کمالات کا پردہ بنی رہیں اور تا کہ اس طرح لوگوں کے امتحان وآزمائش کی صورت پیدا ہو اور حق پرستوں اور باطل پرستوں میں خلط باقی اور موجود رہے لیکن درحقیقت عارفِ کامل کی صورت اور اس کے ظاہر کو اس کے باطن اور اس کی حقیقت کے ساتھ بالکل وہی نسبت ہے جو کپڑے کو پہننے والے کے ساتھ ہوتی ہے اور لباس کو پہننے والے کے ساتھ جو نسبت ہے وہ ظاہر ہے۔ ٹھیک اسی طرح عارف کامل کی صورت اور اس کے ظاہر کو اس کی اصل حقیقت کے ساتھ نسبت ہے مگر اندھے لوگ عارف کامل کے صرف ظاہر کو دیکھ کر اس کو خالی تصور کرتے ہیں اور اپنی طرح ان کو بھی بے حقیقت صورتیں خیال کر بیٹھتے ہیں اور اس حقیقت ناشناسی کے باعث ان کے کمالات کے منکر ہو کر اس کے فیوض (وبرکات) سے محروم رہ جاتے ہیں۔''

فوائد ومطالب:

اس عبارت میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ایک بہت بڑی غلط فہمی کی

طرف توجہ دلائی ہے جس میں مبتلا ہو کر لوگ کاملین کے متعلق گمراہی اور بے ادبی اور انکار کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کے کمالات و تصرفات تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں اور وہ غلط فہمی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کامل بندوں کو حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس عالم دنیا میں عام لوگوں کے رنگ روپ میں رکھا ہے اور ان کو بھی دنیاوی حاجتوں اور ضرورتوں کا پابند بنایا ہے اور بظاہر ان کیلئے بھی وہی علائق و مشاغل پیدا کر دیئے ہیں جن میں عام لوگ بلکہ کفار و مشرکین بھی شریک ہیں تا کہ حقیقت شناس لوگوں اور باطل پرستوں کے درمیان میدان آزمائش قائم ہو کہ کون صرف ان کے ظاہر اور ان کی خورش و پوشش پر نظر کر کے ان کا منکر اور بے ادب بنتا ہے اور ان پر نکتہ چینی کرتا ہے اور ان کے حق میں زبانِ طعن دراز کرتا ہے اور کون اصل حقیقت پر نظر ڈال کر ان کی نیاز مندی اور ان کی عظمت و عقیدت کا پٹہ گلے میں ڈال کر ان سے فیضیاب ہونے کی آرزو کرتا ہے اور آزمائش و امتحان کا میدان یوں قائم کیا گیا ہے کہ عارفِ کامل کا ظاہر حال بالکل عوام کی طرح رکھا گیا ہے۔ حالانکہ اس کا ظاہر اس کے باطن کے آگے لباس سے زیادہ نسبت نہیں رکھتا۔ تو جن (عقل و خرد کے) اندھوں کی نظر صرف ان کے ظاہر پر ہی رک جاتی ہے وہ عارف کامل کو بھی اپنی طرح خالی، بے معنی اور بے حقیقت خیال کر کے اس کے کمالات کا انکار کرتے ہیں اور بے ادبی کا شکار ہو جاتے ہیں، سنی العقیدہ علماء کرام عارفین اور کاملین کے متعلق بالکل ...... عقیدہ رکھتے ہیں اور لوگوں کو ان کے ادب و احترام کی تلقین کرتے ہیں مگر مخالفین اس عقیدہ کی بنا پر بھی اہل سنت و جماعت کو اپنے غیظ و غضب اور سب و شتم (گالی گلوچ) کا نشانہ بناتے ہیں۔ فی الحقیقت اگر یہ عقیدہ مشرکانہ اور غیر اسلامی ہوتا تو حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ اس قدر تکرار اور صراحت سے اس کو ہرگز ہرگز بیان نہ فرماتے۔

۸۔ ''مانندِ ظاہر او کہ از باطن بمراحل جدا افتادہ است و از آخرت بدنیا آمدہ است و اختلاط بمردم پیدا کردہ لِحُصُوْلِ الْمُنَاسَبَةِ الْمَشْرُوْطَةِ فِی الْاِفَادَةِ وَالْاِسْتِفَادَةِ تا حقوق عباد معطل نشود و طریق افادہ و استفادہ مسدود نگردد'' (دفتر دوم مکتوب: ۳۸)

ترجمہ: ''جیسے عارفِ کامل کا ظاہر، کہ باطن سے بمراحل (کئی منزل) جدااور دور ہے اور گویاوہ کامل آخرت سے دنیامیں آیاہواہےاوراس نے لوگوں سےمیل جول پیداکر رکھاہے تاکہ وہ مناسبت، تعلق اور ربط پیداہو۔جوفائدہ دینے اورفائدہ حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے عارف کامل کا ظاہراسی غرض وحکمت کی بناپرلوگوں کے مشابہ ہوتاہے تاکہ بندوں کے حقوق ضائع اور معطل نہ ہوں اورافادہ واستفادہ (سمجھنےاور سمجھانے) کاراستہ بندنہ ہو۔''

فوائدومطالب:

اس عبارت میں بھی اسی امرکااعادہ کیاگیاہے کہ کاملین کوخورش وپوشش اوردیگرعوارض دنیوی میں صرف اسی لئےعوام کی مانندرکھاگیاہے کہ ان کے مابین ایک گونہ مناسبت ومشابہت اورربط پیدااورقائم ہواوراسی ربط کے ذریعہ لوگ کاملین سے تصفیہ اورتزکیہ کافائدہ حاصل کر سکیں، ورنہ فی الحقیقت کاملین کاباطن ان کے ظاہرسےمنزلوں (کئی درجے) جدااورالگ ہے۔

قارئین محترم! مسئلہ نوروبشریت پرمکتوبات شریف کی صرف آٹھ عبارتیں (اوران کی مختصر تشریح) پیش گئیں ہیں۔اگردل، میں امام ربانی حضرت شیخ مجددالف ثانی قدس سرہ کی سچی عقیدت وعظمت اورخلوص دل سے آپ کی تحقیق اورآپ کے ارشادات پریقین وایمان ہوتواس مسئلہ کی اصل حقیقت ونوعیت اوراختلاف کابالکل ٹھیک فیصلہ کرنے کیلئے (یہ آٹھ) عبارتیں کافی وشافی ہیں۔مخالفین جس قدربھی اس مسئلہ پرمختلف قسم کے سوالات کرتے ہیں۔مثلاً: ''اگرحضور نورتھےتوکھاناکیوں کھاتے تھے۔'' ''آپ بول وبرازکیوں کرتے تھے؟'' ''آپ کی اولادکیوں تھی؟'' وغیرہ وغیرہ ان کاجواب بھی حضرت شیخ مجددقدس سرہ کی ان عبارتوں میں بطریق احسن موجودہے۔ایک زبردست صاحب تحقیق کامل بزرگ اورمجددِزمانہ کی اس قدرروشن اورواضح تصریحات کوپڑھ کراوردیکھ کرپھرشک وشبہ کواپنے دل میں جگہ دینابلاشبہ شقاوت وبدبختی کی علامت ہے۔

باب نمبر 3:

وسیلہ واستمداد

آج کل یہ مسئلہ بھی خصوصیت سے معرکۃ الآراء مسائل کی شکل اختیار کر گیا ہے جن وجوہ کی بنا پر اہل سنت و جماعت کے لئے مشرک وبدعتی کی گالی تجویز ہو چکی ہے ان میں سے ایک وجہ یہ مسئلہ بھی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام (علی الانبیاء او لاً وعلی الاولیاء ثانیاالصلوات والتسلیمات) کے وسیلہ سے رب تعالیٰ کے حضور میں دعا کرنا، اپنی حاجات چاہنا اور دینی ودنیوی مشکلات ومہمات میں کاملین کو ذریعہ اور واسطہ جانتے ہوئے ان سے مدد طلب کرنا بالکل جائز و درست ہے۔ شرک و بدعت نہیں۔

ہم اس مسئلہ پر بھی حسبِ دستورِ سابق چند ایک بالکل جلی اور روشن عبارتین مکتوبات شریف سے قارئین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں تا کہ حقیقت حال سے واقفیت اور آگاہی ہو۔ اور یہ بات سامنے آجائے کہ حق پر کون ہے؟ اور شرک وبدعت کا فتویٰ کہاں تک درست ہے؟

حضرت امام ربانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

ا۔ ”اے برادر حضرت امیر چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ تربیتِ مقامِ اقطاب وابدال واتاد کہ از اولیاء عزلت اندو جانب کمالات ولایت در ایشاں غالب است، مفوض بامداد واعانت آنحضرت است، سر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدمِ اوست۔ قطب مدار بہ حمایت ورعایت اوبہم خود را سرانجام مے نماید واز عہدہ مداریت برمے آید حضرت فاطمہ وامامین نیز دریں

مقام با حضرت امیر رضی اللہ علیہم شریک اند۔" (دفتر اول مکتوب: ۲۵۱)

ترجمہ: "اے برادر! حضرت علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ چونکہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کے حامل ہیں اس لئے زمانے کے قطب، ابدال، اوتاد جو تارکِ دنیا اولیاء ہیں اور جن پر ولایت کا رنگ غالب ہے ان سب کی تربیت حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی امداد واعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب جس کو قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ اس (قطبِ مدار) کا سر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نیچے ہے اور قطب مدار آپ کی حمایت ورعایت سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرتا ہے اور اس معاملہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آپ کے دونوں صاحبزادے سیدنا امام حسن اور سید امام حسین رضی اللہ عنہما بھی آپ کے ساتھ شریک ہیں۔"

فوائد ومطالب:

- قطب، ابدال اور اوتاد وغیرہ سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے تربیت حاصل کرتے ہیں اور یہ بزرگ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے میں مولا علی المرتضٰی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کی مدد واعانت کے محتاج ہیں۔
- اس تربیت اور مدد دینے میں سیدۃ نساء اہل الجنۃ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور آپ کے لختِ جگر سیدنا حضرت امام حسن وسیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما بھی شریک ہیں۔
- ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے کام اور بہت سی مہمات اپنے کامل اولیاء کے سپرد کر رکھی ہے۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی توجہ دائم اور ہمہ وقت اولیاء امت کے حالات ومدارج کی طرف رہتی ہے۔ ورنہ تربیت کیسی؟
- تمام دنیا کے اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی نظر کے نیچے

ہیں۔آپ کے علم میں ہیں ورنہ جس کا علم نہ ہو اس کی مدد واعانت کس طرح ممکن ہو سکتی ہے۔ استمداد کے منکرین ان فوائد ومطالب کو غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ کہیں امام ربانی قدس سرہٗ کا نام مبارک منافقانہ تو نہیں لے رہے۔ کیونکہ منکرین کے نزدیک تو یہ عقائد سراسر شرک ہیں۔

۲۔ ''ازیں قبیل است مددہائے کہ از روحانیت اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کہ مناسب افعال اجسام است کَاِھْلَاکِ الْاَعْدَاءِ وَنُصْرَۃِ الْاَحِبَّاءِ بِوُجُوْہٍ مُخْتَلِفَۃٍ وَّاَنْحَاءٍ شَتّٰی'' (دفتر اول مکتوب:۲۳۹)

ترجمہ:''اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد واعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا مختلف وجوہ اور مختلف طریقوں سے۔''

فوائد ومطالب:

- اکابر اولیاء اللہ کی ارواح مقدسہ بلاشبہ مدد فرماتی ہے، دشمنوں کو اپنے تصرف اور روحانی قوت سے ہلاک کرتی ہیں اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی مدد وتصرف فرماتی ہیں۔
- ان کی یہ مدد وتصرف اس طرح اثر دکھاتی ہے کہ گویا وہ اپنے اجسام طاہرہ کے ساتھ مدد واعانت فرما رہے ہیں۔
- فافوق الاسباب اور تحت الاسباب کا حیلہ تراشنے والوں کو چاہئے کہ اس عبارت کا بغور مطالعہ فرمائیں اور خانہ ساز توحید سے توبہ کریں اور عقیدہ استمداد کو قبول کریں۔

۳۔ ''بہرحال رشتہ محبت ایں طائفہ راازدست ندید والتجا وتضرع بایں قوم شعار خود سازد ومنتظر باشد کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بتوسل محبت ایں طائفہ بجبت خود مشرف سازد وبتمام بجانب خود بکشد۔''

ترجمہ:''بہرصورت گروہ اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتۂ محبت قائم رکھے اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجا وتضرع کو عادت اور اپنا طریقہ بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق

سبحانہ وتعالیٰ اس مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا فرمائے اور پورے طور پر اپنی ذات کی طرف کھینچ لے۔''

فوائد ومطالب:

- اولیاء کرام کی محبت، عظمت اور عقیدت سے اپنے دل کو منور رکھے۔
- اولیاء کرام کے حضور میں التجاء وتضرع کو اپنی عادت اور دستور بنائے۔
- اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی محبت وعقیدت اور عظمت کو رب تعالیٰ کی محبت وعظمت کے حاصل ہونے کا ذریعہ اور وسیلہ جانے۔

اس کے برعکس مخالفین یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ولی نہ ذرہ برابر نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔ وہ بالکل بے اختیار و بے بس اور مجبور ہوتا ہے اس کے چاہنے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ ان کا یہ عقیدہ صاف بتاتا ہے کہ مخالفین اور حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی کے عقائد میں مشرق ومغرب کا فرق ہے اور محض فریبِ عوام کی خاطر حضرت شیخ قدس سرہٗ کا نام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے!!!

۴۔ ''حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ باوجود پیر ظاہر چونکہ امدادے از روحانیت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ یافتہ بودند۔ اویسی مے گفتند و ہم چنیں حضرت خواجہ نقشبند باوجود پیر ظاہر چونکہ مدد ہا از روحانیت حضرت خواجہ عبدالخالق قدس سرہما یافتہ بودند اویسی بودند۔'' (دفتر ثالث مکتوب: ۱۳۱)

ترجمہ: ''حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے باوجود ظاہری پیر (حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ) رکھنے کے چونکہ خواجہ نقشبند قدس سرہٗ کی روحانیت سے مدد حاصل کی ہے اس لئے ان کو بھی اویسی کہا جاتا ہے اور اسی طرح حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہٗ نے ظاہری پیر (حضرت خواجہ میر سید کلال قدس سرہٗ) رکھنے کے باوجود چونکہ کئی طرح کی امداد خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ کی روحانیت

سے حاصل کی ہے۔ اس لئے آپ بھی اویسی کہلائے۔"

فوائد و مطالب:

✿ حضرت خواجہ خواجگان شاہ نقشبند بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خواجہ خورد خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ ظاہری پیر و مرشد رکھنے کے باوجود وصال یافتہ بزرگوں سے روحانی مدد حاصل کرتے رہے اور اسی بنا پر اویسی النسبۃ کہلائے۔

✿ مخالفین کا یہ عقیدہ کہ وفات یافتہ بزرگ کچھ نفع نہیں دے سکتے بالکل بے اصل اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے عقائد کے خلاف ہے بلکہ مخالفین کے نزدیک حضرت شیخ علیہ الرحمہ کا عقیدہ شرک و کفر ہے۔ شاید حضرت شیخ مجدد رحمہ اللہ ﴿اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ [الفاتحۃ:٤] کا معنی و مطلب نہیں جانتے تھے اور زمانہ حال کے چند بے لگام ملاؤں پر اس کے صحیح معانی منکشف (واضح) ہوئے ہیں۔ فَاِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی!!!

۵۔ "و درویشانے کہ قدم راسخ در شریعت دارند و از عالم حقیقت نیک شناسا اند از ایشاں ہمتے باید طلب نمود و مددے باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچہ ایشاں ظاہر شدہ تمام بجانب جناب قدس خود تعالیٰ جذب نماید۔" (دفتر اول مکتوب:۷۸)

ترجمہ: "اور وہ درویش جن کے قدم شریعت میں پختہ ہیں اور جو عالم حقیقت کے اچھے واقف ہیں ان کی دعاؤں کا طالب ہونا چاہئے اور ان سے مدد حاصل کرنی چاہئے تاکہ حق تعالیٰ کی عنایت و مہربانی ان بزرگوں کے دریچہ سے ظاہر ہو کر ذات واحد کی طرف پوری کشش سے پیدا ہو جائے۔"

فوائد و مطالب:

اس عبارت میں بھی تین باتیں مذکور ہیں:

✿ شریعت حقہ پر چلنے والے اور حقیقت شناس بزرگوں سے دعا کروانی چاہئے۔

✿ ان سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔

ان (مذکورہ) دو باتوں کی وجہ سے حق تعالیٰ کی عنایت و مہربانی بندہ کی طرف متوجہ ہوگی اور حق تعالیٰ کی طرف جذبِ کامل اور کشش تام نصیب ہوگی۔

۶۔ ''می دانی کہ پیر کیست؟ پیر آنکس است کہ از و طریق وصول بجناب قدس خداوندی جلّشانہ استفادہ نمائی و مددہا و اعانت ہا درین طریق یابی۔'' (دفتر اول مکتوب: ۱۹۰)

ترجمہ: ''تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر کی وہ ذات ہے جس سے تجھ کو ذات حق تعالیٰ تک وصول (پہنچنے) کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد و اعانت اس راہ میں تجھ کو ملتی ہے۔''

عبارتِ مذکورہ کا مطلب بالکل واضح ہے۔ وضاحت کی ضرورت نہیں۔

۷۔ ''حضرت قبلہ گاہی ام (خواجہ باقی باللہ) قدس سرہٗ مے فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے از رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم [۱] ہیچ کس را مجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا۔'' (دفتر اول مکتوب: ۲۱۷)

ترجمہ: ''حضرت قبلہ گاہ (خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ، متوفی:) فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت و مجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تبدیل کر سکتا ہوں۔''

---

[۱] ..... جاننا چاہئے کہ قضائے معلق دو قسم ہے: ۱۔ وہ جس کی تعلیق لوح محفوظ میں ظاہر کر دی گئی ہے اور ملائکہ کو بھی اس تعلیق کا علم ہے، ۲۔ وہ جو صرف علم الٰہی میں معلق ہے، لوح محفوظ میں اس کی تعلیقی کا ذکر نہیں۔ بلکہ لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی طرح ہے۔ اس دوسری قسم میں بھی تبدیلی کا امکان ہے۔ اور حضور غوث پاک قدس سرہٗ کا ارشاد بھی قضائے معلق کی اس دوسری قسم سے متعلق ہے۔ ورنہ حقیقۃً قضائے مبرم میں تصرف و تبدیلی عقلاً و شرعاً محال ہے۔ کما لا یخفی!!

فوائد ومطالب:

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں قضائے مبرم کو بھی تبدیل کرنے کی طاقت وہمت رکھتا ہوں۔

حضور غوثِ اعظم، حضرت خواجہ باقی باللہ اور شیخ مجدد الف ثانی قدس اللہ اسراہم تو عامل کامل ہیں اور اس قدر قوت روحانی کا دعویٰ وعقیدہ رکھتے ہیں مگر افسوس! کہ مخالفین کے بعض سرغنے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ولی بزرگ کچھ طاقت وقوت نہیں رکھتے۔ اور ان میں ذرہ بھر مافوق الاسباب طاقت ماننا شرک خالص ہے۔ ھداھُمُ اللّٰہ تعالٰی اِلٰی سَواءِ الصِّراط!!

۸۔ ''ومجدد آنست کہ ہرچہ دراں مدت از فیوض بامتاں برسد بتوسط اوبرسا اگرچہ اقطاب واوتادِ آں وقت بوند وبدلاء ونجباء باشد۔'' (دفتر دوم مکتوب:۴)

ترجمہ: ''اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ اس کے زمانہ میں جس قدر فیوض (وبرکات) امتیوں کو پہنچتے ہیں اس کے ذریعے اور واسطہ سے پہنچتے ہیں۔ اگرچہ وہ فیض لینے والے قطب واوتاد ہوں یا ابدال ونجبا ہوں۔''

عبارت مذکورہ کا مطلب بالکل واضح ہے اور مسئلہ ''وسیلہ بزرگان'' کی زوردار تائید ہے۔

۹۔ ''جائز است کہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ارواح مجردہ راقدرتے بدہد کہ افعال اجسام صادر نماید از یں قبیل است آنچہ بعضے از کبراء از افعال شاقہ خود خبر دادہ اند کہ پیش از وجود عنصری بقرون متطاولہ صادر شدہ بودند، آں صدور افعال از ارواح مجردہ ایشاں بودہ۔'' (دفتر دوم مکتوب:۲۸)

ترجمہ: ''جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم سے مجرد (خالی) روحوں کو ایسی قدرت وطاقت مرحمت فرمائے جس کے ذریعہ افعال جسمانی کی طرح ان کی روحوں سے افعال صادر ہوں اور اسی قبیلہ سے ہیں، اکابر اولیاء اللہ کے افعال شاقہ کے متعلق وہ خبریں جن کو ان کی ارواح نے ان کے ظاہری اجسام پیدا ہونے سے زمانہ دراز پہلے صادر کیا ہے

ان کا صدور ان کی روحوں کا کرشمہ ہے۔''

فوائد و مطالب:

اس عبارت میں دو امر وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں:۔

- یہ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ، انبیاء اور اولیاء کی روحوں کو فافوق الاسباب قدرت کا دیا جانا اور عطا ہونا درست اور جائز ہے اور اولیاء کرام وغیرہ اپنی ولادت مبارکہ سے ہزاروں برس قبل اس عالم دنیا میں حیرت انگیز افعال صادر کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔
- چونکہ اپنی ولادت مقدسہ سے ہزاروں برس قبل بھی کاملین حیرت انگیز افعال اس دنیا میں ظاہر کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اس بنا پر بعض اہل اللہ نے جو اس قسم کے افعال سے اپنے متعلق خبر دی ہے وہ بالکل درست اور حقیقت کے مطابق ہیں جیسے حضرت بابا آب ریز قدس سرہ کا یہ فرمانا کہ: ''جب اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی خاک مبارک کو گوندھ رہا تھا۔ تو میں اس وقت بحکم ربی اس میں پانی ڈالنے کی ڈیوٹی ادا کر رہا تھا۔'' کَمَا صَرَّحَ بِهٰذِهِ الْوَاقِعَةِ حَضْرَةُ الشَّيْخِ لِمُجَدِّدِ قُدِّسَ سِرُّهٗ فِي مَكْتُوْبَاتِهِ الشَّرِيْفَةِ!!!

مخالفین اس قسم کے واقعات اور اس طرح کی حکایات کا استہزاء اور مذاق اڑانے کے عادی ہیں انہیں غور کرنا چاہئے کہ ایسی باتیں بے اصل نہیں جیسا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے اس امر کی تصریح کر دی ہے۔

مسئلہ ''توسل'' اور ''استمداد من اہل القبور'' کے موضوع پر حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کی ایک اور عبارت ملاحظہ ہو:۔

۱۰۔ ''این حالت تا مدتے کشید اتفاقاً درین وقت گذر بر مزار عزیزے افتاد و درین معاملہ ال عزیز را مدد و معاون خود کرد۔ ازین اثنا عنایت خداوندی جل شانہ در رسید و حقیقت معاملہ کماینبغی رانمود۔ و روحانیت حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ رحمت عالمیان است درین وقت حضور ارزانی فرمود و تسلی

خاطر حزین نمود۔'' (دفتر اول مکتوب: ۲۲۰)

ترجمہ: ''یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا، اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی۔ چنانچہ اس دوران اللہ جل شانہ کی عنایت شامل حال ہوگئی۔ اور معاملہ کی حقیقت پورے طور پر منکشف ہوگئی اور عین اس وقت حضور خاتم المرسلین رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک بھی تشریف لائی اور میرے دلِ غمگین کو تسلی دی۔''

فوائد و مطالب:

یہ عبارت زیر بحث مسئلہ پر جس قدر واضح اور ظاہر ہے اس کے بیان کی حاجت نہیں۔ اس عبارت میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ صاف فرماتے ہیں کہ میں ایک معاملہ میں مدت تک رکا رہا۔ آخر ایک بزرگ کے مزار شریف پر حاضری کا موقعہ نصیب ہوا۔ اس مدفون بزرگ سے مدد و اعانت طلب کی تو اللہ تعالیٰ نے معاملہ کی حقیقت پورے طور پر ظاہر فرمادی اور اسی دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُرفتوح بھی مجھ کو تسلی دینے کیلئے تشریف لائی۔

۱۱۔ ''وآنچہ معتقد فقیر است آنست کہ غوث غیر قطب مدار است بلکہ مدد و معاون روزگار اوست قطب مدار در بعضے امور مدد از وے میخواہد و در نصب مناصب مقام ابدال نیز او را دخل است و قطب را باعتبار اعوان و انصار و قطب الاقطاب نیز گویند۔''

(دفتر اول مکتوب: ۲۵۶)

ترجمہ: ''جس چیز کا فقیر معتقد ہے وہ یہ ہے کہ غوث، قطب مدار کے علاوہ ہے۔ غوث کا کام قطب مدار کی مدد و معاونت ہے۔ قطب مدار بعض کاموں میں غوث سے مدد طلب کرتا ہے اور غوث کو ابدال کے عہدے عطا کرنے میں بھی دخل ہے اور قطب کو اپنے اعوان و انصار (ساتھی و مددگار) کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔''

فوائدومطالب:

- غوث اور قطب مدار دوالگ الگ روحانی شخصیتیں ہیں۔
- غوث کا کام قطب مدار کی مددواعانت ہے۔
- جن اولیاء اللہ کوابدال کا منصب ومرتبہ عطا کیا جاتا ہے اس عطا میں غوث کا بھی دخل ہوتا ہے اور قطب مدار کو بعض اعتبارات کے لحاظ سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔

۱۲۔ ''اتفاقاً امروز درحلقہ بامداد مے بینم کہ حضرت الیاس وحضرت خضر علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات بصورت روحانیاں حاضر شدند وتلقی روحانی حضرت خضر علیہ السلام فرمودند کہ ما ازارواحیم حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ارواح ما راقدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ ازاجسام بوقوع مے آمد ازان ارواح ما صدور مے یابدازحرکات وسکنات جسمانی وطاعات وعبادات جسدی۔'' (دفتر دوم مکتوب:۲۸۲)

ترجمہ:''آج اتفاقاً صبح حلقہ مراقبہ کے دوران کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت الیاس وحضرت خضر علی نبینا وعلیہما الصلوٰت والتسلیمات روحانیوں کی صورت میں تشریف لائے اوراس ملاقات روحانی میں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم مقام ارواح میں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہماری ارواح کوقدرت کاملہ عطا فرمائی ہے ہم لوگ بصورت اجسام متمثل ہوکروہ کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں جودوسرے اجسام سے انجام دیتے ہیں۔ چنانچہ ہم اسی طرح حرکات وسکنات کرتے ہیں جس طرح جسم والے کرتے ہیں اور ہم اسی طرح طاعات وعبادات بجالاتے ہیں جس طرح ظاہری بدن کے ساتھ لوگ بجالاتے ہیں۔''

فوائدومطالب:

- ایک دفعہ حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کی ملاقات کیلئے حضرت الیاس اور حضرت

خضر علیہما السلام صبح کی وقت تشریف لائے۔

❁ اس ملاقات کے دوران حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری ارواح کو حق تعالیٰ نے ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ ہماری روحیں بھی وہی کام کرتی ہیں جو دوسروں کے اجسام کرتے ہیں چنانچہ ہم اس طرح چلتے پھرتے اور بیٹھتے اٹھتے ہیں جس طرح جسم کے ساتھ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ہم اسی طرح طاعات وعبادات بجالاتے ہیں جس طرح جسمانی طور پر لوگ بجالاتے ہیں۔

۱۳۔ ''ہر گاہ جنیاں را بتقدیر اللہ سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرمانید چہ محل تعجب است وچہ احتیاج ببدن دیگر۔ ازیں قبیل آنچہ بعضے اولیاء نقل میکند کہ در یک آن دو را امکنہ متعددہ حاضر میگردند وافعال متبائنہ بوقوع مے آرند۔ اینجا نیز لطائف ایشاں متجسد باجساد مختلفہ اندر متشکل باشکال متبائنہ۔ وہم چنیں عزیز یکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد واز اں دیار برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ مے آیند ومیگویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم وچناں وچنیں درمیان ما در آں عزیز گذشتہ است وجمع دیگر نقل میکنند کہ او را روم دیدہ ایم۔ وجمعے دیگر در بغداد او دیدہ اند۔ ایں ہمہ تشکل لطائف آن عزیز است۔ باشکال مختلفہ وگاہ ہست کہ آن عزیز را از ان تشکلات اطلاع نبود..... وہم چنیں ارباب ۱؎ حاجات از اعزۂ احیاء واموات ومخاوف ومہالک مددہا طلب مینمایند ومے بینند کہ صور آن عزۂ حاضر شدہ ودفع بلیہ ازینہا نمودہ است۔ گاہ ہست

۱؎..... حاشیہ قولہ ارباب حاجات: حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: ''حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بحال معتقدان خود مصروف است مغلاں در صحراء در وقت خواب اسباب واسپان خود کمایت حضرت خواجہ مے سپارند وتائیدات از غیب =

کہ آن عزہ راازدفع آن بلیہ اطلاع بودوگاہ نبود۔این نیز تشکل لطائف آن اعزہ است واین تشکل گاہ درعالم شہادت بودہ وگاہ درعالم مثال۔چنانچہ دریک شب ہزار کس آن سروررا علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ درخواب مے بیندواستفادہ ہامے خواہند این ہمہ تشکل صفات ولطائف اوست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصور تہائے مثالی۔ہم چنیں مریدان ازصور مثالی پیران استفادہ ہامے خواہندوحل مشکلات میفر مایند۔'' (دفتر دوم مکتوب:۵۸)

ترجمہ:'' جبکہ جنات بتقدیر خداوندی یہ طاقت رکھتے ہیں کہ مختلف شکلوں میں متشکل ہوکر عجیب عجیب کام کرلیتے ہیں۔ارواح کاملین کواگرخداتعالیٰ کی طرف سے یہ طاقت وقدرت مل جائے تواس میں تعجب کی کونسی بات ہے اورکسی دوسرے جسم میں منتقل ہوکرافعال صادرکرنے کی کیاحاجت ہے۔(ردتناسخ)

چنانچہ اسی سلسلہ کی کڑی ہیں وہ واقعات جوبعض اولیاءاللہ سے منقول ہیں کہ وہ ایک ہی وقت میں متعدد مقامات کے اندرموجوداورحاضرہوتے ہیں اورمختلف کام انجام دیتے ہیں۔ایسے وقت ان کے لطائف اجسادکی صورت میں متجسد ہوجاتے ہیں۔اورمختلف شکلیں اختیارکرلیتے ہیں۔

= ہمراہ ایشاں مے شود درین باب حکایات بسیاراست بیان آن باطالت میرساند۔''یعنی حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے معتقدین کے حال میں مصروف رہتے ہیں۔مغل لوگ جنگلات میں اورسوتے وقت اپناسامان اورگھوڑے وغیرہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی مددوحمایت میں دے دیتے ہیں۔توغیبی تائیدیں ان کے ہمراہ ہوجاتی ہیں۔اس باب میں بہت حکایات مروی ہیں جن کا بیان بہت لمباہے۔

اسی طرح اس عزیز (بزرگ) کا واقعہ ہے جس کا وطن ہندوستان ہے اور وہ کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں گیا۔ لیکن اس کے باوجود ایک جماعت مکہ معظمہ سے آتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم نے آپ کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور آپ سے یہ یہ باتیں ہوئی ہیں اور ایک دوسری جماعت کہتی ہے کہ ہم نے آپ کو روم میں دیکھا ہے اور ایک تیسری جماعت کہتی ہے کہ ہم نے تو بغداد شریف میں آپ کو دیکھا ہے۔

درحقیقت یہ سب اس عزیز (بزرگ) کے لطائف ہیں جو مختلف اشکال میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس عزیز کو ان تشکلات (مختلف اشکال میں ہونے) کی اطلاع نہیں ہوتی...... اسی طرح حاجت مند لوگ زندہ اور وصال یافتہ بزرگوں سے خوف اور ہلاکت کے وقت مدد طلب کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ ان بزرگوں کی صورتیں حاضر ہوتی ہیں اور ان سے بلائیں دفع (دور) کرتی ہیں، بعض اوقات ان بزرگوں کو دفع بلیات کی اطلاع ہوتی ہے اور بعض اوقات نہیں ہوتی۔ یہ بھی درحقیقت ان بزرگوں کے لطائف متشکل ہوتے ہیں اور یہ تشکل کبھی عالم شہادت میں ہوتا ہے کبھی عالم مثال میں۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہزار آدمی ایک ہی رات میں خواب کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں اور بہت فائدے اور برکات حاصل کرتے ہیں یہ بھی حقیقت آپ کی صفات اور آپ کے لطائف کی شکلیں ہوتی ہیں جو مثالی صورتوں میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔

اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے کئی طرح کے فائدے حاصل کرتے ہیں اور وہ پیران کی مشکلات حل کرتے ہیں۔"

فوائد و مطالب:

- جب جنات بتقدیر خداوندی مختلف شکلیں اختیار کر کے عجیب وغریب کام انجام دے سکتے

ہیں تو کامل بندوں کیلئے ایسی عطائی قدرت مان لینے میں کیا تعجب ہے؟

- کاملین کے لئے ایسی عطائی قوت وطاقت تسلیم کرنا بالکل درست اور امرِ واقع ہے۔
- چنانچہ متعدد اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد مقامات میں موجود اور حاضر ہو کر مختلف اُمور انجام دیتے ہیں۔ دراصل یہ ان کے لطائف ہوتے ہیں جو متجسد (اجسام کے شکل میں) ہو جاتے ہیں۔
- اسی طرح ایک بزرگ اپنے ملک ہندوستان میں ہوتا ہے اور کبھی کسی دوسرے ملک نہیں گیا ہوتا مگر کچھ لوگ مکہ معظّمہ سے آکر کہتے ہیں ہم نے آپ کو خانہ کعبہ میں دیکھا ہے اور وہاں آپ سے یہ یہ باتیں ہوتی رہی ہیں۔
- کچھ دوسرے لوگ آکر یہ خبر دیتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بلادِ روم میں دیکھا ہے اور تیسری جماعت آکر کہتی ہے آپ کو تو ہم نے بغداد شریف میں دیکھا ہے۔
- اسی طرح حاجت مند لوگ خوف اور ہلاکت کے وقت زندہ اور وصال یافتہ بزرگوں سے مدد طلب کرتے ہیں تو فوراً ان اولیاء اللہ کی صورتیں حاضر ہو کر ان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرتی ہیں۔ دراصل یہ بھی ان کے لطائف متشکل ہو کر تشریف لاتے ہیں۔
- حضور نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام کو ایک رات میں خواب کے اندر ہزار آدمی دیکھتے ہیں۔
- نیز مرید اپنے پیروں کو مثالی صورتوں میں مشاہدہ کرتے ہیں ان سے استفادہ کرتے ہیں اور وہ پیران کی مشکلات حل کرتے ہیں۔

۱۴۔ ''وآن امانت بزعم این حقیر قیومیت جمیع اشیاء است بر سبیل نیابت کہ مخصوص بکمل افراد انسان ست۔ یعنی معاملہ انسان کامل تا بجائے میر سید کہ او را قیوم جمیع اشیاء بحکم خلافت میسازند۔ وہمہ را افاضہ وجود وبقا وسائر کمالات ظاہری وباطنی بتوسط او میر سانند اگر ملک ست باو متوسل است واگر جن وانس ست باو متشبت وفی الحقیقت توجہ جمیع اشیاء بجانب اوست وہمہ نگراں اویند ایں معنی را دانند یا نہ۔''

ترجمہ: ''اس حقیر کے خیال میں امانت سے مراد تمام اشیاء کی قیومیت ہے جو حق تعالیٰ کی نیابت کے طور پر نوع انسانی کے کامل افراد کے ساتھ مخصوص ہے یعنی انسان کا معاملہ کمال و ترقی اس حد کو پہنچ جاتا ہے کہ اس کو خدا تعالیٰ کی خلافت کے اعتبار سے تمام اشیاء کا قیوم بنا دیا جاتا ہے چنانچہ سب کو وجود بقا اور تمام کمالات ظاہری و باطنی ان کے واسطے اور وسیلے سے ملتے ہیں۔ فرشتے بھی اسی کو وسیلہ بناتے ہیں اور جن وانس بھی اسی کے دامن کو تھامتے ہیں۔ فی الحقیقت تمام چیزوں کی توجہ اس کی طرف ہوتی ہے اور سب اسی کی طرف دیکھتے ہیں چاہئے اس بات کو جانیں یا نہ جانیں۔''

(دفتر دوم مکتوب: ۷۴)

فوائد و مطالب:

- کاملین اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ کی نیابت کے طور پر تمام اشیاء کی قیومیت کا درجہ بھی حاصل ہوتا ہے
- چنانچہ تمام اشیاء کو وجود، بقا اور تمام ظاہری و باطنی کمالات ان کی وساطت اور ان کے طفیل عطا ہوتے ہیں۔
- تمام ملائکہ اور جنات و انسان (ان کاملین) کا وسیلہ پکڑتے اور ان کا دامن تھامتے ہیں۔
- تمام چیزیں انہیں کی جانب توجہ کرتی ہیں اور ان کی محتاج ہوتی ہیں۔

قارئین کرام! وسیلہ و استمداد کے موضوع پر مکتوبات شریف سے یہ چودہ اقتباسات اور ان سے اخذ شدہ فوائد آپ کے سامنے ہیں۔ اب آپ حضرات خود ہی انصاف کریں کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی کے افکار و نظریات سے کس گروہ کے عقیدے کی تائید ہوتی ہے؟ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی حضرات کی یا غیر مقلدین اور دیوبندیوں کی؟؟ جو اس عقیدہ کو خالص مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہیں اور پھر فریب عوام کیلئے حضرت شیخ قدس سرہ کو اپنا ہمنوا ظاہر کرتے ہیں۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ نے یہ عقیدہ اپنے مکتوبات میں جا بجا بیان کیا ہے جو انصاف پسند طبائع کو دیکھنے سے صاف واضح ہے۔ تعصب وعناد سے سارے مکتوبات کا مطالعہ بھی کرلیا جائے تو بھی بے سود ہے۔

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے ان خطوط میں جو آپ نے اپنے پیر ومرشد شیخ الشیوخ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ (متوفی: ۱۰۱۲ھ) کو لکھے ہیں۔ جا بجا آپ کو پیر دستگیر کے الفاظ سے یاد فرمایا ہے۔ نیز آپ نے دفتر اول حصہ پنجم کے صفحہ نمبر ۱۵۹/ پر فرمایا ہے:

''وطلب پیر راہ بین وراہ نما کہ وسیلہ تواند شد نیز مامور شرعی است قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ﴾'' (المائدہ: ۳۵)

ترجمہ: ''راہ بین اور راہنما پیر کی تلاش جو وسیلہ بن سکنے کا شرعاً حکم ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: [اے لوگو! اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو]''

اس مسئلے کی تائید وحمایت میں مکتوبات شریف سے اور بھی بہت سی عبارات پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ مقصود حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے عقیدہ کی صراحت ووضاحت ہے اس لئے صرف مذکورہ اقتباسات پر ہی کفایت کی جاتی ہے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی یَهْدِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ!!

باب نمبر 4:

مسئلہ علم غیب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا مسئلہ بھی آج کل نہایت اختلافی ونزاعی شکل اختیار کر گیا ہے اور مخالفین (ھداھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ) نے اس کو بھی تکفیر المسلمین کی بنیاد بنا رکھا ہے۔ اس مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے پہلے اہل سنت کے عقیدے کو سمجھ لینا ضروری ہے۔

سو اہل سنت وجماعت اس مسئلہ میں اس امر کے قائل ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کائنات کی اشیاء ہر وقت اس طرح ظاہر اور روشن ہیں جس طرح ہاتھ کی ہتھیلی۔ اور اس طرح کا انکشاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے زندگی مبارک میں بھی تھا اور بعد از وصال بھی بدستور موجود ہے۔

ہاں! کسی وقت اگر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ مبارک دنیا کی جانب مبذول نہ ہو۔ اور اس وجہ سے کوئی واقعہ مستور (چھپا ہوا) رہے تو یہ امر دیگر ہے[1]۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے متعلق یہی عقیدہ رکھنا چاہئے کیونکہ یہی عقیدہ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اقوال علمائے مفسرین ومحدثین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تصریحات صوفیائے کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم سے ثابت ہے۔

---

[1] ...... عدم توجہ کے باعث بعض امور کا وقتی طور پر استحضار نہ ہونا اور اس کا منافی علم نہ ہونا۔ حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نے شمائم امدادیہ میں لکھا ہے۔ یاد رہے کہ حاجی صاحب مذکور مولوی رشید گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور دیگر علماء دیوبند کے پیرومرشد ہیں۔ ۱۲

قرآن کریم میں وارد ہے:

''عَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا'' (النساء:۱۱۳)

ترجمہ: ''اے نبی! اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ آپ کو سکھا دیا جو آپ نہیں جانتے تھے۔''

حدیث شریف میں وارد ہے:

''فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ'' ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ہر چیز روشن کردی۔''

''فَعَلِمْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا''

ترجمہ: ''میں نے زمین کے مشارق ومغارب جان لیے۔''

اس کے علاوہ بیسوں احادیث سے یہ مسئلہ ثابت ہے۔

اس رسالہ میں چونکہ صرف حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا نکتہ نظر اور عقیدہ مبارکہ پیش کرنا مقصود ہے۔اس لئے مزید آیات واحادیث پیش کرنے کے بجائے مکتوبات شریف کی چند ایک واضح عبارات پیش کی جاتی ہیں۔یہاں یہ امر خاص طور پر ملحوظ خاطر رہنا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک اکثر وبیشتر اوقات یہ انکشافِ علمی ثابت رہتا ہے اور بہت ہی کم اوقات ایسے آتے ہیں جب توجہ نہ ہونے کے باعث حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی واقعہ مستور اور پوشیدہ رہتا ہے۔اور عدم توجہ کی بنا پر کسی امر کے مخفی ہونے کو عدم علم قرار دینا محض جہالت ہے۔اس کے برعکس مخالفین جب دلائل اثبات سے تنگ آجاتے ہیں تو وقتی طور پر صرف اس قدر مان لیتے ہیں کہ ہاں! بعض اوقات اور کبھی کبھی اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی اپنے نبی کو کسی واقعہ کی خبر دے دیتا ہے اور وقتی طور پر نبی کو اس کی اطلاع ہوجاتی ہے۔یعنی مخالفین کے نزدیک اصل یہ ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم نہیں ہوتا بس عارضی طور پر کسی وقت کسی واقعہ کی اطلاع مل جاتی ہے یہ ہے مخالفین کا عقیدہ جو ان کی کتابوں، ان کے روزمرہ کے بیانات اور ان کی تقاریر سے ظاہر ہے۔

اب اس مسئلہ پر حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے مبارک ارشادات سنیے:۔

ا۔ ''حدیث: ''تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ ۱'' کہ تحریر یافتہ بود اشارت بدوام اگاہی نیست۔ بلکہ اخبار است از عدم غفلت از جریانِ احوال خویش وامت خویش لہٰذا نوم درحق آن سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناقض طہارت نگشت، وچوں نبی دررنگ شبان است درمحافظت امت خود غفلت شایان منصب نبوت او نباشد۔''

(دفتر اول، مکتوب:۹۹)

ترجمہ:''حدیث ؛[میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا] جو آپ نے تحریر کی ہے اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے بلکہ اس حدیث میں اس امر کی خبر دی گئی ہے کہ آپ اپنے اور امت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں ہیں، اسی وجہ سے نیند آپ کے وضو کو نہیں توڑتی تھی اور چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی نگہداشت اور محافظت میں شبان (بکریوں کے ریوڑ کے رکھوالے) کی مانند ہیں اس لئے ادنیٰ سی غفلت نبوت کے شایان نہیں ہے۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم شریف کے متعلق اہل سنت وجماعت جو عقیدہ رکھتے ہیں۔حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے عبارت مذکورہ میں اس عقیدے کی بالکل صاف الفاظ میں تصدیق وتائید کی ہے۔

۱......فِیْ مُسْنِدِاَبِیْ دَاوٗدَقَالَ یَعْنِیْ اَبَادَاوٗدَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَصُوْنًایَعْنِیْ مِنْ اَنْ یَخْرُجَ مِنْہُ شَیْءٌ وَلَمْ یَعْقِلْ وَقَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَاقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَایَنَامُ قَلْبِیْ.''انتھٰی

مسند ابو داؤد میں یہ روایت موجود ہے، امام ابو داؤد نے کہا کہ حضور اس سے محفوظ تھے۔کہ نیند کی حالت میں کوئی چیز خارج ہو اور آپ کو معلوم نہ ہو سکے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔ازمرتب رسالہ عفی عنہ

چنانچہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے یہ الفاظ کہ: ''حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اور اپنی امت کے حالات سے کسی وقت بھی غافل نہیں اور ادنیٰ سی غفلت بھی منصبِ نبوت کے شایان نہیں۔'' خاص طور پر قابل لحاظ اور لائق غور ہیں۔ ہمیں علم ہے کہ مخالفین اہل سنت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر آن اور ہر وقت حضورِ علمی (تمام اشیاء کا علم و مشاہدے) کو قطعاً مشرکانہ عقیدہ قرار دیتے ہیں۔ اور کسی طرح بھی اس کو درست نہیں جانتے۔ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ اپنا ایک مشاہدہ نقل فرماتے ہیں:۔

۲۔ ''باز عروج واقع شد مقامات مشائخ عظام و ائمہ اہل بیت و خلفاء راشدین و مقام خاصہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم و علیہم و بارک و ہم چنیں مقامات سائر انبیاء و رسل علی التفاوت و مقامات ملائکہ اعلیٰ فوق مجدد مشہود گشت۔''

(دفتر اول، مکتوب اول)

ترجمہ: ''دوبارہ پھر عروج روحانی حاصل ہوا جس میں درج ذیل حضرات کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ حاصل ہوا۔ مشائخ عظام اور ائمہ اہل بیت کے مقامات کا مشاہدہ، خلفائے راشدین کے مقامات کا مشاہدہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام خصوصی کا مشاہدہ، اسی طرح انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کے مقامات کا علیحدہ علیحدہ اور ملأ الاعلیٰ کے فرشتوں کے مقامات کا مشاہدہ حاصل ہوا۔''

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے اولیاء، انبیاء کرام و رسل و ملائکہ ملاء اعلیٰ وغیرہ کے مقامات و مراتب کا مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کائنات اور اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ بطریق اولیٰ ثابت اور جائز ہوا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا اور حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا تحریر کردہ رسالہ پسند فرمانا۔ ملاحظہ ہو مکتوبات کی عبارت:۔

۳۔ ''بعد از تحریر آن چناں معلوم شد کہ حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام با جمع

کثیر از مشائخ امت خود حاضر اند وہمیں رسالہ را در دستِ مبارک خود دارند واز کمال کرم بخشی آں را بوسہ میکنند و بہ مشائخ مے نمایند کہ ایں نوع معتقدات مے باید حاصل کرد وجماعہ کہ بایں علوم مستعد گشتہ بودند نورانی وممتاز اند وعزیز الوجود در و برے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام والتحیہ ایسادہ اند والقصہ بطولہا ودرہماں مجلس باشاعت ایں واقعہ حقیر را امر فرمودند۔'' (دفتر اول مکتوب:۱۶)

ترجمہ: ''تحریر رسالہ کے بعد یوں معلوم ہوا کہ جناب خاتم المرسلین حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشائخ امت کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ تشریف فرما ہیں اور یہ رسالہ دست اقدس میں پکڑا ہوا ہے اور کمال کرم سے اس کو بوسہ دے رہے ہیں اور مجلس میں حاضر مشائخ کو دکھا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اس قسم کے اعتقادات رکھنے چاہیں اور میں نے اس طرح دیکھا کہ جو مشائخ یہ اعتقادات رکھتے تھے وہ دوسروں سے ممتاز اور نہایت نورانی ونادر الوجود تھے اور خدمت اقدس میں کھڑے تھے (پورا واقعہ بہت دراز ہے) پھر اسی مجلس شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیر (مجدد صاحب) کو حکم فرمایا کہ اس واقعہ کی اشاعت کرو اور اس کو مشہور کرو۔''

فوائد ومطالب:

اس عبارت سے چند چیزیں واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں :۔

- حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کی تحریرات وتصنیفات بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ومحبوب ہیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مشائخ واولیاء کو حضرت شیخ مجدد رحمہ اللہ تعالی کی تحریرات میں درج شدہ اعتقادات اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد از وصال مبارک اور آپ کی امت کے اولیاء ومشائخ اپنی

مقابر مقدسہ سے باہر تشریف لے جاتے اور مجالس میں رونق افروز ہوتے ہیں۔

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کا حال یہ ہے کہ آپ اپنی امت کے اہل تحقیق و اہل علم کی تصنیفات و تالیفات تک سے بھی باخبر ہیں۔
- جو بزرگانِ کرام حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے مسلک و معتقدات سے پوری طرح مطابقت رکھتے ہیں وہ دوسروں کی نسبت زیادہ نورانی، زیادہ مقبول اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کو حکم فرمایا کہ اس واقعہ کی اشاعت کرو۔ نیز لوگوں میں اس کو مشہور کرو۔ اگر اس طرح کی باتیں درست اور صحیح نہ ہوتیں تو نہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کو اس طرح کے واقعات پیش آتے اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تشہیر کا حکم صادر فرماتے اور نہ ہی حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ ان کو درج کرتے۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے متعلق اہل سنت کے اعتقادات کی صحت کی اس سے زیادہ صاف اور واضح تائید و تصدیق اور کیا ہو سکتی ہے۔

۴۔ ''بر سرِ مسئلہ قضاء و قدر نیز اطلاع دادند و آنرا بر نہجے اعلام فرمودند کہ بہ ہیچ وجہ بہ اصول ظاہر شریعت غرا مخالفت لازم نیاید و از نقص ایجاب و شائبہ جبر مبرا و منزہ است۔ و در ظہور بمشابہ قمر لیلۃ البدر است۔'' (دفتر اول مکتوب: ۱۸)

ترجمہ: ''مجھے مسئلہ تقدیر پر بھی مطلع کر دیا گیا ہے اور جس طرح مجھ کو اس مسئلہ کی حقیقت بتائی گئی ہے اس سے ظاہر شریعت کے ساتھ اس مسئلہ کی بالکل مخالفت لازم نہیں آتی اور نہ ہی اس سے اللہ تعالیٰ پر کوئی شے لازم آتی ہے اور نہ ہی انسان کی مجبوری کا پہلو نکلتا ہے بلکہ وہ ان دونوں سے مبرا اور منزہ ہے اور اس مسئلہ کی حقیقت مجھ پر اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند۔''

فوائد و مطالب:

سب اہل علم جانتے ہیں کہ مسئلہ تقدیر یا مسئلہ قضا و قدر نہایت ہی ادق، مشکل اور پوشیدہ

مسائل میں سے ہیں لیکن حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں کہ مجھ پر اس کی حقیقت اس طرح روشن ہے جس طرح چودھویں رات کا چاند۔

قارئین کرام! اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں پر اس قسم کے مشکل ترین مسائل کی حقیقت بالکل روشن ہے تو خود آپ کی وسعتِ علم کا کون اندازہ لگا سکتا ہے؟ پھر یہ کس قدر افسوسناک بات ہے اور کس قدر بے ادبی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ کو دیوار کے پیچھے تک کا علم نہ تھا۔ اور پھر ایسے عقیدے کو ذریعہ نجات قرار دیا جائے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ ایک دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل بیان فرماتے ہوئے یہ حدیث نقل فرماتے ہیں:۔

۵۔ "فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ" [۱] (دفتر سوم مکتوب:۱۲۲)

ترجمہ: "سو میں نے اولین اور آخرین کے علوم جان لئے۔"

---

[۱] ...فَعَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ الخ صاحب تشید المبانی فرماتے ہیں: اس حدیث کو امام احمد نے اپنے مسند میں اور امام ترمذی نے اپنی سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یہی حدیث مبارک مشکوٰۃ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے: "فَعَلِمْتُ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَوَاہُ الدَّارِمِی مُرْسَلًا وَالتِّرْمِذِیْ نَحْوَہٗ" شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ لمعات میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت از حصول تمامہ علوم جزی و کلی واحاطہ آں۔" یعنی میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں تھا۔ یعنی تمام جزئی و کلی علوم مجھ کو حاصل ہو چکے ہیں۔ اور میں نے تمام کا احاطہ کر لیا ہے۔ ۱۲ مرتب عفی عنہ

یہ حدیث مبارک اس بات کی صریح دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام اولین وآخرین کے علوم کے جامع ہیں جب علم شریف کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ارشاد مبارک موجود ہے تو پھر آپ کے علم شریف کا انکار کرنا کس قدر جہالت یا عناد کا مظاہرہ ہے۔

حروف مقطعات یعنی الٓمٓ، حٰمٓ، قٓ، نٓ وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ مجدد رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

۶۔ ''حروف مقطعات قرآنی ہمہ رموز اشارات ست بحقائق احوال ودقائق اسرار کہ درمیان محبّ ومحبوب کائن است لیکن کیست کہ آنرا دریابد۔''

(دفتر ثالث، مکتوب:۱۰۰)

ترجمہ:''حروفِ مقطعات قرآنی سارے کے سارے حالات کی حقیقتوں اوراسرار کی باریکیوں کے متعلق رموز اشارے ہیں جو محبّ (اللہ تعالیٰ) اورمحبوب (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان وارد ہیں لیکن اورکون ہے جوان کو پاسکے۔''

مخالفین عموماً یہ کہا کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حروف مقطعات کے معانی ومطالب سے بھی ناواقف تھے۔ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا اس معاملہ میں جو عقیدہ ہے وہ آپ کی اس عبارت سے ظاہر اور واضح ہے قارئین کرام! خود فیصلہ فرمائیں کہ اس سلسلہ میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا بیان کردہ عقیدہ رکھنا چاہئے جو ایک صاحب تحقیق عارف کامل ہیں یا مخالفین کا بیان کردہ عقیدہ؟ جو گویا پیدا ہی اس لئے ہوئے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف اور آپ کے دیگر کمالات وفضائل کا انکار کرتے رہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ ہی کافی ہے اور جاہل وضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ ایک جگہ ابلیس کے متعلق لکھتے ہیں:۔

۷۔ ''اورا از نظر ایشاں مستور فرمودہ است، وبراحوال اوایشاں را اطلاع نداده واورا احوال ایناں بینا گردانیده۔'' (دفتر ثالث مکتوب:۱۰۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ نے ابلیس لعین کو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اور اس کے حالات پر لوگوں کو اطلاع کی قوت نہیں دی مگر ابلیس کو یہ طاقت دی ہے کہ وہ لوگوں کے حالات سے بینا اور واقف رہتا ہے۔''

اس عبارت میں کہا گیا ہے کہ ابلیس لوگوں کے حالات سے واقف اور بینا ہے تو غور فرمائیں کہ عطائی طور پر اگر اطلاع علی حالات الناس (لوگوں کے حالات پر اطلاع) ابلیس تک کے لئے ثابت ہے تو بڑے تعجب کی بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے شرک و کفر ہو جائے؟؟ جو بات ابلیس تک کیلئے ثابت ہے وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلمکیلئے ثابت کرنے سے کس طرح شرک ہوسکتی ہے۔

مسئلہ علم غیب کے موضوع پر مکتوبات شریف کی سات عبارتیں سر دست یہاں نقل کی گئی ہیں۔ ان عبارات کے علاوہ بھی مکتوبات میں اس مسئلے کا ثبوت متعدد مقامات سے ملتا ہے۔ جیسا کہ دیانتداری سے مکتوبات کا مطالعہ کرنے والے پر مخفی اور پوشیدہ نہیں۔ یہاں ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ خاص اس نزاعی مسئلہ میں جو موجودہ وقت میں جھگڑوں، مناظروں اور فتنوں کا سبب بن چکا ہے حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کا نکتہ نظر پیش کیا جائے اور اس جھگڑے میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کو بطور حکم و ثالث سامنے لایا جائے اور یہ بات صاف اور واضح کی جائے کہ دیوبندیت و بریلویت کا نام وضع ہونے سے کئی صدیاں قبل اہل تحقیق اس سلسلہ میں کیا عقیدہ رکھتے تھے۔ سو ہمارا یہ مدعا ان مذکورہ بالا عبارات سے بالکل صاف طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم نے صرف انہی عبارات پر کفایت کی ہے۔ اور باقی عبارتیں یہاں نقل نہیں کیں۔ اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جس طرح کے علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ بعینہ یہی عقیدہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کا ہے جیسا کہ یہاں سب سے پہلی نقل کردہ عبارت سے ظاہر ہے۔ قارئین کرام! عبارت نمبرا کو بار بار پڑھیں اور دیکھیں کہ امام ربانی قدس سرہ کس طرح بالکل صاف الفاظ میں یہ عقیدہ بیان فرماتے ہیں۔ اب بھی اگر یہی

رٹ لگائی جائے کہ علم غیب کے متعلق سنیوں کا عقیدہ مشرکانہ ہے تو یہ کس قدر ناانصافی ،تعصب اور غلط بیانی کا مظاہرہ ہوگا۔اللہ تعالیٰ مخالفین ومنکرین کو ہدایت دے اور ضد اور تعصب سے نجات عنایت کرے۔فَاِنَّہٗ وَلِیُّ التَّوفِیقِ وَعَلَیہِ التُّکلَانُ وَھُوَ المُستَعَانُ!!!

باب نمبر 5:

تصرفات کاملین

تصرفات، تصرف کی جمع ہے لغت میں تصرف کے معنی ہیں کسی شے میں ردو بدل کرنا۔ لیکن صوفیائے کرام کے نزدیک جب یہ لفظ اولیاء اللہ کی طرف منسوب ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ تو اس کے معنی ہوتے ہیں مافوق الاسباب اور خرق عادت کسی چیز میں کسی طرح کی تبدیلی کر دینا۔ جیسے بیمار کو شفا دینا، مردوں کو زندہ کرنا، کسی مسئلے کو حل کرنا اور غائبانہ مدد کرنا وغیرہ۔

تصرف درحقیقت کرامت اور توجہ باطنی کے طور پر کسی کام کے انجام دینے کا نام ہے اور اہل اللہ کی کرامات اور توجہات قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہیں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کام اہل اللہ کی توجہ اور مدد سے ظہور پزیر ہوتا ہے۔ وہ صرف ظاہری اور مجازی طور پر اہل اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ فی الحقیقۃ سراسر خدا تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے۔ مقبول بندہ اس کے ظہور کا صرف ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ جس طرح بسا اوقات بظاہر مرض دوا اور علاج سے دور ہوتا ہے۔ لیکن حقیقتاً شفا منجانب اللہ ہوتی ہے یا بارش بظاہر بادلوں سے ہوتی ہے مگر یہاں بھی فی الحقیقت پانی اتارنا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں کو شفا دیتے تھے۔ مادرزاد اندھوں کو بینائی عطا کرتے تھے۔ مٹی سے پرندے بنا کر اور ان میں جان ڈال کر اڑاتے تھے۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان سب افعال کے صدور میں صرف واسطہ اور ذریعہ تھے۔ درحقیقت یہ سب افعال اللہ تعالیٰ کے تھے۔ اہل سنت کے نزدیک اولیاء اللہ کے تصرفات اور مدد وغیرہ کا صرف یہی مطلب ہے۔ اور وہ انہیں صرف واسطہ اور ذریعہ تسلیم کرنے کے ہی قائل ہیں۔ وہ نہ تو اولیاء اللہ کو معاذ اللہ!

خدا تصور کرتے ہیں اور نہ خداتعالیٰ کا مقابل اور شریک مانتے ہیں اور نہ ہی اس کی کسی صفت میں شریک مانتے ہیں۔ خداتعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں قطعاً اور یقیناً وحدہٗ لاشریک ہے۔ وہ انہیں اللہ کے بندے، اس کی مخلوق اور اس کے محتاج ہی جانتے ہیں۔ بزرگان دین کو اس سے بڑھانا اور اوصاف الوہیت میں حصہ دار ماننا نہ شرعاً درست ہے اور نہ اہل سنت اس کے قائل ہیں۔

مخالفین کا یہ کہنا کہ سنی بزرگوں کو خدا مانتے ہیں اور انہیں پوجتے ہیں، بالکل بے اصل اور بے بنیاد اور الزام ہے۔ اس سلسلے میں اہل سنت کا یہی عقیدہ ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔

مخالفین نے اولیاءِ کرام کے تصرفات کے انکار کیلئے اپنے پاس سے ایک اصطلاح گھڑ لی ہے۔ جسے وہ مافوق الاسباب اور ماتحت الاسباب سے تعبیر کرتے ہیں۔ اگر ان کے سامنے کوئی واقعہ، روایت، حدیث یا تفسیر کا حوالہ پیش کیا جائے۔ تو وہ کم علم لوگوں کو یہ کہہ کر مطمئن کرتے ہیں۔ کہ یہ تو اسباب کے تحت چیز ہے اسے ہم بھی جائز اور درست کہتے ہیں۔ مافوق الاسباب تصرف اور مدد کرنا ناجائز ہے۔ قارئین کرام! یہ بات ذہن میں رکھیں کہ یہ اصطلاح مخالفین کی اپنی اختراع ہے۔ اور اس کی آڑ میں تصرفات سے انکار قرآن وحدیث کی تصریحات کے خلاف ہے۔

قرآن حکیم میں وارد ہے: کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا امتی (آصف) مافوق الاسباب سینکڑوں میل دور سے چشم زدن میں ملکہ سبا کا تخت اٹھا لایا۔

سورۂ مریم میں وارد ہے: کہ حضرت مریم کو کہا گیا اس کھجور کے تنے کو ہلاؤ یہ تم پر تازہ کھجوریں گرائے گا۔

چنانچہ یہی ہوا۔ یہ بھی مافوق الاسباب بات تھی۔

سورۂ کہف میں ہے: ﴿وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ﴾ (الکہف: ۱۸)

یعنی تم اصحاب کہف کو دیکھو تو بیدار گمان کرو حالانکہ وہ سو رہے ہیں۔

سینکڑوں برس انسان کا بلا خورد و نوش (کھانے پینے کے بغیر) صحیح سالم زندہ اور باقی رہنا اور آرام کی نیند سوئے رہنا قطعاً اسباب اور معمول کے خلاف ہے اور انسانی طاقت اور قدرت سے باہر ہے۔

سورۂ کہف ہی میں وارد ہے:۔ کہ اللہ کے بندے (خضر علیہ السلام) نے عین دریا کے درمیان لوگوں سے بھری ہوئی کشتی کے نیچے کے تختے اکھیڑ دیئے۔ لیکن کشتی غرق نہ ہوئی بلکہ سلامتی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئی۔ یہ چیز بھی اسباب سے بالاتر ہے۔

فرشتوں کا لوگوں کی حفاظت کرنا اور لوگوں کی روحیں قبض کرنا وغیرہ بھی مافوق الاسباب ہے اور ان باتوں کا انکار قرآن حکیم کی صریح آیات کا انکار ہے۔ جس کا مومن کبھی مرتکب نہیں ہو سکتا۔ مخالفین کو توحید کا ایسا ہیضہ ہو چکا ہے جس نے انہیں قرآن (کی واضح تصریحات) کا ہی منکر بنا دیا ہے۔

قرآن مجید میں اور بھی متعدد واقعات موجود ہیں جن سے اللہ کے بندوں کے لئے مافوق الاسباب اختیارات اور قوتوں کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور اولیاء کرام اور سلف و خلف کی تصریحات کا شمار ہی نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ نے ہمت اور توفیق عنایت کی تو ان شاء اللہ تعالیٰ احادیث اور اقوال صحابہ کرام اور ائمہ دین کو الگ کتابی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ سردست حضرت امام ربانی قدس سرہ کی چند عبارات ہدیہ قارئین کرام کی جاتی ہیں:۔

ا۔ ''باید دانست کہ پیران من و بخدا رہنمایان من کہ بتوسل ایشاں دریں راہ چشم وا کردہ ام و بتوسط شان ازیں مقولہ لب کشادہ و در طریقت سبق الف و با از ایشاں گرفتہ ام و ملکہ مولویت از توجہ شریف شان حاصل کردہ ام اگر علم دارم طفیل ایشاں است و اگر معرفت است ہم از اثر التفات ایشان طریق اندراج النہایۃ فی البدایۃ را ازیں بزرگواران آموختہ ام و نسبت انجذاب بجہت قیومیت از ایشاں اخذ و بیک نظر ایشاں آں دیدہ ام کہ مردم را در اربعین نہ بینند و بیک کلام شان آں یافتہ ام کہ دیگران

درسنین نیابند۔" (دفتر دوم مکتوب:۴۲)

ترجمہ: "جاننا چاہئے کہ میرے پیر اور وصول الی اللہ میں راہ نما وہ لوگ ہیں جن کے توسل سے میں نے اس راہ سلوک میں آنکھیں کھولی ہیں اور انہی کی وساطت سے میں نے اس معاملہ میں لب کشائی کی ہے۔ اور طریقت میں الف اور با کا سبق انہی سے لیا ہے اور میں نے مولویت کا ملکہ انہی حضرات کی توجہ شریف سے حاصل کیا ہے اگر مجھ میں علم ہے تو انہی کے طفیل اور اگر معرفت ہے تو وہ بھی انہی کی توجہات کا اثر ہے۔ انتہا کو ابتداء میں داخل کرنے کا طریقہ انہی سے میں نے سیکھا ہے اور میں نے قیومیت کی جہت سے جذب کی نسبت انہی سے اخذ کی ہے اور میں نے ان کی ایک نظر سے وہ فیض پایا ہے جو دوسروں کو چالیس چالیس روز کی چلہ کشی سے بھی میسر نہیں آسکتا۔ میں نے ان کی گفتگو سے وہ کچھ پایا ہے جو دوسرے برسوں میں بھی حاصل نہیں کرتے۔"

فوائد و مطالب:

مقام غور ہے کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ نے مندرجہ بالا عبارت میں بزرگوں کے متعلق کس عقیدت کا اظہار فرمایا ہے۔ مختصر یہ کہ:۔

- میں (یعنی مجدد صاحب) نے اس راہ سلوک و تصوف میں اپنے پیران کرام اور رہنمایانِ عظام کے وسیلہ جلیلہ سے آنکھیں کھولی ہیں۔
- اور انہی کے صدقہ اور واسطہ سے مسائل تصوف میں لب کشائی کی ہے اور نہایت مشکل اور غامض امور کو حل کیا ہے۔
- مجھ (مجدد صاحب) کو دینی علوم میں تبحر، کمال اور ملکہ انہی بزرگوں کی توجہ شریف سے حاصل اور نصیب ہوا ہے۔
- انہی کے طفیل مجھ کو علم ملا ہے۔

- اور مجھ میں معرفت بھی انہی کی توجہات کریمہ کا اثر ہے۔
- قیومیت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کا شرف بھی انہی کی توجہ سے نصیب ہوا ہے۔
- اور مجھ کو بزرگوں کی نظر اور ان کے صرف ایک کلمہ سے حیرت انگیز فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں۔

قارئین کرام! بڑی آسانی سے اندازہ کر سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ نے اولیاء کرام اور بزرگان دین کے متعلق جس حسن اعتقاد اور عمدہ عقیدت کا اظہار فرمایا ہے وہ موجودہ وقت میں صرف اہل سنت و جماعت میں پایا جاتا ہے اور انہی کا طرہ امتیاز ہے اور بزرگوں سے یہ عقیدت صرف اہل سنت و جماعت میں ہی پائی جاتی ہے۔

حضرت شیخ مجدد قدس سرہ ایک جگہ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

۲۔ ''لاجرم بہ صحبت سلاطین می رفتند و بتصرتِ خود ایشاں رامنقاد میساختند و بتوسلِ ایشاں ترویج شریعت میفرمودند۔''

ترجمہ: ''آپ یعنی خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ تعالیٰ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے اور پھر اس طرح ان سے احکام شریعت کی ترویج و اشاعت فرماتے۔''

فوائد و مطالب:

اس عبارت میں تو حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے بالکل صاف طور پر تصرف کا ذکر فرمایا ہے۔ اگر بزرگان دین کا تصرف کوئی چیز نہیں۔ اور کسی ولی میں تصرف کی قوت و طاقت ثابت کرنا شرک اور ناروا (ناجائز) ہوتا تو حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ جیسے کامل بزرگ ہرگز ہرگز کسی کیلئے تصرف کی قوت تسلیم نہ کرتے۔

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ نے مندرجہ ذیل شعر اپنے مکتوبات شریف میں متعدد مقامات پر تحریر فرمایا ہے۔

۳۔ ''بے عنایاتِ حق وخاصانِ حق   گر ملک باشد سیاہ ہستش ورق''

(دفتر اول، مکتوب:۱۴)

ترجمہ: ''حق تعالیٰ اور خاصانِ حق تعالیٰ کی عنایات کے بغیر فرشتہ فطرتِ انسان کا ورق قسمت بھی سیاہ ہی رہے گا۔''

اگر خاصانِ حق تعالیٰ کی عنایات کوئی شے نہیں یا خاصانِ حق تعالیٰ کی عنایات کا معتقد ہونا مشرکانہ عقیدہ ہے تو حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ نے اپنے مکاتیب شریفہ میں بار بار اس شعر کا کیوں تکرار کیا ہے ثابت ہوا کہ اس قسم کا عقیدہ نہ شرک ہے اور نہ ہی بدعت۔

ایک مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:۔

۴۔ ''فَعَلَيْكُمْ بِمُتَابَعَةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَشَفِيعِ ذُنُوبِنَا وَطَبِيبِ قُلُوبِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ'' (دفتر اول مکتوب:۱۷)

ترجمہ: ''تو اے لوگو! متابعت کرو ہمارے سردار، ہمارے مولا، ہمارے شفیع اور ہمارے دلوں کے طبیب جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔''

اس عبارت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو طبیب قلوب فرمایا گیا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیمار دلوں کی درستی، اصلاح اور علاج کی قوت وطاقت نہ عطا فرمائی گئی ہوتی تو آپ ہرگز طبیبِ قلوب نہ ہوتے۔ اور حضرت شیخ مجدد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (یہ مذکورہ بالا) الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے استعمال نہ کرتے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

۵۔ ''پرسیدہ بودند کہ پیر صاحب تصرف مرید مستعد را بتصرف خود مراقبے کہ فوق از استعداد اواست تواند رسانید یا نہ؟ بلے تواند رسانید...... مثلاً مریدیکہ استعداد ولایت موسوی دارد و نہایت قوت استعدادش تا وصول بنصف راہ آن ولایت است پیر صاحب تصرف او را بتصرفِ خود تواند باقضائے درجات آن ولایت رسانید۔''

ترجمہ:''آپ نے دریافت کیا ہے کہ کیا صاحب تصرف پیر اپنے ذی استعداد مرید کو اپنے تصرف سے اس کی استعداد سے بلند مراتب تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے۔ ہاں! واقعی اس کو بلند مراتب پر پہنچا سکتا ہے..... مثلاً ایک ذی استعداد مرید ولایت موسوی کی استعداد رکھتا ہے وہ بھی نصف راہ تک جانے کی تو اس کا صاحبِ تصرف پیر اپنے تصرف سے اس کو ولایت موسوی کے بالکل آخری اور انتہائی مراتب تک پہنچا سکتا ہے۔'' (دفتر اول، مکتوب: ۲۱۲)

پیر کامل کے ثبوت تصرف کیلئے یہ عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید کسی تشریح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔ مسئلہ تصرف پر یہ عبارت بالکل واضح ہے۔ مزید تشریح کی محتاج نہیں۔ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے جو بتوں کے بارے میں نازل شدہ آیات ﴿مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ﴾ (الفاطر: ۱۳) وغیرہا کو اولیاء اللہ پر چسپاں کرنے سے دریغ نہیں کرتے اور یہ کہتے پھرتے ہیں کہ اللہ کا ولی کوئی طاقت اور قوت نہیں رکھتا۔ اور ساتھ ساتھ اس غلط بیانی سے بھی کام لیتے ہیں کہ یہی بزرگان دین کے عقائد ہیں۔ قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ یہ ظلم، فریب اور کذب بیانی کا کیسا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

۶۔ ''ایشانند کہ تربیت طالبان مربوط بہ صحبت علیہ ایشاں است وتکمیل ناقصاں منوط بتوجہ شریف شان، نظر شان شافی امراض قلبیہ است۔ والتفات شان دافع علل معنویہ یک توجہ ایشاں کارِ صد اربعین میکند ویک التفات برابر ریاضات ومجاہدات سنین۔'' (دفتر دوم مکتوب: ۲۳)

ترجمہ:''یہ وہ بزرگ ہیں کہ طالبوں کی تربیت ان کی بلند صحبت سے وابستہ ہے اور ناقصوں کی تکمیل ان کی توجہ شریف پر موقوف ہے ان بزرگوں کی نظر تمام امراض قلبی سے شفا بخشتی ہے اور ان کا التفات باطنی اور روحانی علتوں اور خرابیوں کو دفع کرتا ہے ان کی

ایک توجہ سو چلوں کا کام کرتی ہے اور ان کا ایک دفعہ التفات فرمانا برسوں کے ریاضات اور مجاہدات کے برابر ہے۔"

ایک منصف مزاج انسان یہ بیان پڑھ کر بآسانی جان سکتا ہے کہ تصرف اولیاء اللہ کا مسئلہ بالکل حق اور درست ہے۔ اور تمام سلف صالحین اور اہل تحقیق کا یہی مسلک ہے۔ لیکن نہ ماننے والوں کیلئے دفتر بھی بے کار ہیں جن لوگوں کے متعلق ﴿لَا یَرْجِعُوْنَ﴾ کا فیصلہ ہو چکا ہے اور شقاوت ازلی جن کیلئے مقدر ہو چکی ہے وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے کے باوجود بھی انکار سے باز نہیں آئیں گے۔ پروردگار عالم سلف صالحین کے عقائد پر چلنے اور قائم رہنے کی توفیق عنایت کرے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی الْھَادِیْ وَالْمُوَفِّقُ لِلسَّدَادِ وَالرَّشَادِ!!!

باب نمبر 6:

عظمت اولیاء کرام

اطراف واکناف عالم میں جن مبارک ہستیوں نے اللہ تعالیٰ کا نام بلند کیا، دین حق کی اشاعت کیلئے اپنے لمحات زندگی وقف کئے، اس (اشاعت وتبلیغ دین وغیرہ) کی خاطر مصائب وآلام برداشت کئے، انسانی نفوس کا تزکیہ کیا۔ ان کو اعتقادی، روحانی اور عملی واخلاقی غلاظتوں سے پاک اور صاف کر کے حسن اخلاق، حسن عمل، حسن اعتقاد اور روحانی طہارت وپاکیزگی کا راستہ دکھایا اور ایثار وقربانی کی زندۂ جاوید روایات قائم کیں۔ بدقسمتی سے ایک گروہ ان مقدس ہستیوں کی عظمت وعقیدت کے نقوش لوگوں کے دلوں سے مٹانے میں مصروف اور سرگرم عمل ہے۔ یہ گروہ گاؤں گاؤں گھوم پھر کر گستاخانہ تقاریر و بیانات کے ذریعہ یہ زہر پھیلا رہا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اپنے غلیظ عقائد کی اشاعت کیلئے قرآن وحدیث کو استعمال کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں بتوں کے متعلق واردشدہ آیات اولیاء کرام پر چسپاں کی جاتی ہیں۔ سمع، بصر، حیات، علم اور قدرت وغیرہ صفات جن کی بتوں سے نفی کی گئی ہے۔ اولیاء اللہ سے بھی ان صفات کی نفی کی جاتی ہے۔ اور یہ سب کچھ گلے پھاڑ پھاڑ کر کیا جاتا ہے۔ سادہ لوح مسلمان قرآن کے نام سے دھوکے میں آجاتے ہیں اور بدعقیدگی اور بے ادبی کے تاریک اور گمراہ راستے پر چل پڑتے ہیں۔

بخاری شریف باب المرتدین میں ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خارجی فرقہ کو بدترین مخلوق قرار دیتے تھے، اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے کہ ان بدبختوں نے بتوں کی آیات کو امت مرحومہ پر چسپاں کرنے کی جسارت کی ہے۔

حسبِ دستورِ سابق عظمتِ اولیاء کرام کے موضوع پر حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے چند ایک ارشادات پیش کیئے جاتے ہیں تا کہ ان کا مطالعہ دین وایمان کے لیٹروں سے ایمان بچانے کا باعث بن سکے اور خدا تعالیٰ اس گمراہی کے علمبرداروں کو بھی راہ راست پر آنے کی توفیق دے۔ آمین!!

۱۔ ''پس اولیاء اللہ ہر چہ میکنند برائے حق میکنند جل وعلا نہ برائے نفس خود۔''

(دفتر اول، مکتوب:۵۹)

ترجمہ: ''پس اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں حق تعالیٰ جل وعلا کیلئے کرتے ہیں نہ کہ اپنے نفس کیلئے۔''

۲۔ ''حَمْدًلِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ! کہ از فحوائے آں محبت فقراء وتوجہ درویشاں مفہوم گشت، کہ سرمایۂ سعادت است۔ لِاَنَّھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ، وَھُمُ[۱] قَوْمٌ لَایَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُھَاجِرِیْنَ وَقَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ شَانِھِمْ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْاَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ''

(دفتر اول، مکتوب:۴۷)

ترجمہ: ''اَلْحَمْدُلِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ! کہ آپ کے مکتوب گرامی سے فقراء کی محبت اور ان کی توجہ کا اعتقاد مفہوم ہوتا ہے۔ درویشوں کی توجہ کا اعتقاد اور ان کی محبت سرمایہ سعادت ہے کیونکہ یہ (بزرگ) لوگ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہیں اور یہ حق تعالیٰ کا ذکر کرنے والی وہ مبارک قوم ہے جن کا ہمنشین بد بخت نہیں ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار پر نصرت وکامیابی کیلئے فقراء ومہاجرین کے طفیل حق تعالیٰ سے دعا کیا

---

[۱] یہ حدیث بخاری شریف میں ان الفاظ سے مروی ہے: ''ھُمُ الْجُلَسَاءُ لَایَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ'' اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں: ''ھُمُ الْقَوْمُ لَایَشْقٰی بِھِمْ جَلِیْسُھُمْ'' ۱۲

کرتے تھے۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (اولیاء) کے متعلق ارشاد فرمایا: ''بہت سے پراگندہ بال، گردآلودہ بندے ایسے ہیں جنہیں دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری فرماتا ہے۔''

۳۔ ''ورضائے این بزرگواران راوسیلہ رضائے حق سازند سبحانہ طریق نجات وفلاح این است والسلام''

ترجمہ: ''ان بزرگوں کی رضا کو حق تعالیٰ سبحانہ کی رضا کا وسیلہ اور ذریعہ بنائیں۔ نجات اور فلاح کا طریقہ صرف یہی ہے۔ والسلام!!''

۴۔ ''حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ بر محبت ایں طائفہ استقامت کرامت فرماید وبا ایشاں محشو ردارد وھُمْ قَوْمٌ لَایَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ وَلَایُحْرَمُ اَنِیْسُھُمْ وَلَایُخَیَّبُ مَسِیْسُھُمْ وَھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ وَھُمْ اِذَارُءَ وَاذُکِرَ اللّٰہُ وَمَنْ عَرَفَھُمْ وَجَدَ اللّٰہَ، نَظْرُھُمْ دَوَاءٌ وَکَلَامُھُمْ شِفَاءٌ وَصُحْبَتُھُمْ ضِیَاءٌ وَبَھَاءٌ ھُمْ مَنْ رَای ظَاھِرَھُمْ خَابَ وَخَسِرَ وَمَنْ رَای بَاطِنَھُمْ نَجٰی وَاَفْلَحَ وش گفت آنکہ گفت الٰہی چیست اینکہ دوستانِ خودرا کردی کہ ہر کہ ایشانرا شناخت ترا یافت وتا ترا نیافت ایشانرا نشناخت یعنی شناخت ایشاں دیافت تو از یک دیگر منفک نیستند۔''

(مکتوبات، دفتر ثانی مکتوب:۵۲)

ترجمہ: ''حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس گروہ اولیاء کی محبت پر استقامت نصیب فرمائے اور قیامت میں ان کے ساتھ حشر فرمائے یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں اور ان سے انس (محبت) رکھنے والا محروم نہیں اور ان کے ساتھ تعلق رکھنے میں نامرادی نہیں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں ان کو دیکھنے سے اللہ یاد آتا ہے جس نے ان کو پہچان لیا۔ خدا کو پالیا، ان کی نظر دواء اور ان کا کلام شفا ہے۔ اور ان کی صحبت ضیاء اور رونق بخشتی ہے۔ جس نے ان کے ظاہر کو ہی دیکھا وہ خائب وخاسر

(نامراد) ہوگیا اور جس نے ان کے باطن کو دیکھا وہ نجات اور فلاح پا گیا۔ کسی بزرگ نے کیا ہی اچھا فرمایا: اے اللہ! تو نے اپنے دوستوں کو کیا کر دیا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا اس نے تجھے پہچانا اور جب تجھے نہ پہچان سکا ان کو بھی نہ پہنچان سکا یعنی ان کی شناخت اور تیری شناخت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتی۔''

۵۔ ''حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نوشتہ اند کہ در افاضہ علوم لدنی روحانیت حضرتِ خضرِ[1] متوسط است علی نبینا وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین الصلوٰۃ والسلام ...... وموید ایں تخصیص است آنچہ از حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ منقول است کہ روزے برسر منبر بیانِ علوم و معارف مے نمودند درین اثنا گذر حضرت خضر واقع شد، شیخ فرمود اے اسرائیلی بیا کلام محمدی بشنو۔'' (مکتوبات دفتر ثانی مکتوب: ۵۵)

ترجمہ: ''حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے لکھا ہے کہ علم لدنی کے پہنچنے میں حضرت خضر علی نبینا وعلی جمیع المرسلین الصلوٰۃ والسلام درمیان میں واسطہ اور ذریعہ ہیں...... اس تخصیص کی تائید کرتا ہے وہ واقعہ جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن آپ منبر پر جلوہ افروز ہو کر علوم و معارف بیان فرما رہے تھے کہ دوران وعظ حضرت خضر علیہ السلام کا گزر ہوا۔ شیخ قدس سرہ نے فرمایا: اے اسرائیلی! ادھر آ اور محمدی کلام سن۔''

---

[1] ...... خضر، خا کے فتح اور ضاد کے کسرہ کے ساتھ، اور ضاد کے سکون اور خاء کے کسرہ و فتح سے بھی پڑھنا درست ہے۔ کہا گیا ہے کہ آپ یعنی خضر علیہ السلام حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی بیٹے ہیں۔ پھر صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں۔ اور دجال کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جہاد کرنے کے زمانہ تک بقید حیات رہیں گے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ نبی مرسل ہیں یا غیر مرسل، بعض نے کہا ہے کہ ولی ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ ملائکہ میں سے ہیں۔ حرز ثمین ۱۲ مرتبہ عفی عنہ!

۶۔ ''ایں صورت ہم چوں جامہ یکتا است نسبت بشخص لابس آں جامہ۔ پس دیگراں از حقیقت او چہ دریابند و چہ فہم کنند و غیر از مماثل صور و حقائق خودہا چہ تصور نمانید، معرفت ایں عارف مستلزم معرفتِ حق است سبحانہ اذارء واذکر اللہ سبحانہ نشان شانست الٰہی چیست اینکہ دوستانِ خود کردی کہ ہر کہ ایشانرا شناخت ترا یافت وتاترانیافت ایشانرا نشناخت۔'' (مکتوبات دفتر ثانی مکتوب:۷۳)

ترجمہ: ''اس عارف کامل کی ظاہری صورت اس کے باطن کے اعتبار سے بالکل اس طرح ہے جس طرح کپڑا پہننے والے کے ساتھ کپڑے کی نسبت پس دوسرے (عوام) اس عارف کی حقیقت کو کیا پا سکتے ہیں؟ اور اس کے متعلق کیا سمجھ سکتے ہیں اور اسے اپنی حقیقتوں اور صورتوں کی مثل تصور کرنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں ایسے عارف کامل کی پہچان خدا تعالیٰ کی پہچان کا ذریعہ ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ اولیاء اللہ کی نشانی یہ ہے کہ ان کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔ الٰہی! تو نے اپنے دوستوں کو کیا مرتبہ عطا کر دیا ہے کہ جس نے ان کو پہچان لیا اس نے تجھے پہچان لیا۔ اور جس کو تیری (اللہ تعالیٰ کی) شناخت نصیب نہ ہوئی وہ ان (اہل اللہ) کی شناخت سے بھی محروم رہا۔''

۷۔ ''بلکہ گویم کہ فی الحقیقت وجود اہل اللہ کرامتے است از کرامات و دعوت ایشاں خلق را بحق جل سلطانہ رحمتے است از رحمت ہائے حق جل سلطانہ واحیائے قلوب اموات آیتے است از آیت ہائے عظمیٰ، ایشاں امان اہل ارض اند و غنیمت روزگار ''بِهِمْ يُمْطَرُونَ وَبِهِمْ يُرْزَقُونَ'' در شانِ شان است، کلام شان دوا است ونظر شان شفا هُمْ جُلَساءُ اللهِ.....الخ'' (دفتر ثانی مکتوب:۹۲)

ترجمہ: ''بلکہ میں کہتا ہوں کہ اہل اللہ کا وجود درحقیقت کرامتوں میں سے ایک کرامت ہے اور ان کی دعوت الی الحق رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے مردہ دلوں کو زندہ کرنا ان

کی عظیم نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے یہ لوگ اہل زمین کے لئے باعث امن ہیں اورزمانے کیلئے غنیمت، حدیث شریف میں ان کی شان میں یوں وارد ہے: انہی کے طفیل بارش ہوتی ہے۔ اورانہی کے وسیلہ سے مخلوق کورزق ملتا ہے۔ ان اولیاء کا کلام دوا ہے اوران کی نظر امراض باطنیہ کیلئے شفا ہے۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہیں...... اِلٰی اٰخِرِالْاَحَادِیْثِ الْوَارِدَۃِفِیْ شَانِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ الْمَذْکُوْرَۃِفِی الصَّفْحَاتِ السَّابِقَۃِ"

اولیاء اللہ کی بزرگی، عظمت، رفعت شان اورفضائل کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ سات عبارتیں آپ کے سامنے ہیں۔ ان عبارات میں جس اندازاور جس صراحت ووضاحت سے بزرگان دین کی عظمت اورجلالت شان کا اظہار کیا گیا ہے۔ وہ کسی تشریح وتوضیح اور تفصیل کی محتاج نہیں۔

مگرآج زعمی توحید کے علمبردار اسلام کی سب سے بڑی خدمت یہ سمجھ رہے ہیں۔ کہ ان کے کمالات کی کچھ اس انداز سے نفی کی جائے کہ لوگوں کے دلوں سے ان کی عقیدت وارادت کے نقوش بالکل مٹ کررہ جائیں، مخالفین پر یہ کوئی جھوٹا الزام عائد نہیں کیا جارہا۔ بلکہ یہ حقیقت ہے جن لوگوں نے مولوی غلام خان، مولوی عنایت اللہ شاہ گجراتی اورضیاء القاسمی لائل پوری وغیرہ کی فتنہ وفساداور گستاخی وبے ادبی سے لبریز تقریریں سنی ہیں۔ وہ یقیناً اس حقیقت کی تصدیق اور اس کا اعتراف کریں گے اورجن کوشک وشبہ ہووہ سن کرتصدیق کرسکتے ہیں اورشک دور کرسکتے ہیں۔

سب سے تعجب انگیز پہلو یہ ہے کہ مذکورہ بالاحضرات وقتاًفوقتاًاپنی گفتگواور بیانات میں یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ درحقیقت اسلام کے مجدد تھے۔ واقعی انہوں نے اسلام کی عظیم خدمت سرانجام دی اور بلاشبہ آپ صاحب تحقیق عالم اور عارف کامل تھے۔ ایک طرف تو حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کرتے ہیں اور

دوسری طرف حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کے بیان کردہ عقائد ونظریات پر بلادریغ فتویٰ کفر وشرک لگاتے ہیں۔

گذشتہ عبارات کا خلاصہ:

- اولیاء اللہ جو کچھ کرتے ہیں خدا تعالیٰ کیلئے کرتے ہیں۔
- اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت سرمایہ سعادت ہے۔
- بزرگوں کا معتقد اور ہم نشین بدبختی سے محفوظ رہتا ہے۔
- بزرگوں کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔
- رضائے بزرگان رضائے خدا ہے۔
- بزرگوں کے دیکھنے سے خدا تعالیٰ یاد آتا ہے۔
- ان کی نظر دوا، ان کا کلام شفا اور ان کی صحبت ایمان کو ضیاء اور رونق بخشتی ہے۔
- جس نے بزرگوں کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔
- بزرگوں کے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر علوم ومعارف نصیب نہیں ہو سکتے۔
- حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں حضرت خضر علیہ السلام شریک ہوتے تھے۔
- لوگ اولیاء اللہ کے صرف ظاہر اجسام اور ظاہر صورتوں کو دیکھتے ہیں۔ ان کے کمالات باطنی سے ناآشنا ہیں۔
- اس دنیا میں اولیاء اللہ کا وجود بھی کرامت ہے۔
- بزرگ اہل زمین کیلئے امن اور غنیمت ہیں۔
- لوگوں کو بارش ورزق ان بزرگوں کے وسیلہ سے ملتا ہے۔

حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ تو یہ فرمائیں کہ اولیاء اللہ کی عقیدت ومحبت سرمایہ نجات ہے اور ان کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور ان پاک لوگوں کو دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے اور رزق وبارش

وغیرہ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے لیکن اس کے برعکس یہ بدبخت گروہ لوگوں کے دلوں سے ان پاک ہستیوں کی عقیدت ومحبت مٹانے میں مصروف ہے ان کے فضائل ومناقب کی نفی پر کمر بستہ ہے اور قرآن وحدیث کے غلط معنی کر کے ان سے برگشتہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ وَهُوَ الْهَادِیُ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ!!!

باب نمبر 7:

محبت اولیاء کرام

اولیاء اللہ کی محبت اہل سنت و جماعت کا طرۂ امتیاز ہے۔ اسی کی بنا پر علمائے اہل سنت اولیاء کرام کی مدح وثنا میں رطب اللسان رہتے ہیں۔ ان کے آستانوں پر حاضر ہوتے اور ان کی رضا جوئی اور خدمت گزاری کو سعادت جانتے ہیں۔ قاعدہ اور دستور ہے کہ جس سے محبت اور انسیت ہوتی ہے انسان اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے اور اپنے محبوب کے خلاف ادنی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتا۔ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ السامی نے اس موضوع پر بھی بہت کچھ لکھا ہے۔ صرف چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ یہ محبت و وابستگی کتنی بڑی دولت و سعادت ہے اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بھی اہل سنت و جماعت کو ہی عطا فرمائی ہے۔ دوسرے تمام فرقے اس دولت عظمیٰ سے محروم ہیں۔

۱۔ ''چہ سعادت کہ دوستانِ خدا جل وعلا کسے را قبول نمایند چہ جائے آنکہ بمحبت وقربت ممتاز سازند'' (دفتر اول، مکتوب: ۸۷)

ترجمہ: ''یہ کس قدر سعادت ہے کہ خدا تعالیٰ کے دوست کسی کو قبول فرمالیں۔ چہ جائیکہ اس سے محبت کریں اور اپنے قرب سے سرفراز فرمائیں۔''

۲۔ ''محبت این طائفہ کہ متفرع بر معرفت است از اجل نعم خدا وست جل سلطانہ...... بغض ایں طائفہ سم قاتل است وطعن ایشاں موجب حرمان ابدی ست، نجا اللّٰہ سُبحانَهٗ وَاِیَّاکُم عَن ھٰذَا الاِبتِلاءِ شیخ الاِسلام فرمودالٰہی ہر کراخواہی براندازی او را با مادر اندازی۔'' (دفتر اول مکتوب: ۱۰۶)

ترجمہ: ''اس طائفہ (اولیاء اللہ) کی محبت جو معرفت پر مبنی ہے خدا تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ اور اس گروہ سے بغض رکھنا زہر قاتل ہے اور ان کی عیب جوئی ابدی محرومی کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس ابتلا سے بچائے۔ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ اے مولیٰ کریم! تو جسے برباد کرنا چاہتا ہے۔ اسے ہم سے ٹکرا دیتا ہے۔''

۳۔ ''کناسی فقرا بہ از صدر نشینی اغنیاء است'' (دفتر اول مکتوب: ۱۳۲)

ترجمہ: ''فقراء کے آستانے کی جاروب کشی دولتمندوں کے ہاں صدر نشینی سے بھی بہتر ہے۔''

۴۔ ''در بیان آنکہ جماعہ بید ولتانِ کہ طعن در اہل اللہ مے خواہند ہجو ونکوہش آن جماعہ مجوز است بلکہ مستحسن۔'' (دفتر اول مکتوب: ۱۳۹)

ترجمہ: ''اس گروہ کے بیان میں جو اولیاء اللہ کی عیب جوئی کرتے ہیں اس گروہ کی مذمت و ہجو شرعاً جائز بلکہ مستحسن ہے۔''

۵۔ ''وتوجہ تام است بمر بی خود کہ وسیلہ حصول این دولت اوست و در حضور و غیبت رعایت وسائل این دولت عظمیٰ را نیک نمایند و رضائے ایں بزرگواران را وسیلۂ رضائے حق سازند سبحانہ، طریق نجات و فلاح ایں است۔ والسلام''

(دفتر اول مکتوب: ۲۱۸)

ترجمہ: ''اپنے مربی (پیر و مرشد) کی طرف پوری توجہ رکھنی چاہئے کیونکہ اس دولت (معرفت) کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ یہی ہے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت اور غیر حاضری کے وقت ہر حال میں اس سے تعلق رکھنے والی چیزوں کے آداب کی رعایت اچھی طرح کرنی چاہئے۔ اور ان بزرگوں کی رضا کو حق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ تصور کریں۔ فلاح اور نجات کا راستہ یہی ہے۔''

۶۔ ’’این محبت را سرمایۂ سعادات دنیویہ واخرویہ دانستہ از حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ثبات واستقامت برآن مسالت باید نمود، توفیق اتیان احکام شرعیہ نتیجۂ این محبت است وتحصیل جمعیت باطن ثمرۂ این مودت اگر عالم عالم ظلمات وکدورات را در باطن بر بزند واین محبت را برپا دارند غم نباید خورد بلکہ امیدوار باید بود۔‘‘

(دفتر اول مکتوب:۲۳۵)

ترجمہ: ’’اس محبت کو دنیوی اور اخروی سعادتوں کا سرمایہ تصور کرتے ہوئے خداتعالیٰ سے اس پر مضبوطی اور استقامت کی دعا کرتے رہیں۔ احکام شرعیہ کی بجاآوری کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے اور باطن کی جمعیت کا حصول اسی دوستی کا ثمرہ ہے اگر سارے جہاں کی ظلمتیں اور کدورتیں باطن میں ڈال دیں مگر اولیاء کرام کی محبت کا رشتہ قائم رہے تو کچھ غم نہیں بلکہ خداتعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہیے۔‘‘

۷۔ ’’محبت درویشاں وارتباط والفت باایشاں ورغبت استماع سخنانِ این طائفہ علیہ ومیل باوضاع واطوار ایں طبقہ سنیہ از اجل نعم خداوند جل سلطانہ واز اعظم دول اوتعالیٰ، مخبر صادق علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام المرء مع من احب، پس محبت ایشاں باایشاں است ودر حرم حریم قرب طفیلی ایشاں۔‘‘ (دفتر اول مکتوب:۳۶)

ترجمہ: ’’درویشوں سے محبت اور ان کے ساتھ ربط والفت اور ان کے ارشادات سننے کا شوق اور ان کے طور طریقوں کی طرف میلان، خداوند تعالیٰ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے اور عظیم ترین دولت ہے، مخبر صادق (نبی کریم) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کو پیار ہوتا ہے۔ لہٰذا ان اولیاء اللہ کا دوست ان کے ساتھ ہے اور حریم قرب میں ان کے طفیل پہنچ کر رہے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ ان کاملین کی سچی محبت وعقیدت عطا فرمائے اور ان پاک لوگوں کے ساتھ حشر فرمائے اور سعادت دارین سے مالامال فرمائے۔ آمین!!!

باب نمبر 8:

مسئلہ امکان کذب

اس بات پر تمام اہل اسلام کا اتفاق چلا آرہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب ونقص سے پاک اور منزہ ہے۔قرآن حکیم میں متعدد جگہ خدا تعالیٰ کے نقائص وعیوب سے پاک اور منزہ ہونے کا ذکر موجود ہے۔مگر مخالفین کے امام وپیشوا اور بقول صاحب فتاویٰ رشیدیہ ''ولی اللہ'' مولوی اسماعیل دہلوی مصنف کتاب تقویۃ الایمان وصراط مستقیم وغیرہ اور ''شہید'' بالاکوٹ نے خدا تعالیٰ کی ذات پاک میں بھی عیوب ونقائص کا امکان وجواز ثابت کیا ہے۔چنانچہ مخالفین کے یہ اسماعیل ''شہید'' اپنی کتاب یک روزی میں رقمطراز ہیں:۔

''عدم کذب را کمالات حضرت حق سبحانہ مے شمارند واو راجل شانہ باٰں مدح مے کنند بخلاف اخرس و جماد کہ ایشاں را کسے بعدم کذب مدح نمے کند و پر ظاہر است کہ صفت کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بہ تکلم بکلام کاذب مے دارد و بنا بر رعایت مصلحت و مقتضی حکمت بتنزہ از لوث کذب تکلم بکلام کاذب نمے نماید ہماں شخص ممدوح مے گردد بسلب عیب کذب واتصاف بکمال صدق...... بالجملہ عدم تکلم بکلام کاذب ترفعاً عن عیب الکذب وتنزھاً عن التلوث بہا ز صفات مدح است و بنا بہ عجز از تکلم بکلام کاذب ہیچ گونہ از صفات مدائح نیست یا مدح آں بسیار ادون ست از مدح اول۔ بِلَفظِہٖ''

ترجمہ: ''جھوٹا نہ ہونے کو حضرت حق سبحانہ کے کمالات میں سے شمار کرتے ہیں اور اللہ جل شانہ کی اس سے مدح کرتے ہیں بخلاف گونگا اور پتھر کے۔کہ ان کی جھوٹ سے

پاک ہونے پر مدح نہیں کرتے اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ صفت کمال یہی ہے کوئی شخص جھوٹا کلام کرنے پر قدرت رکھتا ہو اور پھر مصلحت کی رعایت اور حکمت کے تقاضے کے تحت جھوٹ کے شائبے سے پاک اور منزہ رہے۔ جھوٹ پر قدرت رکھنے والا شخص ہی اس مدح کے لائق ہوتا ہے کہ اس میں کذب کا عیب نہیں پایا جاتا اور سچائی کے کمال سے متصف ہے...... مختصر یہ کہ قدرت ہوتے ہوئے کذب سے بچنے اور اس عیب سے ملوث ہونے سے منزہ اور پاک رہنا صفات مدح میں سے ہے۔ جھوٹ پر قدرت ہی نہ ہونے کے باعث جھوٹ نہ بولنا صفات مدح میں سے بالکل نہیں یا اس کی مدح قدرت رکھنے والے کی مدح سے بہت ہی کم درجہ ہے۔''

مخالفین کے شاہ اسماعیل ''شہید'' کی مذکورہ عبارت کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ جھوٹ نہ بولنا اللہ تعالیٰ کے کمالات وصفات مدح میں سے ہے اور صفت کمال اور قابل مدح یہی ہے کہ متکلم باوجود قدرت بلحاظ مصلحت عیب وآلائش سے بچنے کو کذب سے باز رہے۔ نہ کہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے۔ گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا۔ تو لازم ہے کہ کذب الٰہی مقدور وممکن ہو۔

یہ کس قدر ظلم اور گمراہی ہے کہ خود اپنی زبان سے کذب کو عیب ولوث کہتا ہے۔ پھر اسے اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن بھی ٹھہراتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ بتاتا ہے کہ وہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے کہ کہیں عیب اور لوث سے آلودہ نہ ہو جاؤں کذب سے بچتا ہے۔ دیکھو! صاف اعتراف ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عیب دار اور ملوث ہونا ممکن ہے وہ چاہئے تو ابھی عیبی اور ملوث بن جائے۔ مگر یہ امر حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے۔ اس لئے قصداً پرہیز ہے۔ قائل کی یہ دلیل اگر درست مان لی جائے۔ تو پھر معاذ اللہ! خدا تعالیٰ کا عاجز، احمق، جاہل، اندھا، بہرا، گونگا سب کچھ ہونا ممکن ہو جاتا ہے۔ کھانا، پینا، پاخانہ کرنا، بیمار پڑنا، بچہ جننا، اونگھنا، سونا، مرجانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز اور ممکن ٹھہرتا ہے۔

غرض اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمان یقین رکھتے ہیں دفعۃً سب باطل اور بے دلیل ہوجاتے ہیں۔ایک ادنیٰ درجے کا بے علم مسلمان بھی یہ یقین رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہرعیب اور نقص سے پاک ہے۔مگرافسوس! کہ علم وتحقیق اور توحید کے یہ دعویدار اللہ تعالیٰ کیلئے بھی عیب کو جائز بلکہ جھوٹ جیسے بدترین عیب کو بھی خدا تعالیٰ کیلئے ممکن مانتے ہیں۔''شہید بالاکوٹ'' کا عقیدہ آپ نے دیکھ لیا۔

حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف میں اس مسئلہ پر بھی قلم اٹھایا ہے اور مسلک اہل سنت کی وضاحت فرمائی ہے۔چند ایک اقتباسات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ ''پس گوئیا دریں کریمہ ہم خلف وعدہ منفی شد وہم خلف وعید۔''

ترجمہ:''پس گویا اس آیت کریمہ میں خلاف وعدہ کی بھی نفی ہوگئی ۔اور خلاف وعید کی بھی۔''(دفتر اول مکتوب:۲۶۱)

۲۔ ''وایضاً خلف در وعید در رنگ خلف در وعدہ مستلزم کذب است ناشایانِ آنحضرت جل سلطانہ''(دفتر اول مکتوب:۱۶۶)

ترجمہ:''نیز خلف وعید بھی خلف وعدہ کی طرح مستلزم کذب واجب تعالیٰ ہے جو اس کی ذات پاک کے ہرگز شایانِ شان نہیں۔''

۳۔ ''ایں معنی را تجویز نمودن شناعت تمام دارد سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ''[الصفت:۱۸۰]

ترجمہ:''واجب تعالیٰ کے لئے ایسے معنی کو...... جائز قرار دینا جس سے خلاف وعدہ وعید لازم آئے نہایت ہی برا ہے﴿سُبحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ﴾

فوائدومطالب:

یہ ایک ہی مقام کی تین عبارتیں ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

- اللہ تعالیٰ سے جس طرح خلافِ وعدہ کی نفی ہے۔اسی طرح خلافِ وعید کی بھی نفی ہے۔

۞ واجب تعالیٰ کے لئے خلف وعید کو جائز ماننا اتنا ہی قبیح ہے۔ جتنا خلف وعدہ کو جائز ماننا۔

۞ قرآن کریم کی کسی آیت یا نص کے ایسے معنی کرنا جس سے اللہ رب العزت کی ذات کی طرف کذب کی نسبت لازم آئے، نہایت ہی شنیع اور ناروا ہے اور ذات پاک اس سے بالکل بلند و بالا ہے۔﴿سُبحَانَ رَبِّکَ رَبِّ العِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُونَ﴾[الصفت: ۱۸۰] اللہ تعالیٰ درستی عقیدہ کی دولت نصیب فرمائے۔ وَھُوَ الْمُوَفِّقُ لِلسَّدَادِ وَالرِّشَادِ!!

خدا تعالیٰ کے ہر عیب اور نقص سے پاک و منزہ ہونے کا عقیدہ چونکہ اہل سنت و جماعت کے ہاں اجماعی عقیدہ ہے اس لئے اس کی تصریح صرف امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی نہیں فرمائی بلکہ دوسرے بے شمار علماء حق نے بھی صاف صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کذب کے عیب و نقص سے قطعاً پاک و منزہ ہے۔ چنانچہ تائید اور مزید اطمینان کے طور پر چند جید علمائے اہل سنت کی تصریحات بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

۱۔ شرح مقاصد کے مبحث کلام میں ہے:۔

"اَلْکِذْبُ مَحَالٌ بِأَجْمَاعِ الْعُلَمَاءِ لِاَنَّ الْکِذْبَ نَقْصٌ بِاتِّفَاقِ الْعُقَلَاءِ وَھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی......الخ"

(شرح المقاصد، ج۲، ص ۱۰۴، دار المعارف النعمانیہ لاہور)

ترجمہ: "جھوٹ باجماع علماء محال ہے کیونکہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے اور عیب کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے لئے محال ہے۔

۲۔ اسی کی بحث حسن و قبح میں ہے:۔

"قَدْ بَیَّنَّا فِی بَحْثِ الْکَلَامِ اِمْتِنَاعُ الْکِذْبِ عَلَی الشَّارِعِ تَعَالٰی"

(شرح المقاصد، ج۲ ص ۱۵۲، دار المعارف النعمانیہ لاہور)

ترجمہ: "ہم بحث کلام میں ثابت کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عزوجل پر کذب محال ہے۔"

۳۔ اسی کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے:

"مَحَالٌ هُوَ جَهْلُهٗ اَوْ کِذْبُهٗ تَعَالٰی عَنْ ذٰلِکَ"

(شرح المقاصد، المبحث الخامس، ج ۲، ص ۱۵۵)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا جہل یا کذب دونوں محال ہیں وہ ان (عیوب) سے بلند و بالا ہے۔"

۴۔ اسی شرح مقاصد میں ہے:

"اَلْکِذْبُ فِیْ اَخْبَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِیْهِ مَفَاسِدُ لَاتُحْصٰی وَمَطَاعِنُ فِی الْاِسْلَامِ لَاتَخْفٰی مِنْهَا مَقَالُ الْفَلَاسِفَةِ فِی الْمَعَادِ وَمَجَالُ الْمَلَاحِدَةِ فِی الْعِنَادِ وَهٰهُنَا بُطْلَانُ مَاعَلَیْهِ الْاِجْمَاعُ مِنَ الْقَطْعِ بِخُلُوْدِ الْکُفَّارِ فِی النَّارِ، فَمَعَ صَرِیْحِ اَخْبَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی بِهٖ فَجَوَازُ الْخُلْفِ وَعَدْمُ وُقُوْعِ مَضْمُوْنِ هٰذَا الْخَبَرِ مُحْتَمِلٌ، وَلَمَّا کَانَ هٰذَا بَاطِلًا قَطْعًا عُلِمَ اَنَّ الْقَوْلَ بِجَوَازِ الْکِذْبِ فِیْ اَخْبَارِ اللّٰہِ تَعَالٰی بَاطِلٌ قَطْعًا"

(شرح المقاصد، المبحث الثانی، ج ۲، ص ۲۳۸)

ترجمہ: "یعنی خبر الٰہی میں کذب تسلیم کرنے پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں صاف صاف عیب لازم آئیں گے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو کریں گے۔ ملحدین کے لئے اپنے جھگڑوں کی گنجائش نکلے گی۔ کفار کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا کہ بالاجماع یقینی ہے اس پر سے یقین اٹھ جائے گا۔ کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دی ہیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں۔ تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔"

۵۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:۔

"کِذْبُ کَلَامِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَحَالٌ"

(شرح العقائد النسفیہ، ص ۷۱، دارالاشاعت العربیہ قندھار، افغانستان)

ترجمہ: "کلام الٰہی کا جھوٹا ہونا محال ہے۔"

۶۔ طوالع الانوار کی بحث فرع متعلق بمبحث کلام میں ہے:۔

"اَلْکِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰہِ مَحَالٌ" (طوالع الانوار للبیضاوی)

ترجمہ: "جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔"

۷۔ مواقف کی بحث کلام میں ہے:۔

"اَنَّہٗ تَعَالٰی یَمْتَنِعُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ اِتِّفَاقًا اَمَّا عِنْدَ الْمُعْتَزِلَۃِ فَلِاَنَّ الْکِذْبَ قَبِیْحٌ وَھُوَ سُبْحَانَہٗ لَایَفْعَلُ الْقَبِیْحَ وَاَمَّا عِنْدَنَا فَلِاَنَّہٗ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَحَالٌ اِجْمَاعًا"

(مواقف مع شرح المواقف، منشوارت الرضی، قم، ایران ج۸، ص ۱۰۰)

"یعنی اہل سنت اور معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹا ہونا محال ہے۔ معتزلہ تو اس لئے محال کہتے ہیں کہ کذب برا ہے اور اللہ برا فعل نہیں کرتا۔ اور اہل سنت کے نزدیک اس لئے ناممکن ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔

۸۔ مواقف و شرح مواقف کی بحث حسن و قبح میں ہے:۔

"مُدْرِکُ اِمْتِنَاعِ الْکِذْبِ مِنْہُ تَعَالٰی عِنْدَنَا لَیْسَ ھُوَ قُبْحُہُ الْعَقْلِیُّ حَتّٰی یَلْزَمَ مِنْ اِنْتِفَاءِ قُبْحِہٖ اَنْ یَّعْلَمَ اِمْتِنَاعُہٗ مِنْہُ اِذْلَہٗ مُدْرِکٌ اٰخَرُ وَقَدْ تَقَدَّمَ"

(ملخصاً، مواقف و شرح مواقف، ج۸، ص ۱۹۳)

یعنی ہم اشاعرہ کے نزدیک کذب الٰہی کے محال ہونے کی دلیل قبح عقلی نہیں ہے۔ تاکہ اس کے عدم سے لازم آئے کہ کذب الٰہی محال نہ جانا جائے۔ بلکہ اس کے لئے دوسری دلیل ہے جو اوپر گزری یعنی وہی کہ جھوٹ عیب ہے اور اللہ تعالیٰ میں عیب محال ہے۔

۹۔ اسی کتاب (شرح مواقف) کی بحث معجزات میں ہے:۔

"قَدْمَرَّفِی مَسْئَلَةِالْکَلَامِ مِنْ مَوْقِفِ الْاِلٰهِیَّاتِ اِمْتِنَاعُ الْکِذْبِ عَلَیْهِ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی" (مواقف وشرح مواقف، ج۸،ص ۲٤٠)

"یعنی ہم موقف الٰھیات کے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں۔

۱۰۔امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد رحمہ اللہ مسایرہ میں فرماتے ہیں:۔

"یَسْتَحِیْلُ عَلَیْهِ تَعَالٰی سَمَاتُ النَّقْصِ کَالْجُهْلِ وَالْکِذْبِ"

(المسایرة متن المسامرة، طبع جدید لاهور، ص ۳۲٦)

ترجمہ: "عیب کی جتنی نشانیاں ہیں جیسے جہل وکذب سب اللہ تعالیٰ پر محال ہیں۔"

۱۱۔علامہ کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریفؒ اس کی شرح مسامرہ میں فرماتے ہیں:۔

"لَاخِلَافَ بَیْنَ الْاَشْعَرِیَّةِوَغَیْرِهِمْ فِیْ اِنَّ کُلَّ مَاکَانَ وَصْفُ نَقْصٍ فَالْبَارِیْ تَعَالٰی مُنَزَّهٌ وَهُوَمَحَالٌ عَلَیْهِ تَعَالٰی وَالْکِذْبُ وَصْفُ نَقْصٍ"

یعنی اشاعرہ اور غیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف میں کہ جو کچھ صفت عیب ہے باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر ممکن نہیں اور کذب صفت عیب ہے۔

۱۲۔امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

"قَوْلُهٗ تَعَالٰی:﴿فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ﴾[البقرة:۸۰] یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ الْکِذْبِ فِیْ وَعْدِهٖ وَوَعِیْدِهٖ قَالَ اَصْحَابُنَالِاَنَّ الْکِذْبَ صِفَةُنَقْصٍ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰهِ تَعَالٰی مَحَالٌ وَقَالَتِ الْمُعْتَزِلَةُ لِاَنَّ الْکِذْبَ قَبِیْحٌ لِاَنَّهٗ عَیْبٌ فَیَسْتَحِیْلُ اَنْ یَّفْعَلَهٗ فَدَلَّ عَلٰی اَنَّ الْکِذْبَ مِنْهُ مَحَالٌ" (تفسیر کبیر، لمکتبة الهیه مصر، ج۳،ص ۱۵۹)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کرے گا دلالت کرتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے ہر وعدہ اور وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے ہمارے اصحاب اہل سنت

وجماعت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے اور اللہ عزوجل کی ذات میں نقص محال ہے۔اور معتزلہ اس دلیل سے ممتنع مانتے ہیں کہ کذب قبیح لذاتہ ہے تو باری تعالیٰ سے صادر ہونا محال ہے۔غرض ثابت ہوا کہ کذب الٰہی اصلاً امکان نہیں رکھتا۔''

۱۳۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَتَمَّتْ کَلِمَةُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِهٖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾(الانعام:۱۱۵) ترجمہ:''پوری ہے بات تیرے رب کی سچ اور انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں اس کی باتوں کا اور وہی ہے سنتا جانتا۔''

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:۔

''اِعْلَمْ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ كَلِمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى مَوْصُوْفَةٌ بِصِفَاتٍ كَثِيْرَةٍ(الی ان قال)اَلصِّفَةُ الثَّانِيَةُ:مِنْ صِفَاتِ كَلِمَةِ اللّٰهِ كَوْنُهَا صِدْقًا، وَالدَّلِيْلُ عَلَيْهِ اَنَّ الْكِذْبَ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَحَالٌ''(تفسیر کبیر ج ۵،ص ۱۲۵،مکتبۃ علوم اسلامیہ،لاہور)

ترجمہ:''یہ آیت بتاتی ہے اللہ تعالیٰ کی بات بہت صفتوں سے موصوف ہے ان میں سے اس کا سچا ہونا ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔''

۱۴۔یہی امام اسی مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

''صِحَّةُ الدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ مَوْقُوْفَةٌ عَلٰى اَنَّ الْكِذْبَ عَلَى اللّٰهِ مَحَالٌ''

ترجمہ:''دلائل قرآن وحدیث کا صحیح ہونا اس پر موقوف ہے کہ کذب الٰہی محال مانا جائے۔''

۱۵۔یہی امام رازی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت:﴿مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ﴾[مریم:۳۵]

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ اس کی اولاد ہو وہ اس سے پاک اور منزہ ہے۔''

کے تحت بعض دلائل معتزلہ کے رد میں فرماتے ہیں:۔

"اَجَابَ اَصْحَابُنَا عَنْهُ بِاَنَّ الْكِذْبَ مَحَالٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى"

ترجمہ: "اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الٰہی محال ہے۔"

۱۶۔علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے شرح مقاصد میں نقل فرماتے ہیں:۔

"صَدَقَ كَلَامُهٗ تَعَالٰى لِمَا كَانَ عِنْدَنَا اَزْلِيًّا اِمْتَنَعَ كِذْبُهٗ ،لِاَنَّ مَاثَبَتَ قِدَمُهٗ اِمْتَنَعَ عَدَمُهٗ" (شرح مقاصد، دار المعارف نعمانیہ لاہور، ج ۲ ص ۲۳۷)

ترجمہ: "خدا تعالیٰ کے کلام کا صدق جبکہ اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کیونکہ جس چیز کا قدم (قدیم ہونا) ثابت ہے اس کا عدم (نہ ہونا) محال ہے۔"

۱۷۔تفسیر بیضاوی شریف میں ہے:۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء: ۸۲) اِنْكَارُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ اَكْثَرَ صِدْقًا مِنْهُ فَاَنَّهٗ لَا يَتَطَرَّقُ الْكِذْبُ اِلٰى خَبَرِهٖ بِوَجْهٍ لِاَنَّهٗ نَقْصٌ وَهُوَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَحَالٌ"

(تفیسر بیضاوی، تحت آیت مذکورہ، ص ۹۲ مصطفیٰ البابی مصر)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اس آیت میں انکار فرماتا ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو۔ کیونکہ اس کی خبر تک تو کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں۔ کیونکہ کذب عیب ہے اور عیب کا پایا جانا اللہ تعالیٰ میں محال ہے۔"

۱۸۔تفسیر مدارک شریف میں ہے:۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا﴾ (النساء: ۸۲) تَمْيِيْزٌ وَهُوَ اِسْتِفْهَامٌ بِمَعْنَى النَّفْيِ اَيْ لَا اَحَدَ اَصْدَقُ مِنْهُ فِيْ اَخْبَارِهٖ وَوَعْدِهٖ وَوَعِيْدِهٖ لِاسْتِحَالَةِ

الْکِذْبُ عَلَیْہِ (تعالیٰ) لِقُبْحِہٖ لِکَوْنِہٖ اَخْبَارًا عَنِ الشَّیْءِ بِخِلَافِ مَاھُوَ عَلَیْہِ" (مدارک التنزیل، تحت آیت مذکورہ، جز۱، ص۱۸۷)

ترجمہ: "اس آیت میں استفہام انکاری ہے یعنی خبر، وعدہ اور وعید کسی بات میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا نہیں کہ اس کا کذب تو محال بالذات ہے کیونکہ خود اپنے معنی ہی کے رو سے قبیح ہے کیونکہ کذب خلاف واقع خبر دینے کا نام ہے۔"

۱۹۔ تفسیر ابوالسعود میں ہے:۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا﴾ (النساء:۸۲) اِنْکَارٌ لِاَنْ یَّکُوْنَ اَحَدٌ اَصْدَقَ مِنْہُ تَعَالٰی فِیْ وَعْدِہٖ وَسَائِرِ اَخْبَارِہٖ وَبَیَانٌ لِاِسْتِحَالَتِہٖ کَیْفَ لَا وَالْکِذْبُ مَحَالٌ عَلَیْہِ سُبْحٰنَہٗ دُوْنَ غَیْرِہٖ"

(تفسیر ابو السعود، دار احیاء التراث العربی بیروت، ج۲، ص۱۲۔۲۱۱)

ترجمہ: "آیت ہذا میں انکار ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچا ہو، وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور اس کے محال ہونے کا بیان ہے اور محال کیوں نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کذب تو ممکن ہی نہیں۔ بخلاف دوسروں کے۔"

۲۰۔ تفسیر روح البیان میں ہے:۔

﴿وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا﴾ (النساء:۸۲) اِنْکَارٌ لِاَنْ یَّکُوْنَ اَحَدٌ اَکْثَرَ صِدْقًا مِنْہُ فَاِنَّ الْکِذْبَ نَقْصٌ وَھُوَ عَلَی اللّٰہِ مَحَالٌ دُوْنَ غَیْرِہٖ" (ملخصاً، تفسیر روح البیان، ج۲، ص۲۵۵)

ترجمہ: "اور کون شخص زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات میں، یہ آیت اس امر کا انکار فرماتی ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے صدق میں زیادہ ہو، کیونکہ کذب عیب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے نہ اس کے غیر پر۔"

۲۱۔ شرح السنوسیہ میں ہے:۔

"اَلْکِذْبُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَحَالٌ لِاَنَّہٗ دَنَاءَۃٌ"(شرح السنوسیہ

ترجمہ: "کذب اللہ تعالیٰ پر محال ہے کیونکہ وہ کمینہ پن ہے۔"

۲۲۔ سیف الدین ابہری کی شرح مواقف میں ہے:۔

"مُمْتَنِعٌ عَلَیْہِ الْکِذْبُ اِتِّفَاقًا لِاَنَّہٗ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَحَالٌ اِجْمَاعًا"(شرح المواقف، تلمیذ مصنف)

ترجمہ: "کذب الٰہی بالاتفاق محال ہے کہ وہ عیب ہے اور ہر عیب اللہ تعالیٰ پر بالاجماع محال ہے۔"

۲۳۔ شرح عقائد جلالی میں ہے:۔

"اَلْکِذْبُ نَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَیْہِ مَحَالٌ فَلَایَکُوْنُ مِنَ الْمُمْکِنَاتِ وَلَاتَشْمِلُہُ الْقُدْرَۃُ کَسَائِرِوُجُوْہِ النَّقْصِ عَلَیْہِ تَعَالٰی کَالْجَھْلِ وَالْعَجْزِ"(الدوانی علی العقائد العضدیۃ، مطبع مجتبائی دھلی، ص ۷۳)

ترجمہ: "جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ تو کذب الٰہی ممکنات میں سے نہیں، نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے۔ جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل وعجز الٰہی کہ سب محال ہیں اور صلاحیت سے خارج۔"

۲۴۔ اسی شرح عقائد جلالی میں ہے:۔

"لَایَصِحُّ عَلَیْہِ تَعَالٰی الْحَرْکَۃُ وَلَاانْتِقَالُ وَلَاالْجَھْلُ وَلَاالْکِذْبُ لِاَنَّھُمَانَقْصٌ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَحَالٌ"

(بحث "لیس" مطبع مجتبائی دھلی ص ۶۶۔۶۷)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے لئے حرکت، انتقال، جہل اور کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور اللہ میں عیب کا ہونا محال ہے۔"

۲۵۔ کنز الفوائد میں ہے:۔

"قُدِّسَ تعالٰی شَانُہٗ عَنِ الْکِذْبِ شَرْعًا وَّعَقْلًا اِذْھُوَ قَبِیْحٌ یُدْرِکُ الْعَقْلُ قُبْحَہٗ مِنْ غَیْرِ تَوَقُّفٍ عَلٰی شَرْعٍ فَیَکُوْنُ مُحَالًا فِیْ حَقِّہٖ تَعَالٰی عَقْلًا وَشَرْعًا کَمَا حَقَّقَہٗ ابْنُ الْھُمَامِ وَغَیْرُہٗ" (کنز الفوائد)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی ذات کو شرع اور عقل دونوں لحاظ سے کذب سے پاک مانا گیا ہے اس لئے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے۔ بغیر اس کے کہ اس کا پہنچنا شرع پر موقوف ہو، تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً وشرعاً ہر طرح محال ہے۔ جیسا کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق کی ہے۔

۲۶۔ مولانا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ اکبر مصنفہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں فرماتے ہیں:۔

"اَلْکِذْبُ عَلَیْہِ (تَعَالٰی) مُحَالٌ" (شرح فقہ اکبر از ملا علی قاری، ص ۲۲)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔"

۲۷۔ مسلم الثبوت میں ہے:۔

"اَلْمُعْتَزِلَۃُ قَالُوْا لَوْلَا کَوْنُ الْحُکْمِ عَقْلِیًّا لَمْ یَمْتَنِعِ الْکِذْبُ مِنْہُ تَعَالٰی عَقْلًا، وَالْجَوَابُ اَنَّہٗ نَقْصٌ فَیَجِبُ تَنْزِیْھُہٗ تَعَالٰی عَنْہُ کَیْفَ وَقَدْمَرَّ اَنَّہٗ عَقْلِیٌّ بِاتِّفَاقِ الْعُقَلَاءِ لِاَنَّ مَایُنَافِی الْوُجُوْبَ الذَّاتِیَّ مِنْ جُمْلَۃِ النَّقْصِ فِیْ حَقِّ الْبَارِیْ تَعَالٰی وَمِنَ الْاِسْتِحَالَاتِ الْعَقْلِیَّۃِ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ"

(ملخصا مع الشرح، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ج ۱، ص ۴۶)

ترجمہ: "خلاصہ یہ ہے کہ معتزلہ نے اہل سنت سے کہا اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال نہ رہے حالانکہ اسے ہم تم بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں۔ اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب اس لئے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں۔ اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلاء کا اجماع ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کذب

الوہیت کی ضد ہے۔اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی۔''

۲۸۔مولانا نظام الدین سہالی رحمہ اللہ علیہ اس (مسلم الثبوت) کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''اَلْکِذْبُ نَقْصٌ لِاَنَّ مَایُنَافِی الْوُجُوْبِ الذَّاتِیُ مِنَ الْاِسْتِحَالَاتِ الْعَقْلِیَّۃِ بِذٰلِکَ اَثْبَتَ الْحُکَمَاءُ الَّذِیْنَ ھُمْ غَیْرُ مُتَشَرِّعِیْنَ بِشَرِیْعَۃٍ فَاَنَّ الْوُجُوْبَ وَالْکِذْبَ لَایَجْتَمِعَانِ کَمَابُیِّنَ فِی الْکَلَامِ''

(شرح مسلم الثبوت، نظام الدین سہالی)

ترجمہ:''جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے اسی دلیل سے وہ حکماء تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے۔کیونکہ خدائی اور دروغ گوئی جمع نہیں ہوسکتیں۔جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہوچکا ہے۔''

۲۹۔مولانا بحر العلوم عبد العلی رحمۃ اللہ علیہ فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں:۔

''اَللّٰہُ تَعَالٰی صَادِقٌ قَطْعًا لِاِسْتِحَالَۃِ الْکِذْبِ ھُنَاکَ''

(فواتح الرحموت، منشورات الشریف الرضی قم ایران، ج۱، ص ۶۲)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب کا امکان ہی نہیں۔''

۳۰۔حضرت شاہ عبد العزیز صاحب شاہ اسماعیل ''شہید بالاکوٹ'' کے حقیقی چچا تفسیر عزیزی میں آیت ﴿فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗ﴾ [البقرۃ: ۸۰] کے تحت فرماتے ہیں:۔

''خبر او (تعالیٰ) کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی است عظیم کہ ہرگز بصفاتِ اوراہ نمی یابد...... در حق او تعالیٰ کہ مبرا از جمیع عیوب و نقائص ست خلاف خبر مطلقاً نقصان (محض) است۔'' (فتح العزیز، ج۱، ص ۳۰۷)

ترجمہ:''اللہ تعالیٰ کی خبر اس کا کلام ازلی ہے اور جھوٹا ہونا کلام میں نقصان عظیم ہے کہ

بزرگان دین وصال فرما جائیں اور مرشد کامل میسر نہ آئے تو ایسے وقت میں کیا کرنا چاہیے؟ تاکہ دین وایمان سلامت رہے۔'' آپ نے فرمایا: ''گذشتہ بزرگوں کے حالات وواقعات پڑھا اور سنا کرو۔''

عرس ایسی ہی ایک مجلس کا نام ہے۔ جس میں کاملین کے حالات، ان کی سیرت پاک، ان کے ارشادات عالیہ اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا بیان اور تذکرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایماندار ایسی مبارک، روح پرور اور پند ونصیحت سے لبریز محفل کو حرام و بدعت کہنے کی جرات نہیں کرسکتا۔ اہل سنت وجماعت جس عرس کو جائز کہتے ہیں وہ یہی ہے۔

افسوس! کہ مخالفین نے اپنی کتابوں میں جابجا مطلق عرس شریف کی مذمت کی ہے۔ اور اسے حرام وبدعت قرار دیا ہے، اور صاف لکھا ہے کہ: ''کوئی عرس جائز نہیں''۔ ایسا فتویٰ بلاشبہ زیادتی اور جائز کو ناجائز بنانا ہے۔

خواہشات ومنکرات، فسق وفجور، لہو ولعب اور ناچ گانے کی مجالس نہ عرس ہیں اور نہ ان کو عرس کا نام دینا روا اور درست ہے اور نہ ایسی مجالس شنیعہ (بری مجالس) کو اہل سنت وجماعت جائز ومستحب کہتے ہیں۔ جو شخص ان مجالس قبیحہ کو سامنے رکھ کر اصل عرس کی مذمت وتضحیک کرتا ہے اور حرام وبدعت قرار دیتا ہے۔ وہ سراسر زیادتی کرتا ہے۔ اور ذکر خیر کو روکتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں دین کی تبلیغ سے لوگوں کو منحرف کرتا ہے۔

اب ہم مجدد صاحب قدس سرہٗ کا مسلک ان کے اپنے ارشادات میں پیش کرتے ہیں۔ حضرت شیخ فرید قدس سرہٗ کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

''درایام عرس حضرت خواجہ جیو قدس سرہٗ بحضرت دہلی رسید بخاطر داشت کہ در ملازمت علیہ نیز برسد دریں اثناء خبر کوچ منتشر گشت۔ بضرورت توقف نمودہ ...... الخ''۔ (دفتر اول مکتوب ص ۲۳۳)

ترجمہ: ''حضرت خواجہ جیو قدس سرہ کے عرس مبارک کے ایام میں (فقیر) دہلی آیا ارادہ

تھا کہ حضرت (شیخ فرید قدس سرہٗ) کی خدمت عالی میں بھی حاضر ہو، آنے کی تیاری میں ہی تھا کہ آپ کے تشریف لے جانے کی خبر مشہور ہوئی تو ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔"

توضیح عبارت:

یہ عبارت بصراحت بتا رہی ہے کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کسی بزرگ کے عرس میں شمولیت کے لئے دہلی تشریف لائے، عرس میں شرکت یا عرس کے لئے سفر اگر بدعت ہوتا تو حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ ہرگز اسے اختیار نہ فرماتے۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس سے منع کرتے۔ بدعت کے متعلق حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ کے نظریات بالکل واضح ہیں۔ ان کے پیش نظر ضرور تھا کہ آپ شرکت عرس سے شدت سے منع کرتے، مگر سارے مکتوبات کو چھان دیکھئے کسی بھی جگہ ممانعت عرس نہیں ملے گی۔ حالانکہ آپ کے زمانہ میں عرسوں کا رواج تھا جیسا کہ مذکورہ عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

نیز آپ کے صاحبزادے سلطان ملک ولایت، مالک سریر نیابت، فارس مضمار کمال، خازن اسرار جلال و جمال، آسمان ہدایت کے ستارے اور افق نیابت کے آفتاب، قیوم العالمین وارث انبیاء والمرسلین الشیخ محمد معصوم فاروقی النسب محمدی الحسب رضی اللہ عنہ۔ حضرت امام ربانی کے عرس شریف میں شرکت کے بارے میں اپنا حال تحریر فرماتے ہیں:۔

"چند روز است کہ ایں مسکیں را درد تخفیف است۔ چنانچہ در مجلس عرس پیر دستگیر در ڈولی نشستہ چند ساعت حاضر شدہ بود۔"

(مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم دفتر ۳ ۶۸۲ ص ۱۰۸ مطبوعہ امرتسر)

ترجمہ: "چند روز سے اس مسکین کو درد کا قدرے آرام ہے، چنانچہ ڈولی میں بیٹھ کر چند گھڑیوں کے لئے اپنے پیر دستگیر، مجدد صاحب قدس سرہٗ کی مجلس عرس میں حاضر ہوا۔"

عرس کا مذاق اڑانے والے ذرا اس عبارت کو غور سے پڑھیں !!!

حضرت قطب العالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب ص ۱۸۲ر میں مولانا جلال الدین قدس سرہٗ کو لکھتے ہیں:۔

''اعراس پیراں برسنت پیران بہ سماع وصفائی جاری دارند۔''

ترجمہ:''پیران طریقت کے عرس بزرگوں کے طریقے پر سماع اور صفائی کے ساتھ جاری رکھیں۔''

صفائی کے لفظ سے منکرات سے خالی ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:۱۸۲۳ء) ہر سال اپنے والد کا عرس کرتے تھے۔ مولوی عبدالحکیم ملتانی نے آپ پر یہ اعتراض کیا کہ تم نے عرس کو فرض سمجھ لیا ہے۔ سال بسال کرتے ہو اس کا درج ذیل جواب شاہ صاحب نے دیا۔ جو زبدۃ النصائح صفحہ ۴۲ر پر مرقوم ہے، آپ فرماتے ہیں:۔

''ایں طعن مبنی است بر جہل بہ احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ مقررہ را ہیچ کس فرض نمید اندآری زیارت وتبرک بقبور صالحین ......وتلاوت قرآن ودعائے خیر وتقسیم طعام وشیرینی امر مستحسن وخوب است باجماع علماء وتعین روز عرس آن است کہ آن روز مذکر انتقال ایشان میباشد از دار العمل بدار الثواب۔''

(زبدۃ النصائح،ص ۴۲،طبع قدیم

ترجمہ:''یہ طعن جس پر کیا جا رہا ہے اس کے حالات سے بے خبری اور جہالت کی بناء پر ہے اس لئے کہ سوائے فرائض مقررہ شرعیہ کے کوئی شخص کسی شے کو فرض نہیں جانتا۔ ہاں یہ بات ضرور ہے کہ زیارتِ قبور اور قبورِ صالحین سے برکت حاصل کرنا قرآن مجید کی تلاوت، دعائے خیر، تقسیم طعام وشیرینی بالاتفاق علماء کرام مستحسن اور اچھا کام ہے اور روز عرس کے تعین کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن ان کے دار عمل سے دار ثواب کی یاد تازہ کرتا ہے۔''

مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں تو عرس وغیرہ کو صریح شرک قرار دیا ہے۔ مگر صراط مستقیم میں اسی عرس کو خوب ٹھیک قرار دیا ہے۔ چنانچہ صراط مستقیم مطبوعہ مجتبائی ص ۵۵ پر لکھتے ہیں:۔

''پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا واعراس و نذر ونیاز اموات شک وشبہ نیست۔''

ترجمہ: ''یعنی فاتحہ اور عرس اور اموات کے لئے نذر ونیاز میں اس قدر بیان کردہ خوبی و اچھائی میں کوئی شک وشبہ نہیں۔''

بعض لوگ کہتے ہیں کہ کیا عرس کا ثبوت حدیث نبوی اور فعل صحابہ سے بھی ملتا ہے۔ جواباً گزارش ہے کہ فقہ کی مشہور کتاب ردالمختار میں ہے:۔

''رُوِیَ عَنْ اِبِیْ شَیْبَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ بِاُحُدٍ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ''

ترجمہ: ''ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں احد شریف میں شہداء احد کی قبروں پر آتے تھے۔''

امام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَأْتِیْ قُبُوْرَ شُھَدَاءِ عَلٰی رَأْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃُ ھٰکَذَا کَانُوْا یَفْعَلُوْنَ''

ترجمہ: ''بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے شروع میں شہداء کی قبور پر تشریف لاتے تھے اور آ کر فرماتے تھے ''فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ'' اور چاروں خلفاء بھی ایسا ہی کرتے تھے۔''

ان احادیث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے شروع میں

شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے اور کچھ پڑھتے اوراسی طرح خلفاء راشدین بھی کرتے تھے۔ تو اگر ہم لوگ ہر سال بزرگوں کے عرس میں حاضر ہوکر کچھ پڑھ کر بخشتے ہیں تو یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے خلاف نہیں۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فعل کی اقتداءاور اتباع ہے اور کارِ ثواب ہے۔

اگر کوئی یہ کہے کہ مطلق عرس اور ایصال ثواب تو جائز ہے اور اس کے مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ مگر ان کا تعین اور ایصال ثواب کی تاریخ کی تخصیص ناجائز ہے، تو اس کے متعدد جوابات ہیں۔

۱۔ عرس اور ایصال ثواب وغیرہ میں تخصیصات وتعینات عرفی ہیں، شرعی نہیں۔ اور ان تخصیصات وتعینات کی حیثیت بالکل ایسی ہے کہ جیسے کسی دینوی کام کی انجام دہی کے لئے پہلے سے دن کا تعین اور اس کام کی انجام دہی کی نوعیت کا مخصوص خاکہ ذہن میں رکھا جاتا ہے۔

۲۔ جب تک ان خصوصیات میں سے کوئی خصوصیت شرعاً ممنوع اور ناجائز قرار نہ پائے تمام خصوصیات کے ساتھ ایصال ثواب جائز ہی رہے گا۔ اور ناجائز کہنے والے پر خصوصیت کی ممانعت ثابت کرنا ہوگی۔

۳۔ جب مطلق ایصال ثواب کرنا جائز ہے تو اسے ایک تاریخ میں جائز کہنا اور دوسری تاریخوں میں ناجائز کہنا خلاف شرع ہے۔ کیونکہ یہ اطلاق شرعی کو اپنی رائے سے مقید کرنا ہے۔ اور یہ ناجائز ہے۔

۴۔ اہل سنت و جماعت ان قیودات اور خصوصیات کو قطعاً ضروری اور لازم قرار نہیں دیتے۔ کسی مسلمان کے متعلق خواہ مخواہ بدظنی روا نہیں یہ جتنی تخصیصات ہیں سب عرفی ہیں۔ شرعی تخصیصات نہیں۔

۵۔ آج کل عموماً مسلمان مساجد میں اوقات نماز گھڑیوں میں مقرر کرتے ہیں کہ اتنے بج کر اتنے منٹ پر فلاں نماز ہوگی، تو کیا اس طرح نماز کا وقت مقرر کرنا ممنوع ہے؟

۶۔ اسی طرح مدرسہ کی تعمیر نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سے۔بات وہی ہے کہ اصل تبلیغ دین کتاب وسنت سے ثابت ہے۔آگے اس کے طریق کار کی خصوصیات محض عرفی ہیں۔

۷۔ صحابہ کرام، تابعین عظام حتی کہ امام اعظم، امام ابو یوسف وامام محمد رحمۃ اللہ علیہم تک بھی علم دین کی اجرت نہ لیتے تھے۔اب علم دین کے پڑھانے پر تنخواہیں مقرر ہیں تو کیا تنخواہوں کے تقرر کے ساتھ تعلیم دین ناجائز اور ناروا ہے۔اگر ناروا ہے تو پھر مخالفین بڑی بڑی تنخواہیں لے کر کیوں دین فروشی میں مصروف ہیں؟

۸۔ آج کل چندہ دینے والوں کی نمائش ہوتی ہے۔ان کے نام سال بہ سال کتابوں میں چھپتے ہیں۔اس طرح کا طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام اور ائمہ دین سے کب ثابت ہے۔حالانکہ یہ نمائش زیادہ تر مخالفین ہی کرتے ہیں۔اور لمبے چوڑے گوشوارے چھاپتے ہیں۔آ جا کر سارا نزلہ عرس اور ایصال ثواب کے مروجہ جائز طریقوں پر ہی گرتا ہے۔دراصل یہ ایصال ثواب وغیرہ کے انکار کے مختلف بہانے ہیں۔

۹۔ اسی طرح امور خانہ داری، کام، ملاقات، سیر وتفریح، کھانے، اور سونے وغیرہ کے لئے اوقات مقرر کرنا جائز نہیں ہونا چاہیے۔کہ ان کا جواز شرع میں مطلق ہے۔اور تخصیص بدعت ہے تو پھر بدعت بدعت پکارنے والوں کو ان کے قریب بھی نہ آنا چاہیے۔ورنہ کل ضلالۃ فی النار کے تحت دوزخی قرار پائیں گئے۔عرس، گیارہویں اور چہلم وغیرہ کو منع کرنے والے اپنے لباس، وضع قطع اور ہر معاملے میں خصوصیات کو روا رکھتے ہیں مگر مذکورہ امور میں خصوصیت آئی اور بدعت کا حکم لگا۔اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ نفس ایصال ثواب ہی روکنا چاہتے ہیں۔اور اس مقصد کے لئے خصوصیات میں بحث کرتے ہیں۔

باب نمبر 10:

تصور شیخ

اپنے مرشد کی صورت کا نقشہ دل میں حاضر کرنا اوراس کے واسطے سے فیض ربانی کا منتظر ہونا ایک جائز اور درست فعل ہے۔اور صوفیاء ومشائخ طریقت کا معمول بہ عمل ہے۔حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے مخالفین عقیدت ومحبت کا رشتہ ظاہر کرتے ہیں۔حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ نے تصور شیخ کے جواز وصحت کی مکتوبات میں تشریح کی ہے۔اوراس کی برکات اور فوائد بیان فرمائے ہیں۔مگر مخالفین اوران کے اکابر تصور شیخ کو شرک قرار دیتے ہیں۔لہٰذا حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں اہل سنت وجماعت کے مسلک ومشرب کی وضاحت بھی ضروری ہے۔تاکہ اصل حقیقت نمایاں ہو۔اور مسلک اہل سنت وجماعت کی تائید وتقویت کا باعث ہو۔اوراس امر کا انکشاف بھی ہو کہ ان لوگوں کے خیالات حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے نظریات وعقائد سے یکسر مختلف ہیں۔اور مخالفین کا چشتی وقادری وغیرہ کہلانا اور ظاہر کرنا محض فریب عوام کے لئے ہے۔

دراصل یہ لوگ ﴿یَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ﴾[آل عمران:۱۶۷] کے مصداق ہیں۔

ا۔ ''پس درابتداء ودرتوسط مطلوب رابے آئینہ پیر نمیتوان دید۔'' (مکتوب ص ۱۶۹ دفتر اول)

ترجمہ:''پس ابتداء اور درمیان میں مطلوب کو پیر کے آئینہ کے بغیر نہیں دیکھا جاسکتا اور انتہا میں آئینہ پیر کے واسطے کے بغیر ہی مطلوب کا جمال جلوہ گر ہوجاتا ہے۔''

۲۔ ''تاکدام دولت مندرا بآن سعادت مستعد سازند حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالیٰ

سرہٗ العزیز در فقرات مے آرند کہ ع سایہ رہبر بہ است از ذکر حق بہ گفتن بہ اعتبار نفع است'' (مکتوب ۱۸۷ دفتر اول)

ترجمہ: ''دیکھیں یہ دولت کس سعادتمند کو عطا کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہٗ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: رہبر کا سایہ ذکر حق کرنے سے زیادہ بہتر ہے ،زیادہ بہتر کہنا نفع کے اعتبار سے ہے۔''

۴۔ اگر در ذکر گفتن صورت پیر بے تکلف ظاہر شود آنرا نیز بقلب باید برود در قلب نگاہ داشتہ ذکر باید گفت میدانکہ کسی پیر کیست پیر آنکس است کہ از طریق وصولی بجناب قدس خداوندی جلشانہ نہ استفادہ نمانی و مدد و اعانتہا۔ (مکتوب ۱۹۰ دفتر اول)

ترجمہ: ''اگر بوقت ذکر الٰہی بے تکلف پیر کی صورت ظاہر ہو تو اسے بھی دل میں لے جائے۔ اور دل میں بٹھا کر ذکر کرے۔ تم جانتے ہو پیر کیسی ہستی ہے۔ پیر وہ ذات ہے کہ جناب قدس خداوندی جل شانہ تک پہنچنے کے راستے میں اس سے استفادہ کرتے ہو۔ اور اس سے اس راہ میں طرح طرح کی مدد و عانت حاصل کرتے ہو۔''

۵۔ خواجہ محمد اشرف ورزش نسبت رابطہ را نوشتہ بودند کہ بحدے استیلاء یافتہ است کہ در صلوٰۃ آنرا مسجود خود میدانند و مے بیند اگر فرضا نفی میکند منتفی نمیگردد، محبت اطوار ایں دولت متمنائے طلاب ست از ہزاراں یکے را مگر بدہند۔ صاحب ایں معاملہ مستعد تام المناسبت است تحمل کہ باندک صحبت شیخ مقتدا جمیع کمالات او را جذب نماید۔ رابطہ را چرا نفی کند کہ او مسجود الیہ است نہ مسجود لہ۔ چرا محاریب و مساجد را نفی نکند۔ ظہور ایں قسم دولت سعادتمنداں را میسر است تا در جمیع احوال صاحب رابطہ را متوسط خود دانند و در جمیع اوقات متوجہ او باشند نہ در رنگ جماعت بیدولت کہ خود را مستغنی دانند و قبلہ توجہ را از شیخ خود منحرف سازند و معاملہ خود را برہم زنند۔ (مکتوب ۳۰ دفتر دوم)

ترجمہ: ''خواجہ محمد اشرف صاحب نے نسبت رابطہ (تصور شیخ) کی ورزش کے متعلق

لکھا تھا: ''کہ نسبت رابطہ (تصورشیخ) کا اس حدتک غلبہ ہو چکا ہے۔ کہ نماز کے اندر بھی اپنے شیخ مقتداء کو مسجود (جس کو سجدہ کیا جائے) جانتا اور دیکھتا ہے بالفرض تصور شیخ کو ہٹانے کی کوشش بھی کرتا ہے تو نہیں ہٹتا۔'' اے محبت والے یہ دولت (تصورشیخ کی یہ کیفیت) وہ شے ہے جس کی طالبان صادق آرزو رکھتے ہیں۔ یہ کیفیت ہزاروں میں سے کسی ایک کو نصیب ہوتی ہے (تصورشیخ کی یہ کیفیت) فیض معرفت کے لئے مستعد اور اپنے شیخ مقتدا کے ساتھ پوری مناسبت رکھتا ہے ایسے شخص کے متعلق یہ احتمال ہے کہ صرف چند روزہ صحبت سے اپنے شیخ مقتدا کے کمالات اپنے اندر جذب کرے، نسبت رابطہ (تصورشیخ) کی نفی نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ تو مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) ہے نہ کہ مسجود لہ (جس کو سجدہ کیا جائے) مسجدوں محرابوں کی نفی کیوں نہیں کرتے (حالانکہ ان کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے) ایسی دولت کا ظہور سعادت مندوں کو میسر آتا ہے۔ تاکہ تمام حالات میں صاحب رابطہ (شیخ مقتدا کو فیض کا واسطہ جانتے رہیں اور تمام اوقات اسی) شیخ مقتدا کی جانب متوجہ رہیں۔ ان بے نصیبوں کی طرح نہیں جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔ اور اپنی توجہ کا قبلہ اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں۔ اور اپنے معاملہ طریقت کو تباہ و برباد کر لیتے ہیں۔''

عبارت مندرجہ بالا کا خلاصہ:

- نسبت رابطہ (تصورشیخ) وہ عظیم دولت ہے جس کی طالبان صادق تمنا کرتے ہیں۔
- ہزاروں میں سے کسی ایک کو یہ دولت وسعادت نصیب ہوتی ہے۔
- ایسی نسبت کا حامل ذی استعداد ہوتا ہے۔ ایسے شخص میں اخذ فیض کی پوری صلاحیت ہوتی ہے۔
- ایسا شخص چند روزہ صحبت سے درجہ کمال کو پہنچ جاتا ہے۔

- لہٰذا تصور شیخ کی نفی کرنا اور اسے اپنے دل سے ہٹانا اچھا نہیں۔ کیونکہ نماز میں بھی اگر بے اختیار اس تصور کا غلبہ رہتا ہے۔ تو اس تصور کو محض مسجود الیہ (جس کی طرف سجدہ کیا جائے) کی حیثیت حاصل ہے، جس طرح مساجد اور مساجد کے محراب۔ اس تصور کی حیثیت مسجود لہ (جس کو سجدہ کیا جائے) کی نہیں کہ شرک لازم آئے اور اس کی نفی کی ضرورت پڑے۔
- نیز مرید تمام حالات میں اپنے شیخ کو مقتدا کا واسطہ جانے۔
- جمیع اوقات میں اپنے شیخ کی طرف ہی متوجہ رہے۔
- ان محروم القسمت لوگوں کی طرح ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ جو اپنے آپ کو بے نیاز جانتے ہیں۔ اور اپنی توجہ کا قبلہ شیخ مقتداء کو نہیں بناتے۔
- کیونکہ ایسے لوگوں کا معاملہ طریقت تباہی و بربادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اور خسارے کے سوا ان کو کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

افسوس! کہ اسی تصور شیخ اور رابطہ کو مخالفین کے مقتداء و امام مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم میں گاؤ خر کے تصور میں ڈوب جانے سے بدرجہا بدتر لکھا ہے۔[1]

"بہ بیں تفاوت راہ از کجا ست تا بہ کجا"!

مکتوبات شریف میں اس عبارت کے علاوہ بھی تصور شیخ کے متعلق متعدد مقامات پر حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے گفتگو فرمائی ہے۔ اور اس کو جائز و درست قرار دیا ہے۔ بخوف طوالت فی الحال اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔ منصف مزاج کے لئے اسی قدر کافی ہے۔

وَالسَّلاَمُ اَوَّلاً وَّاٰخِراً وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ!!

---

[1] مولوی اسماعیل دہلوی کے پیر سید احمد رائے بریلوی نے تو شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ کو کہہ دیا تھا کہ تصور شیخ صریح شرک ہے۔ ملاحظہ ہو سید احمد شہید مولفہ غلام رسول مہر!

باب نمبر 11:

حیات الانبیاء بعد الوفاۃ

علیہم الصلوۃ والسلام

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنے مقابر مقدسہ میں زندہ اور حیات ہیں۔ اور ان پر موت کا ورود وعدہ خداوندی کے مطابق محض ایک آن کے لئے ہوا ہے اس کے بعد ان کی ارواح مقدسہ ان کے اجسام طاہرہ میں لوٹادی گئیں ہیں۔ اور اب وہ عالم برزخ میں حیات حسی کے ساتھ زندہ ہیں۔ اور نعائم ولذائذ اخروی سے متمتع (آخرت کی نعمتوں سے بہرہ مند) ہوتے ہیں۔

مخالفین! (هداهُمُ اللهُ تعالىٰ!!) کا ایک غالی اور متشدد گروہ آج کل حیات الانبیاء کی تردید میں بڑا سرگرم ہے۔ اس گروہ کے نزدیک دین کی روح اور اسلام کی جان گویا یہی مسئلہ ہے کہ الٹے سیدھے دلائل کے ذریعے یہ ثابت کیا جائے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والتسلیم عالم برزخ میں (معاذ اللہ) مردہ ہیں۔ اور ان میں زندگی اور حیات کی کوئی رمق باقی نہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے مسلک اور نکتہ نظر کو ہدیہ قارئین کر دیا جائے۔

ا۔ ''احوال ایں موطن نظر باشخاص متفاوتہ تفاوت فاحش دارد'' اَلْاَنْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِی الْقُبُوْرِ ١ ''شنیدہ باشند۔ و حضرت پیغامبر ما علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام شب معراج

چوں ۲ برقبر حضرت کلیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام گذشتند دیدند کہ درقبر نماز گذارد و ہماں لحظہ چوں بآسمان رسیدند حضرت کلیم را آنجا یافتند معاملہ ایں موطن عجائب وغرائب دارد۔'' (مکتوب ۱۶ دفتر دوم)

ترجمہ: عالم برزخ کے حالات وکوائف اشخاص کے اختلاف کے لحاظ سے بہت ہی مختلف و متفاوت ہیں [انبیاء کرام اپنی قبروں میں نمازیں ادا فرماتے ہیں] کے الفاظ مبارک آپ نے سنے ہوں گے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک پر سے گذرے تو دیکھا کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اپنی قبر انور میں نماز ادا فرما رہے ہیں۔ اور عین اسی لحظہ میں جب حضور علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ آسمان پر بھی تشریف فرما ہیں۔ دراصل برزخ کا معاملہ اپنے اندر بڑے عجائب وغرائب رکھتا ہے۔''

۱..... ''اَلْاَنْبِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِی الْقُبُوْرِ...... الخ'' ایک حدیث میں یہ الفاظ اس طرح وارد ہیں:

''عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ؛ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ'' (حاشیہ ۲۷۷ ابی یعلی، جامع صغیر، حیات الانبیاء، للبیھقی، ابن بزار، ابن عدی، شفاء السقام)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔''

اس حدیث کو صحیح کہنے والے محدثین کرام وعلماء عظام کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

۱؛ حافظ بیہقی۔ ۲؛ حافظ ہیثمی۔ ۳؛ حافظ ابن حجر عسقلانی۔ ۴؛ علامہ عزیزی شارح جامع صغیر۔ ۵؛ حضرت ملا علی القاری الہروی۔ ۶؛ شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ ۷؛ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی۔ ۸؛ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ۹؛ علامہ سیوطی۔ =

= ۱۰: قاضی شوکانی۔ ۱۱: علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

۱۔ علامہ عزیزی (اس حدیث کے تحت) فرماتے ہیں:۔

''هُوَ حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ'' یہ حدیث صحیح ہے۔ شرح جامع صغیر جلد۲ ص ۱۳۴ مطبوعہ مصر۔

۲ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ:

''اَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيْقِ يَحْيَى ابْنِ بُكَيْرٍ وَهُوَمِنْ رِجَالِ الصَّحِيْحِ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيْدٍ وَقَدْوَثَّقَهُ اَحْمَدُ...... الخ وَصَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ''

(فتح الباری پ۱۳ ص ۲۷۸ کتاب الانبیاء)

ترجمہ: ''یہ حدیث یحییٰ بن ابی بکر کے طریق سے مروی ہے اور وہ صحیحین کے راویوں میں سے ہے، اس نے مستلم بن سعید سے روایت کی ہے جسے امام احمد اور ابن حبان نے ثقہ کہا ہے...... الخ۔ اور امام بیہقی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔''

۳۔ حضرت علامہ علی القاری الہروی علیہ رحمۃ الباری:۔

''صَحَّ خَبَرُ الاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ'' (مرقاۃ جلد۲ صفحہ۲۱۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ''انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔''

۴۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:۔

''اَبُوْيَعْلٰى بِنَقْلِ ثِقَاتٍ از روایت انس بن مالک آوردہ: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ''

(مدارج النبوۃ جلد۲ صفحہ۵۱۹ مطبوعہ عمدۃ المطابع ۱۲۷۱ھ، جذب القلوب صفحہ۱۸۰)

۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہٗ (فیوض الحرمین صفحہ۲۸ مطبوعہ دیوبند)

۶۔ علامہ شوکانی علیہ الرحمۃ:

''قَدْثَبَتَ فِى الْحَدِيْثِ اَلاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ رَوَاهُ الْمُنْذِرِيُّ''

(نیل الاوطار جلد۳ صفحہ۲۱۱) =

۷۔علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ: ''تواترت بھا الاخبار'' (مراۃ الصعود)

''حَیاۃُ النَّبیِّ فِیْ قَبرِہٖ وَسَائِرُ الاَنْبِیَاءِ مَعْلُومَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ فِیْ ذٰلِکَ'' (فتاوی حافظ سیوطی جلد۲ صفحہ ۱۴۷ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ''حیات النبی کے ثبوت میں متواتر روایات موجود ہیں۔ حضور اور باقی سب انبیاء کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ہمارے نزدیک قطعی اور یقینی طور پر معلوم ہو چکا ہے۔''

اس پر دلائل قائم ہو چکے ہیں اور احادیث تواتر کے درجہ کو پہنچ چکی ہیں۔

۸۔انور شاہ کشمیری:۔

''فِی الْبَیْھَقِی عَنْ اَنسٍ وَصَحَّحَہٗ وَافَقَہُ الْحَافِظُ فِی الْمُجَلَّدِ السَّادِسِ اَنَّ الْاَنْبِیَاءَ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُورِھِمْ یُصَلُّوْنَ''

(فیض الباری جلد۲ صفحہ ۹۴ مطبوعہ مصر)

۹۔مولوی اشرف علی تھانوی:۔

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔'' (نشر الطیب صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ دیوبند)

۱۰۔علامہ سندھی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

''الصلوۃ تستدعی جسدًا حیًا'' (حاشیہ سنن نسائی)

ترجمہ: ''نماز کی ادائیگی حیات جسمانی سے ہو سکتی ہے۔''

۱۱۔علامہ شعرانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

''قدصحت الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌّ فی قبرہٖ یصلی باذانٍ و اقامۃٍ'' (منح المنۃ صفحہ ۹۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ''صحیح حدیثوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضور انور اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور

= اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:۔

"اَنَّ حَیَاتَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْقَبْرِ لَایَعْقُبُھَامَوْتٌ بَلْ یَسْتَمِرُّ حَیًّاوَالْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ" (فتح الباری جلد ۷، صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں اس طرح زندہ ہیں کہ اس زندگی پر موت پھر کبھی نہ آئے گی آپ ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں گے اور انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔"

۲...... یہ واقعہ مسلم شریف اور نسائی شریف میں درج ہے چنانچہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

"حَدَّثَنَاھَدَابُ بْنُ خَالِدٍوَشَیْبَانُ بْنُ فَرُوْخٍ قَالَا: اَخْبَرَنَاحَمَّادُبْنُ سَلْمَۃَعَنْ ثَابِتِ الْبَنَانِیُّ وَسُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَیْتُ وَفِیْ رِوَایَۃِھَدَابٍ مَرَرْتُ عَلٰی مُوْسٰی لَیْلَۃَاُسْرِیَ بِیْ عِنْدَالْکَثِیْبِ الْاَحْمَرِوَھُوَقَائِمٌ یُصَلِّیْ فِیْ قَبْرِہٖ"

ترجمہ:"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: معراج کی رات میں سرخ ٹیلے کے قریب موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرکیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے ہیں۔" (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۲۶۸۔ نسائی شریف جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

اس صحیح حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر شریف میں زندہ ہونا نمازیں پڑھنا بصراحت مذکور ہے۔ ان عبارات وتصریحات علماء کرام سے صاف واضح ہوا کہ مقبولانِ حق تعالیٰ اپنی مقابر مقدسہ میں بالکل زندہ اور حیات ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تو حیات انبیاء کرام علیہم السلام کو قطعی یقینی قرار دیا ہے۔ اور دعویٰ کیا ہے کہ حیات انبیاء کے ثبوت میں متواتر احادیث وروایات موجود ہیں۔ ثَبَّتَنَااللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی عَقَائِدِاَھْلِ السُّنَّۃِ الْجَمَاعَۃِوَجَعَلَ خَاتِمَتَنَاعَلَیْھَا!!!

باب نمبر 12:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا۔ کیونکہ آپ نور ہیں۔ نیز آپ کے جسم اطہر سے زیادہ لطیف شے عالم ممکنات میں موجود نہیں۔ کچھ عرصہ کی بات ہے کہ ماہنامہ تجلی دیوبند کے مدیر جناب عامر عثمانی صاحب نے وجود ''سایہ'' پر بڑا زوردار مضمون لکھا اور جوش تحریر میں نفی سایہ کی تمام روایات کو موضوع یا ضعیف قرار دے دیا۔ اور اسے محض خوش عقیدگی قرار دیا۔ بلکہ نفی سایہ کے عقیدے کا تمسخر اڑایا۔

ان لوگوں کی یہی روش دراصل ان کو راہ راست سے دور لے جاتی ہے۔ بزرگان سلف کے عقائد کا استہزاء ان کے ارشادات اور ان کی تحقیقات کی تضحیک، مقربین بارگاہ خداوندی کے فضائل و مناقب تسلیم کرنے میں ہٹ دھرمی دراصل ان لوگوں کی عادت ہے۔ حضرت شیخ مجدد قدس سرہ اس مسئلہ میں اپنا نقطۂ نظر واضح فرماتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں:۔

ا۔ ''وچوں وجود آں سرور علیہ السلام از عالم ممکنات بنا شد بلکہ فوق این باشد ناچار اورا سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ شخص از شخص لطیف است وچوں لطیف تر از وے در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد۔'' (دفتر سوم مکتوب: ۱۰۰)

ترجمہ: ''اور چونکہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا وجود مبارک عالم ممکنات میں سے نہیں ہے بلکہ اس سے ارفع امکان سے پیدا کئے گئے ہیں اس بنا پر آپ کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا اور اس بنا پر بھی آپ کا سایہ نہیں تھا کہ اس عالم شہادت میں سایہ صاحب سایہ سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اور عالم ممکنات میں چونکہ حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام سے زیادہ لطیف چیز ہے ہی نہیں۔ اس لئے آپ کے جسم اطہر کا سایہ کیسے ہوتا۔''

۲۔ ''ہر گاہ محمد رسول اللہ را از لطافت سایہ نبود خدای محمد را چگونہ ظل باشد۔''

ترجمہ:''جب لطیف ہونے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔ تو حضور کے خدا کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔'' (دفتر سوم مکتوب ۱۲۲)

مکتوبات شریف کے ان مذکورہ دو اقتباسوں میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ نے تین بار ارشاد فرمایا ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰت والتسلیمات کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا۔

جن علمائے کرام نے اپنی اپنی تصنیفات میں صاف صاف تحریر فرمایا کہ آپ کے جسم شریف کا سایہ نہیں تھا۔ ان (میں سے چند) کے اسمائے گرامی یہ ہیں:۔

ا۔ حافظ زرین، ۲۔ علامہ ابن سبع، ۳۔ امام قاضی عیاض، ۴۔ علامہ حسین بن محمد دیار بکری، ۵۔ مولانا جلال الدین رومی، ۶۔ صاحب سیرت حلبی، ۷۔ صاحب سیرت شامی، ۸۔ علامہ سیوطی، ۹۔ شمس الدین ابوالفرج بن جوزی محدث، ۱۰۔ علامہ شہاب الدین خفاجی، ۱۱۔ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی، ۱۲۔ محمد زرقانی مالکی، ۱۳۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ۱۴۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی، ۱۵۔ بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی، ۱۶۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ !!!

باب نمبر 13:

مجلس میلاد شریف

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ ولادت، آپ کے معجزات اور آپ کی سیرتِ طیبہ کے بیان کی مجلس کو مجلس میلاد شریف کہا جاتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف ومحامد جس مبارک محفل میں بیان ہوں، اسے محفل میلاد کہتے ہیں۔ ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی ومسرت کی اور کیا بات ہو سکتی ہے کہ وہ حضور کا ذکر ولادت سنے، حضور کے معجزات اور سیرت طیبہ کے حالات سن کر اپنے قلب کو منور اور حلاوت ایمانی میں اضافہ کرے۔ کیونکہ مسلمان کے نزدیک جان، مال، اولاد، ماں باپ غرض ہر شے سے زیادہ حضور کی ذات محبوب ہے۔ پھر شرع شریف میں نیک مجالس کے قیام کی ترغیب موجود ہے۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ محبت کی بنا پر اہل اسلام وقتاً فوقتاً حسب حالات اس طرح کی محافل ومجالس کا انعقاد کر کے بارگاہ رسالت میں ہدیۂ عقیدت پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر افسوس! کہ مخالفین کے نزدیک اس طرح کی نورانی مجالس بھی بدعت وحرام اور ناجائز وناروا ہیں۔ اور گناہ ومعصیت میں داخل ہیں۔

فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۳۶ر جلد اول پر صاف مذکور ہے کہ: ''انعقادِ مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے۔'' نیز فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۰۸ر پر مذکور ہے کہ: ''مجلس میلاد کو جائز جاننے والا فاسق ہے۔ ایسی مجلس کے انعقاد پر مال وغیرہ خرچ کرنا بھی فسق ہے۔'' اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کا مسلک ہدیۂ قارئین کرنا ضروری ہے۔ تاکہ یہ امر واضح ہو جائے کہ حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے ہم مسلک کون لوگ ہیں۔

۱۔ ''دیگر درباب مولودخوانی اندراج یافتہ بود درنفس قرآن خواندن بصوتِ حسن ودرقصائد نعت ومنقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف وتغیر حروف قرآن است والتزام رعایت مقامات نغمہ وتردید صوت بان طریق الحان باتصفیق مناسب آن کہ درشعر نیز غیر مباح ست اگر بر نہجے خواند کہ تحریفے درکلمات قرآنی واقع نشود ودرقصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد وآنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع ست۔'' (دفتر سوم مکتوب نمبر۲۷ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ امرتسر)

ترجمہ: ''آپ کے خط میں مولودخوانی کے متعلق درج تھا۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کی جائے۔ اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف اور منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے؟ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر وتحریف کردی جائے اور قصیدے پڑھنے میں راگ اور موسیقی کے قواعد کی رعایت وپابندی کی جائے اور تالیاں بجائی جائیں۔ اگر اس طرح پڑھیں کہ کلماتِ قرآن میں تبدیلی واقع نہ ہو اور قصیدے پڑھنے میں شرائط موسیقی کا لحاظ نہ ہو اور غرض صحیح کے تحت پڑھے جائیں تو اس میں کوئی ممانعت نہیں۔''

عبارت مذکور کا خلاصہ:

مولودخوانی یا مجلس میلاد کے متعلق مکتوبات شریف کی یہ عبارت آپ کے سامنے ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

- مولودخوانی یا مجلس میلاد کا انعقاد درست اور جائز ہے۔ اس کی کوئی ممانعت نہیں اور نہ اس کے انعقاد میں کوئی حرج یا مضائقہ ہے۔
- ہاں! یہ چیز ضرور ناجائز ہے کہ نعت خوانی کو موسیقی یا گانے کا رنگ دیا جائے۔ تالیاں بجائی جائیں اور اس طرح کی بے ہودہ حرکات کا مظاہرہ کیا جائے یا قرآن حکیم گانے کی طرز پر پڑھا

جائے۔جس سے اس کے الفاظ ہی تبدیل ہو جائیں اور ان میں تحریف واقع ہو جائے۔اس طرح کی صورت حال بلاشبہ غلط اور ناجائز ہے۔مولودخوانی کی وہ مجلس جوان (درج بالا) قباحتوں سے پاک ہو وہ ٹھیک ہے اس کی (کوئی) ممانعت نہیں۔

مولانا انور احمد صاحب نقشبندی امرتسری رحمہ اللہ محشی مکتوبات نے حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کی مذکورہ عبارت کے حاشیہ پر علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کی درج ذیل عبارت نقل کی ہے:

''اِعْلَمْ اَنَّهُ قَدْاَمَرَالْمَنْعَ عَنْ قِرَاْةِالْمَوْلِدِمُطْلَقاًفِيْ مَكَاتِيْبَ عَدِيْدَةٍ وَمَرَادُهُ قُدِسَ سِرُّهُ هُوَهٰذَاالَّذِيْ ذَكَرَهُ هُنَاوَاِنَّمَااَطْلَقَ هُنَاكَ لِلْعِلَّةِ الْمَذْكُوْرَةِهُنَافَلَاسَنَدَ فِيْ مَنْعِهِ عَنْهُ لِلْوَهَّابِيِّيْنَ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ يَحْذُوْا حُذَوَهُمْ'' (علامہ مراد مکی معرب مکتوبات)

ترجمہ: ''معلوم ہونا چاہیے کہ مکتوبات شریف میں متعدد مقامات پر مولودخوانی سے مطلقاً (بلاقید) منع کا ذکر آیا ہے۔لیکن حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کی منع سے مراد یہی خاص صورت ہے جس کا یہاں ذکر کر دیا گیا ہے۔یہاں چونکہ ممانعت کی وجہ بیان کردی ہے۔اس لئے دوسرے مقامات پر مطلق منع کا ذکر کر دیا۔ورنہ وہاں بھی منع سے یہی مخصوص صورت مراد ہے۔لہٰذا وہابیہ خذلھم اللہ اور ان کے ہمنوا لوگوں کیلئے مکتوبات شریف میں اس امر کی کوئی سند نہیں کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس اللہ تعالیٰ بھی مولودخوانی کو ناجائز جانتے ہیں۔''

حضرت مولانا شاہ محمد مظہر صاحب نقشبندی مجددی ابن شاہ احمد سعید صاحب دہلوی رحمہا اللہ تعالیٰ اپنے رسالہ ''مقالات سعیدیہ'' میں اپنے والد ماجد جناب شاہ احمد سعید صاحب سے یہ عبارت نقل فرماتے ہیں:۔

''میفرمودند کہ خواندن مولد شریف وقیام نزدیک ذکر ولادت باسعادت مستحب

است و دریں باب رسالہ خاص دارند و دراں تحقیق فرمودہ اند کہ منع حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ از مولود خوانی محمول بر سماع و غنا است لاغیر"

(مقامات سعیدیہ صفحہ ۱۲۵، مطبوعہ اکمل المطابع دہلی)

ترجمہ: "یعنی حضرت شاہ احمد سعید صاحب دہلوی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ میلاد شریف اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے وقت قیام کرنا مستحب ہے اور خاص اس مسئلہ میں ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا جس میں تحقیق سے ثابت فرمایا ہے کہ حضرت شیخ مجدد صاحب رضی اللہ عنہ کا مولود خوانی سے منع فرمانا صرف گانے اور سماع کی شکل میں ہے۔"

علامہ محمد مراد مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ بالا نوٹ اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:) کے اس فرمان سے اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کا نقطۂ نظر بالکل عیاں ہو جاتا ہے۔ انصاف شرط ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ لِلرَّشَادِ وَالسَّدَادِ!!

باب نمبر 14:

ایصال ثواب اور فاتحہ مروجہ

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب ارواح کو بخشنا جائز اور درست ہے اور ان کو یہ ثواب پہنچتا بھی ہے۔ اور یہ مسئلہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور اقوال فقہائے کرام سے ثابت ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو ایک دوسرے کے لئے دعا کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز جنازہ بھی دعا ہے جس پر مذاہب ائمہ اربعہ متفق ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوا کر فرمایا: ''هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ'' (مشکوٰۃ باب فضل الصدقہ) یعنی یہ ام سعد کا کنواں ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب ہدایہ میں ہے کہ: ''اہل سنت کے نزدیک دوسرے کو ثواب بخشنا درست ہے۔'' فاتحہ مروجہ اور چالیسواں وغیرہ اسی ایصال ثواب کی مختلف صورتیں ہیں۔ فاتحہ میں تلاوت قرآن کریم اور حسب توفیق صدقہ مال ہوتا ہے۔ جس کے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس کے جواز [۱] کی تصریح کی ہے۔

۱..... ''تصدق کردہ شود از میت بعد رفتن او از عالم تا ہفت روز۔''

(اشعۃ اللمعات، باب زیارۃ قبور، ج ۱ ص ۷۶۱)

ترجمہ: ''میت کے مرنے کے بعد اس کی طرف سے سات روز تک صدقہ کیا جائے۔'' =

وہابیہ ھَدَاھُمُ اللّٰہُ تعالیٰ اس مسئلہ میں بھی اہل سنت وجماعت سے اختلاف کرتے ہیں اور ایصال ثواب کی مختلف مروجہ صورتوں کو حرام کہتے ہیں۔ اگرچہ بسا اوقات خود بھی کھالیتے ہیں۔ جیسا کہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ اس مسئلہ میں بھی حضرت شیخ مجدد قدس اللہ تعالیٰ سرہ کا

= اشعۃ اللمعات کے اسی باب میں ہے:

''و در بعض روایات آمدہ است کہ روح میت مے آید خانۂ خود را شب جمعہ پس نظر مے کند کہ تصدق کنند از وے یانہ''

ترجمہ: ''جمعرات کو میت کی روح اپنے گھر آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس کی طرف سے لوگ کوئی چیز صدقہ کرتے ہیں یا نہیں۔''

درمختار میں ہے:

''وَفِی الْحَدِیْثِ مَنْ قَرَأَ الْاِخْلَاصَ اَحَدَعَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ'' (درمختار بحث قراۃ للمیت)

ترجمہ: ''حدیث میں ہے کہ جو شخص گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے پھر اس کا ثواب مردوں کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔''

فتویٰ شامی میں ہے:۔

''وَیَقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ مَاتَیَسَّرَ لَہٗ مِنَ الْفَاتِحَۃِ اَوَّلَ الْبَقَرَۃِ وَآیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ وَسُوْرَۃَ یٰسٓ وَتَبَارَکَ الْمُلْکُ وَسُوْرَۃَ الْکَوْثَرِ وَ الْاِخْلَاصِ اِثْنَیْ عَشَرَ مَرَّۃً اَوْ اِحْدٰی عَشَرَ اَوْ سَبْعًا اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَاقَرَأْنَا اِلٰی فُلَانٍ اَوْ اِلَیْھِمْ''

(شامی، بحث قرءۃ للمیت، باب دفن)

ترجمہ: ''جس قدر ممکن ہو قرآن مجید پڑھے سورہ بقرہ کی اول آیات، آیۃ الکرسی آمن

مسلک ومذہب ظاہر کردینا مناسب وموزوں ہے۔لہٰذا اس مسئلہ پر حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کے مکتوبات شریف سے چند ایک اقتباسات ہدیہ قارئین کئے جاتے ہیں:۔

= الرسول، سورہ یس، سورہ ملک، الکوثر اور سورہ اخلاص بارہ یا گیارہ یا سات یا تین دفعہ، پھر کہے یا اللہ جو کچھ میں نے پڑھا اس کا ثواب فلاں یا فلاں لوگوں کو پہنچا دے۔''

فتاویٰ عزیزی کی عبارت ملاحظہ ہو:۔

''طعامیکہ ثواب آن نیاز حضرات امامین نمانید برآں قل وفاتحہ ودرود خواندن متبرک مے شود وخوردن بسیار خوب است۔'' (فتاویٰ عزیزیہ ص ۷۵)

ترجمہ:''جس کھانے پر حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی نیاز کریں۔اس پر قل شریف، فاتحہ اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا کھانا بہت ہی اچھا ہے۔''

''اگر مالیدہ وشیر برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند جائز است مضائقہ نیست۔'' (فتاویٰ عزیزیہ، ص ٤١)

ترجمہ:''اگر دودھ، مالیدہ کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ایصال ثواب کی نیت سے پکا کر کھلائے تو جائز ہے۔کوئی مضائقہ نہیں۔''

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

''پس دہ مرتبہ درود خوانند ختم تمام کنند وبرقدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموماً بخوانند وحاجت از خدا سوال نمایند۔'' (الانتباہ فی سلاسل اولیاء)

ترجمہ:''پھر دس بار درود شریف اور پورا ختم کریں اور قدرے شرینی پر تمام خواجگان چشت کی فاتحہ دیں پھر خدا سے دعا کریں۔''

''وشیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پزند وبخورند مضائقہ

۱۔ ''الحال برشما آن لازم است کہ مکافات احسان باحسان بکنند وبدعاوصدقہ ساعت بساعت مدد نمایند فأنَّ الْمَیِّتَ کَالْغَرِیْقِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ'' (دفتر اول مکتوب:۸۹)

ترجمہ: ''اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دعا وصدقہ کے ذریعہ ان کی مدد کرتے رہو۔ کیونکہ میت قبر میں ڈوبنے والے کی طرح ہے اور مردہ ہر وقت اپنے باپ، ماں، بھائی یا دوست کی طرف سے دعا کا منتظر رہتا ہے۔''

۲۔ بدعا واستغفار وتصدق امداد نمود قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا الْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْہُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْھَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ عَلٰی اَھْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَھْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَاِنَّ ھَدِیَّۃَ الْاَحْیَاءِ اِلَی الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ''

(دفتر اول مکتوب:۱۰۴)

= نیست۔'' (زبدۃ النصائح)

ترجمہ: ''دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں اس میں کوئی مضائقہ اور حرج نہیں۔''

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو علمائے دیوبند کے پیر ومرشد ہیں فرماتے ہیں: ''گیارہویں حضرت غوث پاک کی، دسواں، بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ عبد الحق...... ایصال ثواب کے کسی قاعدے پر مبنی ہیں۔'' (فیصلہ ہفت مسئلہ

مذکورہ بالا ارشادات علمائے کرام سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ مروجہ ایصال ثواب کی ایک شکل ہے۔ اور یہ بالکل درست اور جائز ہے۔ اس میں کسی قسم کا حرج نہیں۔ ۱۲

ترجمہ: ''دعاء استغفار اور صدقہ وخیرات کے ذریعہ مرنے والے کی امداد کردی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میت قبر میں اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو مدد کیلئے پکار رہا ہو۔ تو مردہ بھی اپنے والد، والدہ، بھائی اور دوست کی طرف سے ہر وقت دعا کا منتظر رہتا ہے۔ جب اسے قبر میں کسی کی دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اہل زمین کی دعاؤں کو پہاڑوں جتنی رحمت کی شکل دے کر اہل قبور کی قبروں میں داخل کرتا رہتا ہے اور زندوں کی طرف سے مرے ہوئے لوگوں کیلئے اصل تحفہ یہ ہے کہ ان کیلئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔''

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ ایک عقیدت مند کو لکھتے ہیں:

۳۔ ''نیاز یکہ بدرویشاں فرستادہ بودند نیز وصول یافت فاتحہ سلامت خواندہ شد۔'' (دفتر اول مکتوب:۱۴۲)

ترجمہ: ''آپ نے جو نیاز درویشوں کیلئے روانہ کی تھی۔ وہ مل گئی ہے اور اس پر سلامتی کیلئے فاتحہ بھی پڑھ دی گئی۔

۴ ''صدیقہ زوجہ مطہرہ اوست علیہ وعلی جمیع اہل بیت الصلوٰت والسلام وحبیبہ مقبولہ او علیہ وعلی آلہ الصلوٰت والسلام پیش ازیں بچند سال داب فقیر آں بودہ کہ اگر طعام مے پخت مخصوص بروحانیات مطہرۂ آل عبا میساخت باآں سرور حضرت امیر وحضرت فاطمہ وحضرات امامین روضم میکردعلیہم الصلوٰت والتسلیمات شبے درخواب مے بیند کہ آں سرور حاضر است علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام فقیر برایشاں عرض سلام میکند رد بجانب دیگر دارند دریں اثنا بفقیر فرمودند کہ من طعام درخانۂ عائشہ میخورم ہر کہ مرا طعام فرستد بخانہ عائشہ فرستد ایں زمان فقیر دریافت کہ سبب عدم توجہ شریف ایشاں آں بودہ کہ فقیر حضرت صدیقہ را دراں طعام شریک نمے ساخت بعد ازاں حضرت

صدیقہ رابلکہ سائر ازواج مطہرات را کہ ہمہ اہل بیت اند وجمیع اہل بیت توسل مے نمود۔'' (دفتر دوم مکتوب ۳۶)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم علیہ وعلی جمیع اہل بیتہ الصلوٰت والسلام کی زوجہ پاک ہیں۔ اور حضور نبی کریم علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کی منظور نظر محبوبہ ہیں۔ آج سے چند سال قبل (فاتحہ دلانے میں) فقیر کا طریقہ یہ تھا (کہ ایصال ثواب کیلئے) اگر کوئی کھانا پکاتا تو اس کا ثواب صرف آل عبا کی روحوں کو بخشتا تھا۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو ایصال ثواب کرتے وقت سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت امام حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو ہی شامل کرتا تھا۔ ایک رات فقیر نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم تشریف فرما ہیں فقیر نے سلام عرض کیا مگر حضور انور نے اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف کیا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے ارشاد فرمایا: میں کھانا عائشہ کے گھر کھاتا ہوں، مجھے جو بھی کھانا بھیجے عائشہ کے گھر بھیجے۔ فقیر اسی وقت جان گیا کہ مجھ سے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیرے رکھنے کی وجہ یہی ہے کہ فقیر اس ایصال ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک نہیں کرتا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سے ایصال ثواب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام ازواج مطہرات کو کہ یہ بھی حضور کے اہل بیت میں داخل ہیں، شامل کرتا ہے اور ان تمام اہل بیت سے وسیلہ پکڑتا ہے۔''

خلاصہ اقتباسات:

وفات یافتہ لوگوں کو ایصال ثواب کے سلسلے میں مکتوبات شریف کے چار اقتباس قارئین کے پیش خدمت ہیں۔ جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

- وفات یافتہ لوگوں کے ساتھ احسان اور بھلائی یہ ہے کہ ہر وقت ان کے لئے مغفرت کی دعا

اوران کی ارواح کو ایصال ثواب کیلئے حسب توفیق صدقہ وخیرات کرتے رہیں اور مردہ ہروقت اپنے زندہ لواحقین کی طرف سے دعاؤں اور صدقہ وخیرات کا منتظر رہتا ہے۔

- وفات یافتہ لوگوں کی مدد واعانت یہی ہے کہ کوئی شے صدقہ کر کے ان کی ارواح کو ثواب بخشا جائے۔ ان کے حق میں دعائے مغفرت کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں ان کیلئے استغفار کیا جائے۔ اور مردوں کیلئے ایسا کرنا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔
- صدقہ وغیرہ کے ذریعے اور اس کیلئے دعا واستغفار سے اس کی مدد کرنا اس کے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔ کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے۔
- اللہ تعالیٰ وفات یافتہ لوگوں کیلئے ان کے لواحقین کی طرف سے صدقات اور دعاؤں وغیرہ کو بڑے بڑے پہاڑوں جتنی رحمت ومغفرت کی شکل میں ان کی روحوں تک پہنچاتا ہے۔
- وفات یافتہ لوگوں کیلئے زندوں کی طرف سے تحفہ یہ ہے کہ ان کیلئے استغفار کرتے رہیں۔ اور دعا مغفرت میں ان کو یاد رکھیں۔
- حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ العزیز کی خدمت میں بھی ان کے عقیدت مند نیاز کے طور پر چیزیں پیش کرتے تھے۔ اوران پر فاتحہ پڑھی جاتی۔ اور دعا کی جاتی تھی۔
- حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا معمول شریف تھا کہ ہمیشہ پنجتن پاک کا ختم دلاتے تھے اور ان کی ارواح کو ثواب پہنچاتے تھے۔
- فاتحہ وغیرہ دلانے کا ثواب اموات کو ضرور پہنچتا ہے اور جس قسم کا کوئی کھانا پکائے اور جس جگہ ان کو ایصال ثواب کرے بعینہٖ اسی طرح وہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔
- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج مطہرات بھی اہل بیت میں داخل ہیں اور اہل بیت کا لفظ صرف پنجتن پاک کیلئے مخصوص نہیں۔ لہٰذا ایصال ثواب میں ازواج مطہرات کو بھی شریک کرنا چاہئے۔ ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کوفت ہوتی ہے۔

✿ اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کی ذات مقدسہ سے وسیلہ پکڑنا بالکل درست اور جائز ہے جیسا کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ کا معمول اور طریقہ مبارک تھا۔

قارئین! مسئلہ ایصال ثواب کے بارے میں آپ حضرات نے حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ومشرب جان لیا۔ مکتوبات شریف میں سے دیے گئے اقتباسات سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس بارے میں اہل سنت وجماعت کا اعتقاد درست وصحیح ہے۔

مسئلہ ایصال ثواب کی مزید وضاحت:

اس مسئلے کی مزید وضاحت کے طور پر چند سطور اور ہدیہ قارئین کی جاتی ہیں۔ اور مسئلہ مذکورہ کو احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کرام سے مزید مدلل کیا جاتا ہے۔

مسلمانوں میں بزرگان دین اور سلف صالحین سے عقیدت وتعلق جوں جوں کم ہوتا گیا۔ اسی قدر ان میں بدعقیدگی اور بے دینی کے اثرات پھیلتے گئے۔ ادب واحترام کی جگہ بے ادبی اور گستاخی نے لے لی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا والوں کے سامنے اپنا بہترین اسوۂ حسنہ پیش کیا، اور انسان کیلئے نفع ونقصان کی تمام باتیں پوری وضاحت سے بیان فرما دیں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم اس اسوہ حسنہ سے منہ پھیر کر گمراہ مولویوں کے خیالات کے زیر اثر آ گئے۔ یہاں تک کہ آج نادان لوگوں کے نزدیک وہ گندے عقیدے ہی دین کا حصہ قرار پا گئے۔ ان گندے عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ: ''فوت شدہ لوگوں کو ثواب پہنچانا بدعت اور بے اصل ہے۔ اور تیجا، ساتواں اور چالیسواں وغیرہ جو ایصال ثواب کی جائز صورتیں ہیں حرام وناروا ہے۔'' وہابیوں، دیوبندیوں نے انکار ایصال ثواب کا مسئلہ گھڑ کر تیجے چالیسویں وغیرہ کی صورت میں ایصال ثواب کرنے والے مسلمانوں کو مشرک وبدعتی کہنا شروع کر دیا۔ تیجا، چالیسواں وغیرہ بلاشبہ ایصال ثواب کی مباح صورت ہے اور اموات کو ثواب پہنچانا شرعی مسئلہ ہے جس کے ثبوت وجواز پر قرآن وحدیث کے دلائل موجود ہیں۔ انکار ایصال ثواب کا عقیدہ وہابیوں، دیوبندیوں نے معتزلہ سے اخذ کر کے مسلمانوں پر مسلط کر دیا اور جاہل وہابی واعظین

نے اسے عقیدہ اہل سنت کا لبادہ اڑھا کر مسلمانوں کا امتیازی نشان قرار دے رکھا ہے۔ حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرام علیہم الرضوان یا ائمہ دین رحمہم اللہ میں سے کسی نے بھی ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا بلکہ اسے اہل سنت ہونے کی نشانی اور علامت قرار دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہوا تو آپ ہر سال بکری ذبح کر کے اس کا گوشت فقراء میں تقسیم کرتے رہے۔ جو ایصال ثواب کی بین دلیل ہے۔ اور آپ ہمیشہ ان کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہے۔ البتہ آپ نے اپنی زوجہ مطہرہ کے وصال شریف کے بعد کسی ضیافت ودعوت کا ہرگز کوئی اہتمام نہیں کیا کیونکہ موت پر ضیافت ودعوت کا اہتمام شریعت میں حرام ہے۔ اسے کوئی بھی جائز قرار نہیں دیتا۔

سیدنا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ ان کی المناک شہادت سے آپ کی طبیعت نہایت مغموم ہوئی۔ حاشیہ خزانۃ الروایات میں مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شہادت کے بعد تیسرے دن، ساتویں دن، چھٹے ماہ اور سال کے بعد ان کو ایصال ثواب کیلئے صدقہ دیا۔ اس روایت کے مطابق تیسرے روز میت کو ثواب پہنچانے کا طریقہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک سے ثابت ہے۔ اسے ہندوانہ رسم قرار دینا اور بدعت وبے اصل بتلانا غلط اور جھوٹ ہے۔ نیز ایصال ثواب کا انکار خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام میں سے کسی نے نہیں کیا۔ بلکہ سیدنا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کے ایصال ثواب کے لئے پانی کا کنواں کھدوایا۔ اور فرمایا: هٰذَا الْبِئْرُ لِاُمِّ سَعْدٍ!!

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ختم قرآن کے دن اپنے گھر والوں کو جمع کر کے دعا مانگتے۔ (نووی کتاب الاذکار باب تلاوۃ القرآن)

خلفائے راشدین اور دیگر تمام صحابہ کرام ہرگز ہرگز ایصال ثواب کے منکر نہ تھے۔ بلکہ صحابہ کرام سے انکار کے بجائے ایصال ثواب کرنا منقول ہے۔ بدقسمتی سے ایصال ثواب کے منکر اپنے آپ کو حضرت امام الائمہ، سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف بھی منسوب کرتے ہیں۔ لیکن

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تو معاذ اللہ! وہابیہ اور معتزلہ کی طرح کہیں ایصال ثواب کا انکار نہیں کیا۔

فقہ حنفی اور ایصال ثواب:

بلکہ فقہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمان مشہور و معروف کتاب ہدایہ جلد اول باب حج عن الغیر میں تو یوں مذکور ہے:

''اَلاصلُ فِیْ ھٰذَاالْبَابِ اَنَّ الْاِنْسَانَ لَہٗ اَنْ یَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِہٖ لِغَیْرِہٖ صَلٰوۃً اَوْ صَوْمًا اَوْ صَدَقَۃً اَوْ غَیْرَھَا عِنْدَ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ''

(ھدایۃ شریف، ج ۱، ص ۲۶۳)

ترجمہ: ''ایصال ثواب کے بارے میں اصل بات یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک انسان اپنے عمل نماز روزہ، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔''

ہدایہ کی اس عبارت مذکورہ کی شرح میں امام ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

''خَالَفَ فِیْ جَمِیْعِ ذَالِکَ الْمُعْتَزِلَۃُ مُطْلَقًا''

ترجمہ: ''معتزلہ ایصال ثواب کے مطلقاً منکر ہیں۔

تیجا، ساتواں اور چالیسواں وغیرہ ایصال ثواب ہی کی مختلف صورتیں ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایصال ثواب مطلقاً جائز اور درست ہے آپ کے تلامذہ حضرت امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے ہاں بھی یہ بالکل جائز اور درست ہے۔ اور بدعت و خلاف اسلام نہیں ہے تو پھر اس کے کرنے والوں کو بدعتی مشرک کیوں قرار دیا جائے۔ اور ان سے نفرت و بیزاری کا اظہار کیوں کیا جائے؟ بعد از موت انسان اپنے اعمال کے حساب اور جواب کی شدت سے آرزو کرتا ہے کہ اس کے خویش اقرباء ایصال ثواب کی صورت میں اس کی مدد کریں۔ خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردے کی بے چینی کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

''مَاالْمَیِّتُ فِی الْقَبْرِ اِلَّا کَالْغَرِیْقِ الْمُتَغَوِّثِ یَنْتَظِرُ دَعْوَۃً تَلْحَقُہٗ مِنْ اَبٍ

اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ کَانَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا" (بیہقی)

ترجمہ: "مردے قبر میں راہ تکتے ہیں کہ اپنے خویشوں اور دوستوں کی طرف سے کسی طرح کی ان کو مدد پہنچے جس طرح ڈوبنے والا مددگار کی انتظار کرتا ہے جب اسے اپنے باپ یا بھائی یا دوست کی طرف سے دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔"

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"الحال برشما آن لازم است کہ مکافات احسان باحسان بکنند و بدعا وصدقہ ساعت بساعت مدد نمایند۔" (دفتر اول مکتوب: ۸۹)

ترجمہ: "اب تم پر لازم ہے کہ احسان کا بدلہ احسان سے دو اور ہر گھڑی دعا وصدقہ کے ذریعہ ان کی مدد کرتے رہو۔"

سنی بریلوی علماء اسی لئے ایصال ثواب کی ترغیب وتلقین کرتے رہتے ہیں، مگر بدعقیدہ اور گستاخ، منکر احادیث ایصال ثواب اور فرقہ معتزلہ کے ترجمان مولوی ایصال ثواب کا مذاق اڑاتے اور اسے ختمی ملاں کی پیٹ پرستی قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ تیجے، ساتویں اور چالیسوں کے ختم پر اسے حرام اور نجس جانتے ہوئے وہابی ملاں اور وہابی مدرسوں کے طلباء، چہلم، ساتویں اور تیجے کے "لذیذ کھانوں" پر مردار خور چیلوں کی طرح بڑی بے جگری سے جھپٹتے ہیں۔ میں خود چند روز ان کے مدارس میں رہ کر ان کی اس حرام خوری کے نظارے کثرت سے دیکھ چکا ہوں۔ اور تعجب کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا کیسا گندا مذہب ہے اور ان کے قول وفعل میں کس قدر فرق ہے اور دیانت وحیاء سے یہ لوگ کس قدر دور ہیں اور کس قدر نفاق اور دوغلے پن سے لوگ کام لیتے ہیں اور عوام اہل سنت وجماعت کے گھروں کا کھا کر نمک حرامی کرتے ہوئے انہیں کو کافر ومشرک قرار دیتے ہیں۔

وہابی دیوبندی مولوی بڑی بددیانتی اور عیاری سے کام لیتے ہیں کہ دعوت وضیافت اور

ایصال ثواب کے طور پر صدقہ وخیرات کو ایک ہی شے ظاہر کرتے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ دعوت وضیافت مسرت وخوشی کے موقع پر کی جاتی ہے جس کا موت سے کوئی تعلق نہیں۔ اور تیجے وغیرہ میں قرآن پڑھ کر اور کچھ طعام پکا کر اور ورثاء کی طرف سے حسب توفیق کچھ پکا کر فوت شدہ کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

لہٰذا تیجا وغیرہ میں اور دعوت وضیافت میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ فقہاء کرام دعوت وضیافت کو حرام ومکروہ کہتے ہیں اور یہ لوگ کمال ڈھٹائی سے فقہاء کے اقوال کو تیجے چالیسویں پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ فقہاء کرام نے دراصل اس رسم کی تردید کی ہے جو اکثر بلاد ہند وپاک میں مروج ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزہ واقارب واحباب کی عورتیں اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے روز اکثر تیسرے روز واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں، اس مدت اقامت میں ان عورتیں کے خورد ونوش وغیرہ کا انتظام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث خرچ کثیر کے زیر بار ہوتے اگر تنگدستی ہو تو قرض لیتے ہیں۔ قرض نہ ملے تو سود پر روپیہ لے کر ان کے خورد ونوش کا اہتمام کرتے ہیں۔ اگر نہ کریں تو بدنام ہوتے ہیں۔ فقہاء کرام نے تو اس مذکورہ رسم بد کا رد کیا ہے اور اسے حرام وبدعت اور مکروہ قرار دیا ہے لیکن بدعقیدہ مولوی خبث وہابیت کی بنا پر کمال عیاری کے ساتھ ایصال ثواب کے انکار پر چسپاں کر دیتے ہیں۔ حالانکہ اموات کو ثواب بخشنا قرآن حکیم، احادیث مبارکہ اور ائمہ اہل سنت وجماعت کے اقوال سے ثابت ہے۔ اور صرف معتزلہ ہی اس کے منکر ہیں جیسا کہ علامہ ابن ہمام کے فتح القدیر میں اور علامہ تفتازانی نے شرح عقائد میں ذکر کیا ہے۔

تیجے، چالیسویں وغیرہ کے ذریعہ محض نفع اموات مطلوب ومقصود ہے۔ اسے شکم پرستی قرار دے کر اس کی تضحیک کرنا اور اس طرح لوگوں کو اس سے متنفر کرنا سراسر دھوکا اور مسلمانوں کو کار خیر سے روکنا ہے۔ اور معتزلی عقائد کی ترویج ہے اور اس کا انکار عقائد اہل سنت وجماعت کے خلاف وہابیہ کا دستور ہے اور اسے غیر اسلامی رسم قرار دینا بھی محض غلط اور فریب ہے۔ قرآن

خوانی اور صدقہ و خیرات کو مسلمانوں کیلئے سم قاتل قرار دینا بے دینی اور گمراہی ہے۔

سر دست چند احادیث صحیحہ اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت کیا جائے گا کہ تیجا، چالیسواں وغیرہ جو ایصال ثواب کی ایک صورت ہے بالکل جائز ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ حسب توفیق اپنے وفات یافتہ خویش و اقارب کو ایصال ثواب کے ذریعہ مدد و اعانت کرتے رہیں۔ اور وہابیہ نجدیہ کی باتوں میں آکر اس کارِ خیر کو ترک نہ کریں۔

احادیث مبارکہ اور ایصال ثواب:

۱۔ "عَنْ سَعْدِبْنِ عَبَادَةَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَأَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَلْمَاءُ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ"

(سنن ابو داؤد کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث ۱۶۸۱، ج۱ ص ۱۸۰)

ترجمہ: "حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا ہے تو اس کیلئے کونسا صدقہ بہتر ہے ارشاد فرمایا پانی کا صدقہ تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے۔"

۲ "اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُھَا وَلَمْ تُوْصِ وَاَظُنُّھَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ اَفَلَھَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْھَا؟ قَالَ نَعَمْ" (صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث ۵۱، ص ۵۰۲)

ترجمہ: "ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی میری ماں مرگئی اور میرا گمان ہے کہ وہ اگر بولتی تو صدقہ کرتی تو اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو اسے ثواب پہنچے گا؟ ارشاد فرمایا: ہاں!"

اس حدیث کے تحت حضرت عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں فرماتے ہیں:

"فِی الْحَدِیْثِ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ ثَوَابَ الصَّدَقَةِ یَصِلُ اِلَی الْمَیِّتِ وَکَذَا حُکْمُ الدُّعَاءِ ھٰذَا مَذْھَبُ اَھْلِ الْحَقِّ"

ترجمہ: ''اس حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ میت کو صدقے کا ثواب پہنچتا ہے اور دعا کا ثواب بھی پہنچتا ہے اہل حق کا یہی مذہب ہے۔''

۳۔ ''عَنْ اَنَسٍ اَنَّہٗ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہَ اَنَّانَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَاوَنُحُجُّ عَنْھُمْ وَنَدْعُوْالَھُمْ فَھَلْ یَصِلُ ذٰلِکَ اِلَیْھِمْ قَالَ نَعَمْ اَنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ وَاِنَّھُمْ یَفْرَحُوْنَ کَمَایَفْرَحُ اَحَدُکُمْ بِالطَّبَقِ اِذَااُھْدِیَ اِلَیْہِ''(فتح القدیر، ج۲،ص ۳۰۹ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا یارسول اللہ! ہم لوگ اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ اور حج کرتے ہیں اور ان کیلئے دعا کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ پہنچتا ہے؟ ارشاد فرمایا: بیشک وہ ان کو پہنچتا ہے اور بیشک وہ اس سے خوش ہوتا ہے جیسا کہ تم میں سے کسی کو طبق ہدیہ کیا جائے تو خوش ہوتا ہے۔''

۴۔ ''عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَفَقَرَءَ سُوْرَۃَیٰسٓ خَفَّفَ عَنْہُ یَوْمَئِذٍ''(ایضا)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص قبرستان میں جائے اور سورۃ یٰسین پڑھے تو اس دن اس قبرستان والوں کے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے۔''

حضرت امام ابن ہمام نے فتح القدیر اور صاحب بحرالرائق نے بحرالرائق میں بیان کیا ہے کہ ایصال ثواب کا انکار فرقہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

۵۔ ''عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَرَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَامَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَمَلُہٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثٍ صَدَقَۃٌجَارِیَۃٌوَعِلْمٌ یُنْتَفَعُ بِہٖ وَوَلَدٌصَالِحٌ یَدْعُوْلَہٗ''(متفق علیہ)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل کا ثواب موقوف ہو جاتا ہے مگر تین عملوں کا ثواب باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، علم جس سے لوگ نفع اٹھائیں اور اولاد صالح جو اس کیلئے دعا کرتی ہے۔"

۶۔ سعید بن صالح سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن کی طرف سے جو سوتے میں فوت ہو گئے تھے بہت سے غلام آزاد کئے۔

(موطا امام مالک)

۷۔ "كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَافَرَغَ عَلٰى قَبْرِهٖ وَقَالَ اسْتَغْفِرُوْا لِاَخِيْكُمْ وَاسْأَلُوا اللّٰهَ لَهُ التَّثْبِيْتَ فَاِنَّهُ الْاٰنَ يُسْئَلُ"

(ردالمختار بحوالہ سنن نسائی)

ترجمہ: "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب دفن میت سے فارغ ہوتے تو کچھ دیر اس کی قبر پر کھڑے رہتے اور فرماتے اپنے بھائی کیلئے اللہ کے حضور استغفار کرو۔ اور اس کیلئے سوال جواب میں ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ ابھی اس سے سوالات قبر ہونے والے ہیں۔"

مسلک فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ:

۱۔ حضرت ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

"فَذَهَبَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَاَحْمَدُ وَجُمْهُوْرُ السَّلَفِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ اِلٰى وُصُوْلِهَا" (شرح فقہ اکبر، ص ۱۳۱، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یعنی امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور جمہور سلف کا عقیدہ ہے کہ میت کو ثواب پہنچتا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

"لہذا جمہور فقہاء حکم کردہ است کہ ثواب ہر عبادت بمیت میرسد۔"

ترجمہ: "لہذا جمہور فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ہر قسم کی عبادت کا ثواب میت

کو پہنچتا ہے۔''

تمام اہل سنت جماعت کا متفقہ عقیدہ:

عقائد اہل سنت و جماعت کے مشہور ترجمان حضرت علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ شرح عقائد میں فرماتے ہیں:۔

''وَفِیْ دُعَاءِ الْاَحْیَاءِ لِلْاَمْوَاتِ وَصَدَقَتِہِمْ عَنْہُمْ نَفْعٌ لَہُمْ خِلَافًا لِلْمُعْتَزِلَۃِ''

ترجمہ: ''زندوں کے مردوں کیلئے دعا اور صدقہ وخیرات کرنے میں مردوں کو ضرور نفع پہنچتا ہے صرف فرقہ معتزلہ ایصال ثواب کا منکر ہے۔'' (شرح عقائد نسفی)

صاحب بحرالرائق کتاب بدائع سے نقل کرتے ہیں:۔

''مَنْ صَامَ اَوْصَلّٰی اَوْتَصَدَّقَ وَجَعَلَ ثَوَابَہٗ لِغَیْرِہٖ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَلِلْاَمْوَاتِ جَازَوَیَصِلُ ثَوَابُہَا اِلَیْہِمْ عِنْدَاَہْلِ السُّنَّۃِوَالْجَمَاعَۃِ''

ترجمہ: ''جو شخص روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ کرے اور اس کا ثواب کسی کو بخشے تو یہ بالکل جائز ہے اور اس کا ثواب اہل سنت کے نزدیک مردے کو ضرور پہنچتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ صحیح عقائد اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !!

باب نمبر 15:

مسئلہ بدعت

مکتوبات شریف میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس اللہ سرہٗ نے بدعت کے متعلق متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ: ''فقیر کسی بدعت کو حسنہ نہیں مانتا اور فقیر کو کسی بدعت میں حسن نظر نہیں آتا۔'' مخالفین، مکتوبات شریف کے اس طرح کے الفاظ سے دھوکا دیتے ہیں۔ لہٰذا غلط فہمی کے ازالہ کیلئے مسئلہ بدعت میں حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ کے مسلک و مشرب کی وضاحت ضروری ہے۔ درج ذیل تحقیق سے واضح ہو جائے گا کہ اس مسئلہ میں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کا دوسرے علمائے اہل سنت سے کوئی اختلاف نہیں۔

حضرت شاہ عبد الغنی محدث دہلوی ثم مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن ماجہ کے حاشیہ انجاح الحاجہ میں حدیث: ''كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' کے تحت فرماتے ہیں:

''نہایۃ میں ہے کہ بدعت دو قسم ہے بدعت ہدیٰ اور بدعت ضلالۃ۔ تو جو بدعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو وہ لائق مذمت و انکار ہے اور جو بدعت ان چیزوں کے تحت ہو جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھی ہیں وہ لائق مدح ہے اور جن چیزوں کی شرع میں کوئی مخصوص صورت نہ ہو۔ جیسے جود و سخا کی مختلف صورتیں اور نیک اعمال کے مختلف طریقے تو ایسی چیزیں افعال محمودہ (پسندیدہ) میں داخل ہیں اور ان کو خلاف شرع نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چیزوں پر ثواب مقرر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے:

''مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا وَقَالَ فِيْ ضِدِّهَا مَنْ

سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا"

ترجمہ: "جو شخص اسلام میں نیک طریقہ جاری کرے تو اس کو اس کے جاری کرنے کا اجر ملے گا اور ان کا ثواب بھی ملے گا جو اس پر عمل کریں گے اور جو شخص اسلام میں برا طریقہ جاری کرے گا تو اس کا بوجھ اس پر ہو گا اور جتنے لوگ اس برے طریقے پر عمل پیرا ہوں گے ان سب کا بوجھ بھی اس پر ہو گا۔"

اور برا طریقہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے خلاف ہو۔ اور اسی اچھے طریقے میں سے تراویح باجماعت ادا کرنے کے متعلق حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا قول مبارک: "نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ" ہے اور تراویح کا باجماعت ادا کرنا چونکہ نیک کام تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں نہیں تھا۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو نعمت البدعہ فرمایا کہ بہت اچھی بدعت ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو تراویح دو تین رات ادا فرمائیں پھر انہیں چھوڑ دیا اور ان کی پابندی نہ فرمائی اور نہ لوگوں کو اس کیلئے جمع فرمایا اور نہ ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں تراویح کو باجماعت نماز کی صورت میں اہتمام کے ساتھ ادا کیا گیا بلکہ تراویح کو یہ حیثیت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حاصل ہوئی اور لوگوں کو جماعت کی صورت میں ان کی ادائیگی کی ترغیب دی۔ تو اس بنا پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح پر بدعت کا اطلاق کر دیا ورنہ درحقیقت یہ سنت میں داخل ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:۔

"عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ"

ترجمہ: "تم پر لازم ہے کہ میرے طریقے اور میرے بعد آنے والے خلفاء راشدین کے طریقے پر قائم رہو۔"

یہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ''

ترجمہ: ''میرے بعد آنے والے (صحابہ کرام) کی اقتداء و پیروی کرو۔''

یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ''

ترجمہ: ''میرے بعد آنے والوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) کی اقتداء و پیروی کرو۔''

اس تحقیق کے پیش نظر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: ''کُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ'' کی تاویل کرنا ضروری ہے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد بدعت محدثہ مذمومہ سے وہ ہے جو اصول شریعت کے خلاف ہو اور موافق سنت نہ ہو۔ اور عرف میں بدعت کا اطلاق عموماً بدعت مذمومہ پر ہی ہوتا ہے۔

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ حدیث: ''کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ'' کے تحت لکھتے ہیں کہ: یہ عام مخصوص البعض ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد عام مخصوص البعض ہے: ﴿وَاُوْتِیَتْ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ﴾ ترجمہ: ''اس عورت (ملکہ سبا بلقیس) کو سب کچھ دیا گیا ہے۔''

یا ہوا کے متعلق قرآن کریم میں وارد ہوا: ﴿تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ﴾ ترجمہ: ''وہ ہوا ہر شے کو تباہ و برباد کر دیتی تھی۔'' اور کل بدعۃ ضلالہ سے مراد عام بدعات ہیں۔ لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں، جس کی مثال نہ ہو اور اصطلاح شرع میں بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں نہ تھی۔

اقسام بدعت:

امام ابو محمد عبد العزیز بن عبد السلام اپنی کتاب القواعد کے آخر میں فرماتے ہیں بدعت پانچ قسم ہے۔

۱۔ **بدعت واجبہ**...... جیسے علم نحو کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کا کلام سمجھنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے کیونکہ شرع شریف کی حفاظت ضروری ہے اور یہ حفاظت بغیر ان

قواعد نحویہ کے نصیب نہیں ہو سکتی اور جو چیز کسی ضروری چیز کا ذریعہ اور واسطہ ہو وہ بھی ضروری اور واجب ہوتی ہے اسی طرح قرآن وسنت کے غرائب کا (الفاظ مشکلہ کیلئے لغات کا تتبع) حفظ بھی واجب وضروری ہے۔ یوں ہی علم اصول فقہ اور علم کلام کی تدوین، جرح وتعدیل کے قواعد اور سقیم وصحیح احادیث کی تمیز کے طریقے جاننا بھی واجب وضروری ہے۔

۲۔ بدعت محرمہ...... بدعت محرمہ یہ ہے جیسے قدریہ، مرجیہ اور مجسمہ فرقوں کے عقائد اور ان فرقوں کی تردید بھی واجب وضروری ہے کیونکہ حفظ شرع کی خاطر ان بدعتی فرقوں کی تردید فرض کفایہ ہے۔

۳۔ بدعت مستحبہ...... جیسے مدارس دینیہ کا قیام، مسافر خانے بنانا اور وہ نیک کام جو صدر اول میں موجود نہیں تھا۔ اس طرح نماز تراویح کی باجماعت ادائیگی، تصوف کے باریک مسائل میں بحث وگفتگو، دلائل کے ذریعہ مسائل کی تفہیم کے لئے مجالس ومحافل کا انعقاد کہ یہ سب امور مستحب ومندوب ہیں۔

۴۔ بدعت مکروہ...... جیسے خلاف شرع طریقہ پر مساجد کو سجانا وغیرہ۔

۵۔ بدعت مباحہ...... جیسے نماز صبح وعصر کے بعد مصافحہ، لذیز کھانوں، عمدہ مشروبات، بہترین لباس اور اعلیٰ درجہ کے مکامات کا استعمال کہ یہ اشیاء بدعت مباحہ ہیں۔'' نیز عرس، مولود خوانی، ایصال ثواب بہ ہیئت کذائی (فاتحہ دلانا) یہ امور بھی بدعت حسنہ ہونے کی وجہ سے جائز ہیں

حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ بھی ان تمام مذکورہ امور کو درست مانتے ہیں۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے مکاتیب شریفہ میں متعدد مقامات پر یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ: ''کوئی بدعت حسنہ نہیں یا بدعت میں کوئی حسن نہیں۔'' اور مخالفین حضرات اہل سنت وجماعت کے خلاف حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی اس بات کو خوب اچھالتے ہیں۔ سو در حقیقت حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کے ان الفاظ میں کوئی اشکال یا پیچید گی نہیں کیونکہ جس فعل یا جس چیز کو دوسرے علماء بدعت حسنہ کہتے ہیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ اسے داخل سنت مانتے ہیں

اور اس پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے بلکہ بدعت کو بدعت سیئہ ہی میں منحصر مانتے ہیں۔ یہ ایک اصطلاحی فرق ہے اس بنا پر حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ اور دوسرے علماء کے درمیان یہ محض لفظی اختلاف ہے۔ حقیقی اختلاف نہیں۔ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ بدعت حسنہ یا سیئہ کے متعلق حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ کا مذکورہ اصطلاحی فرق درج ذیل وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسئلہ بدعت میں حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ اور دوسرے علمائے کرام کے درمیان صرف لفظی اور اصطلاحی فرق ہے حقیقتاً کوئی اختلاف نہیں۔

۱۔ حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ عرس بزرگانِ دین کو جائز مانتے ہیں اور ان میں شرکت بھی کرتے رہے ہیں۔ نیز حضرات القدس جلد دوم کے صفحہ ۲۹ پر ہے کہ آنجناب بتقریب عرس حضرت خواجہ قدس سرہٗ دہلی تشریف لائے۔

۲۔ نیز گاہ گاہ آپ اپنے فوت شدگان کی فاتحہ بھی دلاتے تھے۔ چنانچہ ایصال ثواب کے باب میں اسی امر کا تذکرہ موجود ہے اور زبدۃ المقامات تصنیف حضرت خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ جامع دفتر ثالث مکتوبات و مرید خاص حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ میں اپنے پیر و مرشد امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

> ''آز انجملہ یہ کہ ایک روز آپ نے اپنے ایک فرزند متوفی کے ایصال ثواب کیلئے کھانا پکوایا۔ غلبہ انکسار کے باعث آپ کی زبان مبارک سے نکلا کہ یہ ہمارا صدقہ کیونکر قبول ہوگا۔ کیونکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ'' ''سوائے اس کے نہیں کہ اللہ پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے۔'' تو اس اثنا میں آپ کو آواز پہنچی: ''اِنَّکَ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ'' ''تم پرہیزگاروں میں سے ہو۔''
>
> (زبدۃ المقامات: ۱۸۱)

۳۔ مولود خوانی کو جائز قرار دیتے تھے۔ جیسے کہ مکتوبات شریف کے دفتر ثالث میں مذکور ہے۔

۴۔ مزارات بزرگان دین کی زیارت کو تشریف لے جاتے تھے اور قبر پر پڑے ہوئے

اچھاڑ وغلاف کومتبرک جانتے تھے اور عقیدت کے ساتھ قبول کرتے تھے۔ چنانچہ حضرات القدس (مصنفہ علامہ بدرالدین سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ رشید حضرت امام ربانی مجدد الف رضی اللہ عنہ) میں درج ذیل واقعہ مذکور ہے:۔

مکاشفہ:

ایک دفعہ حضرت شیخ (مجدد صاحب قدس سرہ) اجمیر شریف زیارت روضہ شریفہ قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ تشریف لے گئے تھے اور بہت دیر تک اس بدر اولیاء کے مزار پرانوار پر مراقب رہے جب باہر نکلے تو محرمانِ اسرار خاصہ سے فرمایا کہ حضرت خواجہ نے بہت کچھ اعطاف والطاف فرمایا اور اپنے برکات خاصہ کی ضیافت کی اور سخنان اسرار کی گفتگو فرمائی اور ہم کو جو یہ کوشش تھی کہ لشکر سلطانی کی ہمراہی سے علیحدگی ہو جائے۔ آپ نے اس سے منع فرمایا اور اس کو رضائے حق تعالیٰ پر تفویض کرنے کیلئے حکم دیا۔ اتنے میں مجاوران مرقد منور حضرت خواجہ قدس سرہ چادر غلاف قبر شریف حضرت خواجہ کی کہ ہر سال تازہ آپ کی قبر پر قرب اثر پڑالی جاتی ہے یا سلاطین وقت اس کو تبرکاً لے لیتے ہیں اور لعل وزمرد کی طرح صندوق میں کامل تعظیم کے ساتھ محفوظ رکھتے ہیں۔ بطور تحفہ کے آنجناب کے پاس لائے اور کہا کہ آپ سے بڑھ کر اس تبرک کا سزاوار اور کوئی نہیں ہے آپ نے اس کو ادب کے ساتھ لیا اور فرمایا کہ حضرت خواجہ کا یہ تبرک ہمارے کفن کیلئے رکھا جائے کہ اس وقت اس کے سوا حضرت خواجہ کے پاس اور کوئی لباس نہ تھا اس لئے اسے ہم کو عطا فرمایا؟ (حضرات القدس جلد دوم صفحہ ۷۹، ۸۰)

جب اہل سنت و جماعت میں مروجہ تمام مذکورہ معمولات کو حضرت شیخ مجدد قدس سرہ جائز اور صحیح جانتے اور عملی طور پر انہیں کرتے بھی ہیں اور اس کے برعکس مخالفین کے نزدیک یہ چیزیں بدعت سیئہ ہیں تو یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ چیزیں بدعت سیئہ نہیں کیونکہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ آپ کے نزدیک یہ چیزیں بدعت سیئہ بھی ہوں اور پھر آپ کے نزدیک جائز بھی ہوں؟

۵۔ اسی نزاعِ لفظی کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت شاہ محمد مظہر رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت شاہ احمد سعید دہلوی قدس سرہٗ اپنی کتاب مقاماتِ سعیدیہ کے صفحہ ۱۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

''میفر مودند کہ بدعت حسنہ نزد امام ربانی قدس سرہٗ داخل سنت است اطلاق بدعت برآن نمے فرمائید بموجب کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ونزاع درمیان ایشاں وعلماء کہ بوجود حسن در بدعت قائل اند لفظی است واین رابلبغ وجود ثابت کردہ اند در رسالہ رابطہ''

ترجمہ: ''(حضرت شاہ احمد سعید دہلوی) فرمایا کرتے تھے کہ بدعت حسنہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے نزدیک داخل سنت ہے۔ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ قاعدہ کلیہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃ کے مطابق اس پر بدعت کے لفظ کا اطلاق نہیں کرتے اور حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ اوران علماء کے درمیان جو بدعت حسنہ کے قائل ہیں۔صرف لفظی نزاع ہے اور (حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) نے اس بحث کو اپنے رسالہ رابطہ میں پوری شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے۔''

۶۔ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ اور دوسرے علمائے اہل سنت کے درمیان اس اصطلاحی اور لفظی فرق کو بیان کرتے ہوئے حضرت علامہ محمد مراد مکی معرب مکتوبات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

''یَقُوْلُ الْمُعَرِّبُ عُفِیَ عَنْہُ قَدْ شَدَّدَ الْاِمَامُ الرَّبَّانِیُّ قُدِّسَ سِرُّہٗ فِی الْبِدْعَۃِ تَشْدِیْدًا کَثِیْرًا فِیْ غَیْرِ مَوْضِعٍ مِّنْ مَکَاتِبِہٖ وَیُحَقُّ لَہٗ ذٰلِکَ فَلَوْ لَا ھٰذَا الْاِسْتِغْرَاقَتْ ظُلُمَاتُ الْبِدْعَۃِ جَمِیْعَ بِلَادِ الْھِنْدِ وَمَاوَرَاءِ النَّھْرِ وَلَا یُخَالِفُ قَوْلُہٗ فِیْ ذَالِکَ قَوْلَ الْعُلَمَاءِ الْاَسْلَافِ رَحِمَھُمُ اللّٰہُ حَیْثُ قَسَّمُوْا الْبِدْعَۃَ عَلٰی حَسَنَۃٍ وَسَیِّئَۃٍ وَاَرَادُوْا بِالْحَسَنَۃِ مَایَکُوْنُ لَہٗ اَصْلٌ فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ وَلَوْ اِشَارَۃً کَبِنَاءِ الْمَنَائِرِ وَالْمَدَارِسِ وَالرِّبَاطَاتِ وَتَدْوِیْنِ الْکُتُبِ وَتَرْتِیْبِ الدَّلَائِلِ وَنَحْوِ ذَالِکَ وَالسَّیِّئَۃَ مَالَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ فِیْہِ

اَصلًافالِامَامُ قُدِّسَ سِرُّہٗ لَایُطلِقُ اِسمَ البِدعَۃِعَلی القِسمِ الاَوَّلِ لِوُجُودِ اَصلِہٖ فِی الصَّدرِ الاَوَّلِ فَلا یَکُونُ مُبتَدِعًاوَمُحدِثًابَل یَخُصُّہٗ بِالقِسمِ الثَّانِی فَقَط لِکَونِہٖ مُبتَدِعًاوَّمُحدِثًاحَقِیقَۃً لِقَولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَکُلُّ بِدعَۃٍضَلَالَۃٌفَالنِّزَاعُ بَینَھُمَالَفظِیٌّ اَعنِی فِی اِطلَاقِ اِسمِ البِدعَۃِ عَلَی القِسمِ الاَوَّلِ وَعَدمِ اِطلَاقِہٖ......اَلحَسنَۃُعِندَالعُلَمَاءِ دَاخِلَۃٌ عِندَالِامَامِ الرُّبَانِیِ قُدِّسَ سِرُّہٗ فِی السُّنَّۃِ‘‘

ترجمہ:’’معرب (مکتوبات امام ربانی محمد مراد مکی) عفی عنہ کہتا ہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ نے اپنے مکتوبات میں بہت سے مقامات پر بدعت کے متعلق سخت رویہ اختیار فرمایا ہے اور آپ اس کے حق دار بھی تھے کیونکہ اگر بدعت کے معاملہ میں آپ شدت نہ اختیار فرماتے تو سارا ہندوستان اور ماوراء النہر کا علاقہ بدعت کی تاریکیوں میں ڈوب جاتا لیکن بدعت کے متعلق آپ کا یہ رویہ دوسرے علمائے اسلاف کے قول کے خلاف نہیں کہ بدعت دو قسم ہے بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ کیونکہ حسنہ سے ان کی مراد ہر ایسی شئی ہے جس کیلئے صدر اول میں اصل موجود ہو اگرچہ اشارۃً ہی ہو۔ جیسے مساجد کے منارے بنانا۔ مدراس اسلامیہ قائم کرنا۔ مسافر خانے تعمیر کرنا، کتابوں کی تدوین اور دلائل کی ترتیب اور اسی طرح اور چیزیں۔ اور بدعت سیئہ وہ ہے جس کی صدر اول میں بالکل کوئی اصل اور بنیاد نہ ہو تو حضرت امام ربانی قدس سرہٗ بدعت کی قسم اول پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے۔ کیونکہ اس کی اصل صدر اول میں موجود ہوتی ہے۔ تو ایسا شخص مبتدع اور مُحدِث بھی نہیں کہلائے گا بلکہ آپ بدعت کا اطلاق صرف دوسری قسم پر ہی کرتے ہیں۔ دراصل اس دوسری قسم کا مرتکب ہی مبتدع اور مُحدِث کہلانے کا سزاوار ہے اور اس بنا پر بھی کہ حضور علیہ السلام نے مطلقاً فرمایا کُلُّ بِدعَۃٍ ضَلَالَۃٌ خلاصہ یہ نکلا کہ بدعت حسنہ اور سیئہ کے مسئلے

میں امام ربانی قدس سرہٗ اور دوسرے علمائے کرام کے درمیان محض نزاع لفظی ہے کہ قسم اول پر بدعت کا اطلاق کرنا چاہئے یا نہیں الغرض علماء جسے بدعت حسنہ کہتے ہیں مجدد صاحب قدس سرہٗ کے نزدیک سنت میں داخل ہے۔"

۷۔ شاہ عبدالغنی محدث دہلوی ابن ماجہ کے حاشیہ انجاح الحاجۃ میں حدیث: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَاھٰذَامَالَیْسَ مِنْہُ کے تحت فرماتے ہیں:۔

"اَیْ مَالَمْ یَکُنْ مِنْ وَسَائِلِہٖ فَاِنَّ الْوَسِیْلَۃَدَاخِلَۃٌفِیْہِ وَلِھٰذَاقَالَ الشَّیْخُ الْمُجَدِّدُرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ الْعُلُوْمَ الَّتِیْ وَسَائِلُ لِاَمْرِالدِّیْنِ کَالصَّرْفِ وَالنَّحْوِدَاخِلَۃٌفِی السُّنَّۃِ وَلَایُطْلَقُ عَلَیْھَااِسْمُ الْبِدْعَۃِفَاِنَّ الْبِدْعَۃَعِنْدَہٗ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لَیْسَ فِیْھَاحُسْنٌ اَلْبَتَّۃَ"

ترجمہ: "یعنی مردود وہ بدعت ہے جو دین یا دین کے وسائل سے نہ ہو کیونکہ کسی شے کا ذریعہ اور وسیلہ بھی اس شے میں داخل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایسے علوم جو حصول دین کے ذرائع اور وسائل ہیں جیسے علم صرف ونحو وغیرہ وہ سنت میں داخل ہیں اور حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ ان پر بدعت کا اطلاق نہیں کرتے۔ کیونکہ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے نزدیک بدعت میں بالکل کوئی حسن نہیں۔" (انجاح الحاجہ ھامش ابن ماجہ ص ۱۱۰)

الغرض مذکورہ بالا بحث وتحقیق سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوگیا کہ اس مسئلہ میں بھی حضرت امام ربانی قدس سرہٗ اور دوسرے علمائے اہل سنت وجماعت میں ہرگز کوئی اختلاف نہیں۔ امید ہے کہ یہ تحقیق ذہن نشین ہوجانے کے بعد مخالفین اس معاملہ میں بھی کسی کو بہکانے میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے۔

☆☆☆

باب نمبر 16:

افضلیت شیخین

جو لوگ سلاطین مغلیہ کے دورِ حکومت کی تاریخ سے واقف ہیں انہیں اچھی طرح علم ہے کہ دورِ اکبری میں مغلیہ حکومت کے اندر شیعوں کا کافی عمل دخل ہو چکا تھا اور عہد اکبری میں تو نور جہاں کی بدولت حکومت کی پوری باگ ڈور ہی شیعوں کے ہاتھ چلی گئی تھی، خود جہانگیر تزکِ جہانگری میں رقم طراز ہے:۔

''دردولت پادشاہی من حالا دردست ایں سلسلہ است پدر دیوان کل پسر وکیل مطلق۔ دختر ہمراز و مصاحب۔''

ترجمہ:''اب میری ساری بادشاہی ہی اسی سلسلہ (نور جہاں کے خاندان) کے ہاتھ میں ہے اس (نور جہاں) کا باپ دیوان کل ہے اور اس کے باپ کا لڑکا (آصف خان) وکیل مطلق ہے اور بیٹی ہمراز و ہم صحبت۔''

ایسے حالات میں ''اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ'' کے مطابق لوگوں پر شیعیت کا اثر ہونا ضروری تھا چنانچہ عوام میں شدہ شدہ شیعی نظریات وخیالات سرایت کرنے لگے۔ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی 'افضلیت مطلقہ' کا عقیدہ اور جن صحابہ کرام نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے اختلافات کئے تھے، ان کے متعلق عام لوگوں میں بغض وعداوت کے اثرات پھیلنے لگے

حضرت شیخ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی دنیا میں تشریف آوری ہی چونکہ اس لئے ہوئی تھی کہ اس طرح کے فتنوں کا استیصال (ختم) کر کے دین اسلام کو از سرنو تازہ کریں۔ اس لئے آپ نے اس فتنہ کی طرف خاص توجہ کی۔ اس مقصد کے لئے آپ نے شیعہ علماء سے مناظرے

ومباحثے کیے جن میں ان کو فاش شکستیں ہوتی رہیں۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شیعیت کے جراثیم جو بڑی تیزی سے پھیل رہے تھے بہت حد تک رک گئے اور آپ رحمہ اللہ کی اس ضرب کاری نے اس فتنہ کی کمر توڑ دی۔ شیعیت کی تردید میں رسائل وکتابیں تصنیف فرمائیں، جس سے شیعیت کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات کے بادل چھٹ گئے۔ اپنے بیسیوں مکاتیب میں اطراف عالم میں پھیلے ہوئے اپنے خلفاء ومریدین کو اس فتنہ کی سرکوبی کی تلقین وتاکید فرمائی۔

سادہ لوح مسلمانوں کے عقیدہ پر کیسے حملہ کیا جاتا؟

۱...... شیعہ حضرات سادہ لوح سنیوں کو بہکانے کی ابتداء اس طرح کرتے ہیں کہ عوام سنیوں کو سب سے پہلے اس عقیدے پر لانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نسب میں قریبی رشتہ دار ہیں۔

۲...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے لاڈلی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

۳...... حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بچپن سے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آغوش تربیت میں پروان چڑھے۔

٤...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان سے مختلف مواقع پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے خصوصی فضائل ومناقب بیان فرمائے۔ ان خصوصیات کی بنا پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب صحابہ سے افضل اور بلند مرتبہ تھے۔ لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد خلافت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کے اولین حقدار وہی تھے لیکن خلفائے ثلاثہ اور دیگر صحابہ نے ان کو ان کا یہ حق نہ دیا بلکہ آپ کا حق غصب کر لیا۔ اور ان سے بے انصافی کی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ منتخب کرنے میں غلطی کی۔ (معاذ اللہ!)

بس یہاں سے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم اور بعض دوسرے اجلہ صحابہ سے بغض وعداوت اور بدظنی کی ابتدا ہوتی ہے۔ مختصر یہ کہ شیعیت کا پہلا زینہ عقیدہ ''تفضیل علی'' ہے۔ حضرت شیخ

مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے گراں قدر مکتوبات میں جابجا اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ اس سلسلے کے چند ایک اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں۔ قارئین کرام پر ان اقتباسات کے مطالعہ سے واضح ہو جائے گا کہ افضلیت شیخین (صدیق و عمر) رضی اللہ عنہما کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک قطعی و اجماعی ہے اور جو شخص بھی اس عقیدہ سے انحراف کرتا ہے وہ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے۔

چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

ا۔ ''وہم چنیں افضلیت شیخین ابوبکر و عمر علیہم الرضوان باجماع صحابہ و تابعین ثابت شدہ است، چنانچہ نقل کردہ اند آنرا اکابر آئمہ کہ یکے از ایشاں امام شافعی است علیہم الرضوان بلکہ فضل مرجمیع صحابہ کرام راست برباقی است چہ ہیچ فضلیتے بفضل صحبت خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات عدیل نتوانند شد فعل یسیر کہ از اصحاب علیہم الرضوان در وقت ضعفِ اسلام وقلت مسلمانان از برائے تائید دین متین ونصرت سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات صادر شدہ است اگر دیگراں در تمام عمر بریاضات ومجاہدات سعی نمایند بمرتبہ آن فعل قلیل اصحابِ نرسند لہذا آں سرور فرمودہ علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کہ اگر انفاق نماید یکے از شما نندکوہ احد طلا رانرسد آن انفاق بمد شعیر اصحاب کہ انفاق نمایند بلکہ بہ نصف ہم نرسد افضلیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ازیں راہ آمدہ است کہ او اسبق است در انفاق اموال کثیرہ و در خدمات لائقہ...... درشان او نازل شدہ آیت کریم لَايَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى''

ترجمہ: ''اور اسی طرح شیخین (ابوبکر و عمر) علیہما الرضوان کی تمام صحابہ کرام اور تابعین کے اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ اکابر ائمہ دین نے اس اجماع کو نقل کیا ہے۔ ان ائمہ

دین میں سے ایک حضرت امام شافعی ہیں علیہم الرضوان بلکہ تمام صحابہ کرام کو باقی امت پر افضلیت حاصل ہے کیونکہ کوئی فضیلت بھی صحبتِ خیر البشر علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے برابر نہیں ہوسکتی۔ مسلمانوں کی قلت اور ضعف اسلام کے زمانہ میں تائید دین متین اور نصرت سید المرسلین وعلیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات میں صحابہ کرام سے جو معمولی درجے کا نیک کام بھی صادر ہوا ہے اگر بعد والے تمام عمر ریاضات ومجاہدات میں اپنی پوری طاقت صرف کر دیں تو بھی صحابہ کرام (علیہم الرضوان) کے اس فعل قلیل کے مرتبہ کو نہیں پا سکتے۔ اس بنا پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے صحابہ کے بعد آنے والو! اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کی مقدار میں بھی فی سبیل اللہ سونا خرچ کر دے تو میرے صحابہ کے اک سیر (کلو) بلکہ نصف سیر جو انہوں نے راہ خدا میں دیے اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دوسرے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ آپ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے میں، جان نثاری میں، راہ خدا میں اموال کثیرہ خرچ کرنے میں اور دوسری خدمات لائقہ میں سب سے اول واسبق ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں درج ذیل آیت کریمہ نازل ہوئی: اے صحابہ! تم میں وہ لوگ جو فتح مکہ سے قبل راہ خدا میں مال خرچ کرتے رہے اور جہاد میں مصروف رہے۔ مرتبہ میں برابر نہیں ہوسکتے بلکہ یہ درجہ اور شان میں ان سے بہت بڑھ کر ہیں، جنہوں نے بعد فتح (مکہ) اپنے مال راہ خدا میں خرچ کیے اور کفار سے لڑے۔ لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دونوں گروہوں سے کیا ہوا ہے۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ سے افضل ہونے کی وجہ:

۲۔ ’’جمع نظر بر کثرتِ فضائل ومناقب دیگران انداختہ در افضلیت او توقف مینمانیدن

میدانند اگر سبب افضلیت کثرت فضائل ومناقب بود بساست کہ بعضے از آحادِ امت کہ ایں فضائل دارند از نبی خود افضل باشند کہ این فضائل ندارد پس مابہ التفاضل دیگر است وراء این فضائل ومناقب وآن بزعم ابن فقیر اسبقیت تائید دین واقدمیت انفاق اموال وبذل انفس در نصرت احکام دین رب العالمین۔"

ترجمہ: "ایک گروہ دوسرے صحابہ کرام کے کثرتِ فضائل ومناقب پر نظر کرتے ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں توقف کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ اگر افضلیت کا سبب کثرت فضائل ومناقب کو قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں تو بعض غیر صحابہ جو بکثرت فضائل ومناقب رکھتے ہیں اپنے نبی سے بھی افضل قرار پائیں گے جو اس طرح نہ ہو (حالانکہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا عقلاً وشرعاً محال ہے لہٰذا کثرتِ فضائل ومناقب افضلیت کی وجہ نہیں ہوسکتی) بلکہ افضلیت کی وجہ ان فضائل ومناقب کے سوا اور چیز ہے۔ اور وہ اس فقیر کے نزدیک تائید دین اسلام میں اولیت واسبقیت اور رب العالمین کے احکام کی مدد ونصرت میں جان نثاری اور انفاق اموال میں پیش پیش ہونا ہے۔"

اسی مکتوب میں دو سطر چھوڑ کر فرماتے ہیں:۔

۳۔ "ودرین امت بعد از نبی ما علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام صاحب این دولت عظمیٰ صدیق رضی اللہ عنہ است کہ اسبق سابقان ست در انفاق اموال کثیر ودر مقابلہ ومجادلہ شدیدہ ودر بذل عرض وجاہ ودر رفع فساد وتباہ از جہت تائید دین ونصرت سید المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات پس افضلیت از دیگراں اورا مسلم باشد۔"

ترجمہ: "اور تائید دین متین میں اولیت کی دولت عظمیٰ ہمارے نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے کیونکہ آپ ہی راہ حق تعالیٰ میں اموال خرچ کرنے، کفار سے جدال وقتال کرنے میں، اپنی عزت وآبرو دین

کے لئے لٹا دینے میں، فساد اور خرابیوں کو دور کرنے میں اور تائید دین اور حضور علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کی مدد و نصرت کرنے میں سب سے سابق اور پہلے ہیں۔ لہٰذا تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے افضلیت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہے۔''

اسی مکتوب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:۔

۴۔ ''وحضرت امیر رضی اللہ عنہ نیز فرمودہ است کہ ابوبکر وعمر افضل این امت اند ہر کہ مرا بر ایشاں فضل دہد مفتری ست او را تازیانہ زنم چنانچہ مفتری را زنند تحقیق ایں مبحث در کتب ورسائل خود بتفصیل نمودہ۔''

ترجمہ: ''حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس امت میں سب سے افضل ہیں جو شخص مجھے ان سے افضل قرار دے وہ مفتری (بہتان لگانے والا) ہے۔ میری طرف سے ایسے شخص کو مفتری کی طرح کوڑے مارنے کا حکم ہے۔ میں نے اس مسئلے کی تحقیق اپنے رسائل اور اپنی کتابوں میں کر دی ہے۔''

۵۔ ''امام برحق وخلیفہ مطلق بعد حضرت خاتم مرسل علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات حضرت ابوبکر صدیق است۔'' (مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم)

ترجمہ: ''حضور ختم المرسلین علیہ وعلیہم الصلوٰت والتسلیمات کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔''

۶۔ ''افضلیت حضرات خلفائے اربعہ بترتیب خلافت ایشانست چہ اجماع اہل حق کہ افضل بشر بعد پیغامبران صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ سبحانہ علیہم اجمعین، حضرت صدیق است رضی اللہ عنہ بعد ازاں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ۔''

(دفتر سوم مکتوب نمبر ۱۷)

ترجمہ:''حضرات خلفائے اربعہ (رضی اللہ عنہم) میں افضلیت کی ترتیب، خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے کیونکہ اس امر پر اہل حق کا اجماع واتفاق ہو چکا ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء علیہم الصلوٰت التسلیمات سیدنا حضرت صدیق ہیں پھر فاروق اعظم اور پھر حضرت عثمان غنی اور پھر سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔''

۷۔ ''افضلیت ایشاں بترتیب خلافت است افضلیت شیخین باجماع صحابہ وتابعین ثابت شدہ است۔''

ترجمہ:''خلفائے اربعہ میں افضلیت کی ترتیب خلافت کی ترتیب کے مطابق ہے شیخین (ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما) کی تمام صحابہ پر افضلیت خود صحابہ کرام وتابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔''

۸۔ ''حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ کسیکہ مرا برابی بکر وعمر فضل بدہد مفتری است واورا تازیانہ زنم چنانچہ مفتری رازنند۔'' (مکتوب نمبر ۶۷ دفتر دوم)

ترجمہ:''حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں جو مجھے ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) پر فضیلت دے وہ مفتری (بہتان لگانے والا) ہے میں اسے اسی طرح کوڑے لگاؤں گا جس طرح مفتری کو لگائے جاتے ہیں۔''

۹۔ ''بعد الحمد والصلوٰۃ وتبلیغ الدعوات معلوم اخوی ارشدی خواجہ محمد اشرف باد، بعضے از علوم غربیہ واسرار عجیبہ ومواہب لطیفہ ومعارف شریفہ کہ اکثر آنہا تعلق بفضائل وکمالات حضرات شیخین وذی النورین وحیدر کرار داشتہ حسب فہم قاصر خود مینویسد بگوش ہوش استماع فرمانید صدیق وفاروق باوجود حصول کمالات محمدی ووصول بدرجات ولایت مصطفوی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام درمیان انبیاء ماتقدم درطرف ولایت مناسبت بحضرت ابراہیم صلوٰت اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ نبینا وعلیہ دارند ودرطرف دعوت کہ مناسب بحضرت موسیٰ دارند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علیٰ نبینا وعلیہ حضرت

ذوالنورین در ہر دو طرف مناسبت بحضرت نوح دارند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ اور حضرت امیر در ہر دو طرف مناسبت بحضرت عیسیٰ دارند صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ وچوں حضرت عیسیٰ روح اللہ است وکلمہ اولا جرم طرف ولایت در ایشاں غالب است از جانب نبوت در حضرت امیر نیز بواسطہ آن مناسبت طرف ولایت غالب است۔''

ترجمہ: ''حمد وصلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد اخوی ارشدی خواجہ محمد اشرف پر واضح ہو کہ بعضے علوم غریبہ واسرار عجیبہ ومواہب لطیفہ اور معارف شریفہ کہ ان سے اکثر کا تعلق فضائل وکمالات شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) حضرت (عثمان) ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور فضائل وکمالات حضرت حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اپنے فہم قاصر کے مطابق لکھتا ہوں، گوش ہوش (انتہائی توجہ) سے سنیں، حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما، کمالات محمدی کے حصول کے باوجود گذشتہ انبیاء کرام میں سے جانب ولایت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور جانب دعوت وتبلیغ میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ صلوات اللہ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہر دو جانب میں حضرت نوح صلوات اللہ وتسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں جانب میں حضرت عیسیٰ صلوات اللہ و تسلیماتہ علی نبینا وعلیہ سے مناسبت رکھتے ہیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ روح اللہ بھی ہیں اور اس کا کلمہ بھی اس بنا پر آپ میں جانب نبوت سے جانب ولایت غالب ہے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ میں بھی اس مناسبت کی بنا پر جانب ولایت غالب ہے۔''

اسی مکتوب میں کچھ سطروں کے بعد فرماتے ہیں:۔

۸۔ حضرت صدیق وفاروق حامل بار نبوت محمدی اند علیٰ اختلاف المراتب وحضرت امیر بواسطہ مناسبت حضرت عیسیٰ وغلبہ جانب ولایت حامل بار ولایت محمدی وحضرت ذوالنورین باعتبار برزخیت حمل بار ہر دو طرف فرمودہ اند وتواند بود کہ بایں اعتبار نیز ایشاں راذوالنورین گویند۔''

ترجمہ:''حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما اپنے اپنے مراتب کے مطابق بار نبوت (نبوت کا بوجھ) کے حامل (اٹھانے والے) ہیں۔اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مناسبت کی وجہ سے ولایت محمدی کے بوجھ کے حامل ہیں اور حضرت عثمان ذوالنورین دونوں جانبوں کے درمیان ہونے کی وجہ سے بار نبوت اور ولایت دونوں کے حامل ہیں۔ممکن ہے اس وجہ سے بھی آپ کو ذوالنورین (دونوروں والے) کہتے ہوں۔''

اسی مکتوب میں چند سطر بعد پھر فرماتے ہیں:۔

۹۔ ''وچوں حضرت امیر حامل بار ولایت محمدی بودہ اند اکثر سلاسل اولیاء بایشاں منتسب گشت وکمالات حضرت امیر بیش از کمالات حضرت شیخین براکثر اولیاء عزلت کہ بکمالاتِ ولایت مخصوص اند ظاہر شد اگر نہ اجماع اند ظاہر شد اگر نہ اجماع اہل سنت برافضلیتِ شیخین بودے کشف اکثر اولیاء عزلت بافضیلت حضرت امیر حکم کردے،زیرا کہ کمالات حضرات شیخین شبیہ کمالات انبیاء است علیہم الصلوٰت والتسلیمات دستِ ارباب ولایت از دامان آن کمالات کوتاہ است وکشف ارباب کشوف بواسطہ علو درجات آنہا در راہ،کمالات ولایت درجنب آں کمالات کالمطروح فی الطریق اند،کمالات ولایت زینہا اند از برائے عروج برکمالات نبوت پس مقدمات راازمقاصد چہ خبر بودو مبادی راازمطالب چہ شعور۔امروزاین سخن بواسطہ بعد نبوت براکثرے گرانست واز قبول دور لیکن چہ تواں کرد

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

آنچہ استاذازل گفت ہمہ میگوئیم

اما الحمدللہ سبحانہ والمنۃ کہ دریں گفتگو بعلماء اہل سنت شکر اللہ سعیہم موافقم وبہ اجماع ایشان متفق استدلالی ایشاں رابرمن کشفی ساختہ اندوتازمانیکہ جمالی راتفصیل این فقیر راتازمانیکہ بکمالات نبوت بمتابعت پیغمبرخودنرسانیدند برفضائل شیخین بطریق کشف اطلاع نہ بخشیدندوغیرازتقلید راہے نہ نمودند اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ روزے شخصے نقل کرد کہ نوشتہ اند کہ نام حضرت امیر برود بہشت ثبت کردہ اند بخاطر رسید کہ حضرات شیخین راخصائص آں موطن چہ باشد بعدازتوجہ تام ظاہرشد کہ دخول ایں امت در بہشت باستصواب وتجویز ایں دوا کابرخواہد بود گوئیا حضرت صدیق بردر بہشت ایستادہ اندوتجویز دخول مردم مے فرمودندوحضرت فاروق دست گرفتہ بدرون مے برندومشہورمیگردد کہ گوئیا تمام بہشت بنور حضرت صدیق مملواست درنظر حقیر حضرات شیخین رادرمیان جمیع صحابہ شانِ علیحدہ است ودرجہ منفردہ گوئیا ہیچ احدے مشارکت ندارند۔"

ترجمہ: "اور چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ولایت محمدی کے بار (بوجھ) کے حامل ہیں۔اس بناپر اکثر سلاسل اولیاء آپ سے منسوب ہیں اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے کمالات اولیاء عزلت (خلوت نشین) پر، جوکمالات ولایت کے ساتھ مخصوص ہیں شیخین کے کمالات کی نسبت بہت زیادہ ظاہر ہوئے ہیں۔اگر افضلیت شیخین (ابوبکروعمر رضی اللہ عنہما) پر اہل سنت وجماعت کا اجماع نہ ہوتا تو اکثر اولیاء عزلت کا کشف اس کے خلاف فیصلہ کرتا دراصل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات، کمالات انبیاء علیہم السلام سے مناسب ومشابہت رکھتے ہیں۔ارباب

ولایت کا ہاتھ کمالات نبوت کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا۔اورارباب کشف کا کشف کمالاتِ نبوت کے درجات کی بلندی کے راستے میں ہی رہ جاتا ہے کمالات ولایت نبوت کے کمالات کے سامنے کَالْمَطْرُوْحِ فِی الطَّرِیْق ہیں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ بلکہ کمالات ولایت کمالات نبوت کی طرف عروج کرنے کا صرف زینہ ہیں۔لہٰذا مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہوسکتی ہے اور مبادی کو مطالب کا کیا شعور ہو سکتا ہے۔آج یہ بات زمانہ نبوت سے دوری کے باعث اکثر لوگوں پر گراں گزرے گی اوراس بات کو طبائع قبول کرنے سے گریز کریں گی لیکن کیا کیا جائے۔

لیکن میں تو وہی کچھ کہتا ہوں

جس کا مجھے ادھر سے حکم ہوتا ہے۔

مگر الحمد للہ سبحانہ والمنۃ! کہ میں اس گفتگو میں علماء اہل سنت وشکر اللہ کے موافق اوران کے اجماع سے متفق ہوں۔علماء کے استدلالی مسائل ومطالب مجھ پر منکشف کردیے گئے ہیں اوراجمالی مسائل میرے لئے تفصیلی ہو چکے ہیں۔اس فقیر (حضرت مجدد صاحب) کو جب تک کمالات نبوت نہیں دکھائے گئے تھے اور فضائل وکمالات شیخین (ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) پر بصورت کشف اطلاع نہیں دی گئی تھی تو تقلیداً افضلیت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا قائل تھا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَآ اَنْ ھَدٰنَا اللّٰہُ لَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ!

ایک روز کسی نے یہ بات نقل کی کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے (یہ بات سن کر) دل میں گزرا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی شان وہاں کیا ہوگی۔توجہ تام کے بعد ظاہر ہوا کہ جنت میں لوگوں کا داخلہ ان دونوں حضرات شیخین (ابوبکر صدیق وعمر فاروق اعظم) رضی اللہ عنہما کی تجویز ورائے سے ہوگا۔گویا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ بہشت کے دروازہ

پر تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو بہشت میں داخلے کی اجازت فرما رہے ہیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہاتھ پکڑ پکڑ کر جنت کے اندر لے جا رہے ہیں اور یوں محسوس ہوا کہ تمام بہشت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نور سے پُر ہے اس فقیر کی نظر میں ان دونوں حضرات کو بلا استثناء تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان میں علیحدہ شان عطا ہوئی ہے اور منفرد درجہ ملا ہے گویا کسی کو بھی اس میں شرکت نہیں۔"

اسی مکتوب میں پھر کچھ سطریں چھوڑ کر فرماتے ہیں:۔

۱۰۔ "شیخین بعد از موت نیز از حضرت پیغمبر جدا نشد ند وحشر نیز درمیان ایشاں خواہد بود چنانچہ فرمودہ پس افضلیت بواسطہ ترتیب ایشاں را بود...... ایں قلیل البضاعۃ از کمالات ایشاں چہ بیان نماید ذرہ راچہ یارا کہ سخن از آفتاب گوید وقطرہ راچہ مجال کہ حدیث بحر عماں بر زبان آرد، اولیاء کہ برائے دعوت خلق مرجوع اند واز ہر دو طرف ولایت ودعوت بہرہ دارند وعلماء مجتہدین از تابعین وتبع تابعین بنور کشف صحیح وفراست صادقہ واخبار متتابعہ فی الجملہ کمالات شیخین را دریافتہ اند وشمہ از فضائل ایشاں شناختہ ناچار حکم بافضلیت شان نمودہ اند وبرایں معنی اجماع فرمودہ وکشفی کہ برخلاف این اجماع ظاہر شدہ بر عدم صحت حمل نمودہ اعتبار نہ کردہ اند۔ کَیفَ وَقَدْ صَحَّ فِی الصَّدْرِ الْاَوَّلِ اَفْضَلِیَّتُھُمَا کَمَا رَوَی الْبُخَارِیُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کُنَّا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَانَعْدِلُ بِاَبِیْ بَکْرٍ اَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُکُ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَانُفَاضِلُ بَیْنَھُمْ" (دفتر دوم مکتوب: ۶۷)

ترجمہ: "حضرت ابوبکر صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما بعد از وصال بھی حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا نہ ہوئے اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز بھی ان دونوں حضرات کے درمیان اٹھیں گے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے خود فرمایا ہے۔ پس قرب کی بنا پر بھی افضلیت انہی کو حاصل ہے یہ (حضرت مجدد صاحب) قلیل البضاعۃ ان کے کمالات کے متعلق کیا اظہارِ خیال کر سکتا ہے اور ان کے فضائل ومناقب کیا بیان کر سکتا ہے۔ ذرے کو کیا طاقت کہ آفتاب کا حال بیان کرے، اور قطرے کو کیا مجال کہ بحرِ عمان کی تفصیل میں لب کشائی کرے، وہ اولیاء کرام جو دعوت خلق پر مامور ہیں اور ولایت ودعوت دونوں جانب کے کمالات سے حصہ رکھتے ہیں۔ نیز تابعین وتبع تابعین میں سے مجتہد علمائے کرام نے نور کشف صحیح اور فراست صادقہ اور متواتر روایات کی بنا پر ان دونوں حضرات کے کمالات کو معلوم کیا ہے اور ان کے فضائل کو پہنچانا ہے اس وجہ سے بے حیل وحجت ان کی افضلیت کا فیصلہ کیا ہے اور اس افضلیت پر اجماع کیا ہے اور صوفیاء کا جو کشف بھی اس اجماع کے خلاف ظاہر ہوا ہے کہ اس کو غلط جانتے ہوئے اس کا کوئی اعتبار نہیں کیا اور اس طرح کے غیر صحیح کشف کا اعتبار بھی کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ جب کہ صدر اول (دورِ صحابہ) میں ان کی افضلیت مسلم ہو چکی تھی۔ جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری زمانہ پاک میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں جانتے تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پھر ان تینوں کے بعد باقی کوئی تفاضل نہیں جانتے تھے۔"

خلاصۂ اقتباسات:

- سیدنا حضرت ابوبکر صدیق وفاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی صحابہ کرام پر افضلیت خود تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان وتابعین عظام کے اجماع سے ثابت ہے اس اجماع کو حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

- بلکہ جمیع صحابہ کرام باقی تمام امت سے یقیناً قطعاً افضل ہیں کیونکہ اس افضلیت کی علت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرفِ صحبت ہے اور یہ شرف صحابہ کرام کو ہی حاصل ہے۔
- صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معمولی درجہ کے نیک کام کے سامنے بعدوالوں کے ہزاروں بڑے بڑے نیک کام کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کیونکہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس وقت اسلام کی خدمت کی، جب اللہ کا یہ دین کمزور تھا۔ مسلمانوں کی تعداد قلیل تھی، اسی لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا (غیر صحابہ کا) احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنا میرے صحابہ کرام کے نصف سیر (آدھا کلو) جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوسکتا۔
- صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے تمام صحابہ کرام سے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ راہ خدا میں جان و مال اور ہر چیز خرچ کرنے میں اول و اسبق ہیں۔ یہ سعادت صرف سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل ہے اس لئے افضل البشر بعد الانبیاء بھی صرف آپ کی ذات مقدس ہے۔
- قرآن حکیم میں بھی فرمایا گیا کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لا کر کفار سے جدال وقتال کرنے والے اور اپنا مال و متاع خرچ کرنے والے ان اہل ایمان کے درجات کے برابر نہیں ہوسکتے جن کو یہ سعادت فتح سے قبل ہی نصیب ہو چکی ہے۔
- بعض کم فہم لوگ دوسرے صحابہ میں فضائل و مناقب کی کثرت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت میں تردد و توقف کرتے ہیں۔ یہ ان کی سراسر غلط فہمی ہے کیونکہ افضلیت کا سبب فضائل و مناقب کی کثرت نہیں بلکہ اس کا سبب دین اسلام کی خدمت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت و احکام خداوندی کی تائید و حمایت میں اول و اسبق ہونا ہے۔
- خود سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس امت میں سے سب سے افضل ہیں جو شخص مجھ کو ان دو بزرگوں پر فضیلت دے وہ

مفتری (تہمت لگانے والا) ہے میں اس کو مفتری کی طرح کوڑے لگاؤں گا۔

✿ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

✿ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار خلفاء میں افضلیت بھی اسی ترتیب سے ہے جو خلافت کی ترتیب ہے۔

✿ حضرت صدیق اکبر و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ولایت ونبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے کمالات سے مشرف ہونے کے ساتھ ساتھ جانب ولایت میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور تبلیغ ودعوت اسلام کے پہلو سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے ساتھ اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ دونوں پہلوؤں کے لحاظ سے حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دونوں طرف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں جانب ولایت غالب ہے اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں بھی اسی مناسبت سے کمالات نبوت کی نسبت کمالات ولایت کا پہلو غالب ہے۔

✿ چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں جانب ولایت کے کمالات کا غلبہ ہے اس لئے اکثر سلاسل اولیاء آپ کی طرف منسوب ہیں اور وہ اولیاء اللہ جو عزلت گزیں رہتے ہیں اور جو صرف کمالات ولایت کا ہی حصہ رکھتے ہیں۔ ان کو حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بجائے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب اور کمالات اس قدر زیادہ نظر آتے ہیں کہ اگر افضلیت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر اہل سنت وجماعت کا اجماع نہ ہوتا تو یہ اولیاء سب صحابہ کرام پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے افضل ہونے کا فیصلہ کر دیتے۔ دراصل ان اولیاء عزلت کا ہاتھ کمالات نبوت کے دامن تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس طرح کے ارباب کشف (اولیاء) کا کشف کمالات نبوت کے حصول کے راستے میں ہی رہ جاتا ہے حقیقت یہ کہ

کمالات نبوت کے سامنے کمالات ولایت کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ کمالات ولایت تو کمالات نبوت تک جانے کا زینہ ہیں اگرچہ زمانہ نبوت سے بعد اور دوری کی وجہ سے آج یہ بات بہت لوگوں کو گراں گزرے گی۔

- کشف صحیح سے یہ بات مشاہدے میں آچکی ہے کہ جنتیوں کا جنت میں جانا حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مشورہ اور اجازت سے ہوگا۔ حضرت صدیق اندر جانے کی اجازت دیں گے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہاتھ پکڑ پکڑ جنت کے اندر لے جائیں گے۔
- یہ چیز بھی کشف صادق میں آچکی ہے کہ تمام جنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نور سے پر ہے۔
- حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما جس طرح زندگی میں ہروقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اسی طرح بعد از وصال قبر میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں اور حشر کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں بزرگوں کے درمیان اپنی قبرانور سے باہر تشریف لائیں گے۔
- جو کشف بھی اس عقیدۂ افضلیت کے خلاف ہے وہ درست نہیں اور اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ کیونکہ افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما قطعی دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذہب حقہ اہل سنت وجماعت پر قائم رکھے اور اسی پر سب کا خاتمہ کرے آمین!!! وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ!!!

باب نمبر 17:

فضائل اہل بیت عظام

علیہم الرحمۃ الرضوان

علامہ نور بخش توکلی ایم۔اے رحمہ اللہ تعالیٰ ''اَلْاَقْوَالُ الصَّحِیْحَۃِفِیْ جَوَابِ الْجَرْحِ عَلٰی اَبِیْ حَنِیْفَۃِ'' کے صفحہ ۳۵۳، ۳۵۴ میں لکھتے ہیں کہ ''بغاوت کرنا تو فرقہ وہابیہ کا شعار ہے جو خوارج کی ایک شاخ ہے جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کیا تھا۔ان خوارج کے اتباع ہر زمانے میں فتنہ وفساد برپا کرتے رہے ہیں، یہاں تک کہ تیرھویں صدی کے شروع میں انہوں نے بسر کردگی محمد بن عبدالوہاب نجد سے خروج کیا۔اور بنام نجدیہ مشہور ہوئے۔'' (ردالمختار جز ثالث باب البغاۃ صفحہ ۳۲۷) میں ''درمختار'' کے قول ''ویکفرون اصحاب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم'' کے تحت درج ہے:۔

''تو نے جان لیا کہ یہ تکفیر صحابہ شرط نہیں۔خوارج کے مسمیٰ میں بلکہ یہ تو بیان ہے ان کا جنہوں نے خروج کیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر، ورنہ کافی ہے خوارج میں یہ اعتقاد کہ کافر ہے وہ جس پر یہ خروج کریں۔جیسا کہ واقع ہوا زمانے میں عبدالوہاب کے اتباع میں جنہوں نے خروج کیا نجد سے اور تغلب کیا حرمین پر، اور وہ اپنا انتساب کرتے تھے طرف مذہب حنابلہ کی، مگر وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ہم ہی مسلمان ہیں اور جو مخالف ہیں ہمارے اعتقاد کے وہ مشرک ہیں اور مباح سمجھا انہوں نے اس وجہ سے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل ( ) یہاں تک کہ توڑ دی اللہ تعالیٰ نے شوکت ان کی اور تباہ کر دیے، شہران کے اور فتح پائی ان پر مسلمانوں کے لشکروں نے

۱۲۳۳ھ ہیں۔"

وہابیہ پاک وہند کو جب بھی محمد بن عبدالوہاب نجدی کا نام یاد دلایا گیا تو انہوں نے دفع الوقتی کے طور پر اس خارجی سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ مگر "کتاب التوحید" اور اس کے مطلب خیز ترجمہ "تقویۃ الایمان" کے متعلق یہ کہا جاتا رہا کہ اس کتاب کا گھر میں رکھنا عین ایمان ہے اور بدنام مصلح لکھ کر اس کو آسمان پر چڑھانے کی کوشش کی گئی۔ اور جب علمائے دیوبند کو کہا گیا کہ آپ تعلیمات نجدیہ سے متاثر ہو گئے ہیں۔ تو انہوں نے گالیوں کا پلندہ "الشہاب الثاقب علی المتشرق الکاذب" چھاپ دیا۔ جس میں چالاکی یہ کی گئی کہ لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے امام نجد کو بھی گندی گالیوں سے نواز دیا۔ تاکہ عوام کالانعام یہ سمجھیں کہ ان کا تعلق خوارج کی شاخ وہابیہ سے نہیں ہے۔

مگر یہ بات چھپنے والی نہیں تھی، بالآخر ظاہر ہو کر رہی، چونکہ پاک بھارت میں انجام بالاکوٹ کے بعد ان کیلئے قتال اہل سنت ناممکن ہو گیا اس لئے انہوں نے یہ ترکیب سوچی کہ حب صحابہ کی آڑ میں لوگوں کو خارجی بنا دیا جائے۔ لہٰذا اس سلسلہ میں بے شمار لٹریچر کو پھیلا جا رہا ہے۔ خلافت معاویہ ویزید، تحقیق سید وسادات، سہائی سبز باغ اور خلافت رشید ابن رشید جیسی خطرناک کتابوں کو لاکھوں کی تعداد میں ملک میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور اس ناپاک مہم کو کامیاب بنانے کیلئے پاک وہند کے وہابی اور ان کے چیلے تن من دھن کی بازی لگا چکے ہیں۔

خلافتِ معاویہ ویزید کے پہلے ایڈیشن کا تعارف مولوی عبدالوہاب آروی صدر آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس نے لکھا۔ اور پاک ہند کے وہابیہ ودیوبندیہ نے اس کو صحیفہ آسمانی کا درجہ دے کر اس کی اشاعت کثیرہ کی۔ رشید ابن رشید کا مصنف ابو یزید محمد دین بٹ غیر مقلد ہے اور اس کی حوصلہ افزائی وہابیوں اور دیوبندیوں نے کی ہے۔ مصنف رشید ابن رشید کے ہم خیال علماء اور وہابیہ ودیوبندیہ کی فہرست بڑی طویل ہے بہت سے علماء کے تائیدی وتعریفی خطوط رشید ابن رشید کے آخر میں درج ہیں، جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں۔

مولوی سید اظہار الحق سہیل ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولوی غلام محمد فاضل دیوبند، راجن پور، مولوی غلام مرشد سابق خطیب شاہی مسجد لاہور، مولوی عبد الجلیل منٹگمری، مولوی عبد الحی فاضل دیوبند جام پور، مولوی عبد المجید خطیب جامع اہل حدیث شیخوپورہ، مولوی محمد اسماعیل ناظم اعلیٰ جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان، قاضی شمس الدین گوجرانوالہ، مولوی بشیر احمد پسروری خلیفہ مولوی احمد علی لاہوری، مولوی نور الحسن بخاری ملتان، مفتی عبد الحمید لدھیانوی ٹوبہ ٹیک سنگھ، مفتی شفیع سرگودھا، مولوی محی الدین سابق امیر جماعت اہل حدیث، مولوی شمس الحق افغانی جامعہ اسلامیہ بہاولپور، مولوی سجاد بخاری مدیر تعلیم القرآن راولپنڈی وغیرہ وغیرہ۔

خوارج جو اپنے آپ کو اہل حدیث اور سلفی وغیرہ کہلواتے ہیں، عوام کو ان کے زہریلے اور خطرناک پروپیگنڈے سے بچانا بھی از حد ضروری ہے کیونکہ ان کی باتوں میں آ کر لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل پاک کے مخالف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اب پاکستان میں ان کے ہم نوا بہت زیادہ تعداد میں پیدا ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف کی عبارات کی روشنی میں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقامات عالیہ سے لوگوں کو باخبر کر دیا جائے۔ تا کہ سادہ لوح ان کے دام تزویر میں پھنس کر اپنے ایمانوں کو ضائع نہ کر لیں۔

اقتباسات از مکتوبات شریف:

ا ''اے برادر حضرت امیر چونکہ حامل بار ولایت محمدی اند علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ تربیتِ مقام اقطاب وابدال واوتاد کہ از اولیاء عزلت اند و جانب کمالات ولایت در ایشاں غالب است، مفوض بامداد واعانت آنحضرت است سر قطب الاقطاب کہ قطب مدار است زیر قدم اوست قطب مدار بحمایت و رعایت اومہم خود را سرانجام مے نماید واز عہدہ مداریت برمے آید۔ حضرت فاطمہ وامامین نیز دریں مقام با حضرت امیر رضی اللہ عنہم شریک اند۔'' (دفتر اول مکتوب: ۲۵۱)

ترجمہ: ''اے برادر! چونکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ کے بوجھ کے حامل ہیں۔ اس لئے اقطاب، ابدال اوراوتادوں کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد واعانت کے سپرد ہے۔ اور یہ مذکور الصدر اولیاء، اولیاءِ عزلت کہلاتے ہیں اوران پر ولایت کا پہلو غالب ہوتا ہے قطب الاقطاب جسے قطب مدار بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اس کے سر پر ہوتا ہے۔ قطب مدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حمایت ورعایت کے ذریعہ ہی اپنی ڈیوٹی انجام دے سکتا ہے اوراپنے عہدہ قطب مداریت کوسنبھال سکتا ہے۔ حضرت فاطمہ اور حسنین بھی اس کام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔''

۲۔ ''پیشوائے واصلان راہ وسرگروہ اینہا ومنبع فیض ایں بزرگواران حضرت علی مرتضیٰ است کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم واین منصبِ تعلق دارد، درین مقام گوئیا وقدم مبارک آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام برفرق مبارک اوست کرم اللہ تعالیٰ وجہہ وحضرت فاطمہ وحضرات حسنین رضی اللہ عنہم درین مقام بایشاں شریک اند، انگارم کہ حضرت امیر قبل از نشاء ہ عنصری نیز ماویٰ وملجاء ایں مقام بودہ اند چنانچہ بعداز نشاء عنصری، وہر کرا فیض وہدایت ازیں راہ میرسد بتوسط ایشاں میرسد چہ ایشاں نزد نقطہ منتہائے این راہ اند ومرکز این مقام بایشاں تعلق دارد وچوں دورہ حضرتِ امیر تمام شد ایں منصب عظیم القدر حضرات حسنین ترتیبا مفوض ومسلم گشت وبعداز ایشاں ہماں منصب بہر یکے از ائمہ اثنا عشر علی الترتیب والتفصیل قرار گرفت۔ ودر اعصارِ این بزرگواراں وہم چنیں بعداز ارتحال ایشاں ہر کرا فیض وہدایت میرسد بتوسط وبوسیلہ ایشاناں ہر چند اقطاب ونجبائے وقت بودہ باشند وماوی وملجاء ہمہ ایشاں بودہ اند۔'' (دفتر سوم: ۱۲۳)

ترجمہ: ''راہ ولایت کے ذریعہ خداوند تعالیٰ تک پہنچنے والوں کے امام اور پیشوا اوراس گروہ

اولیاء کے سردار اور ان اولیاء عزلت کے فیض و برکت کا منبع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ذات مبارکہ ہے اور یہ منصب عظیم آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے گویا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں قدم مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہے۔ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم بھی اس مقام میں آپ کے ساتھ شریک ہیں۔۔ میرا گمان ہے کہ دنیا میں تشریف لانے سے قبل بھی حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ اس مقام تربیت میں اقطاب واوتاد وغیرہ کے ملجاء وماویٰ تھے، جس طرح کہ بعد از پیدائش ملجاء وماویٰ ہیں۔ اور جو بزرگ بھی قطبیت وغیرہ کے درجے پر فائز ہوتا ہے اور جس کسی کو جو فیض اور ہدایت ملتی ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے وسیلہ وواسطہ سے ملتی ہے۔ کیونکہ آپ اس کے نقطہ انتہائی کے قریب ہیں اور اس مقام کا مرکز آپ ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب آپ کا دور مبارک ختم ہوا تو یہ تربیت وفیض رسانی کا منصب عظیم حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو علی الترتیب سپرد کر دیا گیا۔ اور ان دونوں حضرات کے بعد یہ منصب عظیم علی الترتیب بارہ اماموں کے حوالہ کیا گیا۔ چنانچہ ان حضرات کے زمانوں میں اور ان کے بعد کے زمانوں میں جس کو بھی جو ہدایت وفیض ملتا رہا ان کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا رہا۔ اگر چہ اقطاب ونجباء وغیرہم ہی کیوں نہ ہوں سب کے ملجاء ماویٰ یہی ائمہ عشر رہے ہیں۔''

۳۔ ''چہ اطراف راغیر از لحوق بمرکز چارہ نیست تا آنکہ نوبت بحضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رسیدہ قدس سرہٗ وچوں نوبت بایں بزرگوار شد منصب مذکور باوقدس سرہٗ مفوض گشت و مابین ائمہ مذکورین وحضرت شیخ ہیچ کس بریں مرکز مشہود نمیگر ددو وصول فیوض وبرکات درین راہ بہر کہ باشد از اقطاب ونجباہ بتوسط شریف او مفہوم میشود چہ ایں مرکز غیر اورا میسر نشدہ از ینجا است کہ فرمودہ۔ شعر

افلت شموسُ الاولین شَمسُنَا

ابدا علی افق العلی لاتغرُبُ

ونیز تا معاملہ توسط فیضان بر پاست بتوسل اوست۔"

ترجمہ:" کیونکہ اطراف وجوانب کا کسی مرکز کے ساتھ ملحق رہنا ضروری ہے (یہ سلسلہ فیض رسانی انہی بزرگواروں سے چلتا رہا) یہاں تک کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا دور آ گیا۔ چنانچہ آپ کے وقت میں یہ منصب عظیم القدر آپ کو سپرد کر دیا گیا۔ آئمہ اثنا عشر اور حضور غوث پاک کے درمیان کوئی بھی اس مرتبہ کا بزرگ محسوس نہیں ہوتا، جس کو یہ مرتبہ عطا ہوا ہو۔ چنانچہ حضور غوث پاک کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک اور آئندہ بھی جن کو فیض وہدایت ملتی ہے چاہے وہ اقطاب ونجباء ہی کیوں نہ ہوں حضور غوث پاک کے وسیلہ وواسطہ سے ملتی ہے اور بعد از ائمہ اثنا عشر یہ مرکز آپ کو (غوث پاک) ہی عطا ہوا ہے اور کسی کو یہ مقام عطا نہیں ہوا۔ اسی بنا پر آپ کا یہ شعر مبارک ہے۔

یعنی پہلوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا آفتاب فیض ہمیشہ بلندیوں پر چمکتا رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔

نیز آئندہ بھی جب تک معاملہ فیضان جاری رہے گا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے واسطے اور وسیلے سے ہی جاری رہے گا۔"

۴۔ "گویم کہ مجدد الف ثانی دریں مقام نائب مناب حضرت وبہ نیابت حضرت شیخ ایں معاملہ با او مربوط ست چنانکہ گفتہ اند" (دفتر سوم مکتوب:۱۲۳)

ترجمہ:"میں کہتا ہوں کہ مجدد الف ثانی اس مقام تربیت میں حضرت غوث پاک کے قائم مقام ہوتا ہے اور ان کی نیابت سے یہ معاملہ اس کے ساتھ متعلق رہتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے کہ چاند سورج سے روشنی لیتا ہے۔"

۵۔ ''پس محبت حضرت امیر شرط تسنن آمد و آنکہ این محبت ندارد از اہل سنت و جماعت خارج گشت و خارجی نام یافت۔''

ترجمہ: ''پس اہل سنت و جماعت ہونے کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ انسان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت رکھے، جس شخص کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہو وہ اہل سنت و جماعت سے خارج ہے اور خارجی فرقہ میں داخل ہے۔''

٦۔ ''خیلے جاہلے باید کہ اہل سنت و جماعت را از محبانِ حضرت امیر نداند و محبت امیر را مخصوص بر فضہ دارد، محبت امیر رفض نیست تبری از خلفائے ثلاثہ رفض ست و بیزاری از اصحاب کرام مذموم و ملام امام شافعی مے فرماید۔

لَوْ كَانَ رَفْضًا حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ
فَلْيَشْهَدِ الثَّقْلَانِ اَنِّیْ رَافِض

ترجمہ: ''وہ شخص بہت ہی جاہل ہے جو اہل سنت و جماعت کو اہل بیت کا محب نہیں سمجھتا اور اہل بیت سے محبت کرنا شیعوں کا خاصہ جانتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا شیعیت نہیں بلکہ اصحاب ثلاثہ کی شان میں تبرا کرنا شیعیت ہے اور صحابہ کرام سے بیزاری قابل مذمت و ملامت ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا شیعیت ہے تو جن وانس گواہ ہیں کہ میں رافضی ہوں۔''

۷۔ ''و گوئم چگونہ عدم محبت اہل بیت در حق اہل سنت گماں بردہ شود کہ آن محبت مربوط ساختہ اند، والد بزرگوار ایں فقیر کہ عالم بودند بعلم ظاہری و بعلم باطنی در اکثر اوقات ترغیب بمحبت اہل بیت میفرمودند و میفرمودند کہ این محبت را در سلامتی خاتمہ مدخلتے ست عظیم نیک رعایت آں باید نمود، در مرض موت ایشاں این فقیر

ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ اہل سنت و جماعت کے متعلق یہ کیسے گمان کیا جا سکتا ہے کہ وہ اہل

بیت کے محب نہیں ہیں حالانکہ اہل بیت کرام سے محبت رکھنا ان بزرگواروں (اہل سنت) کے نزدیک جزو ایمان ہے اور بوقت موت ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کے ساتھ محبت رکھنے کو بڑا دخل ہے اس فقیر کے والد جو ظاہری و باطنی علوم کے عالم تھے اکثر اوقات اہل بیت سے محبت کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس محبت کو سلامتی خاتمہ میں بڑا دخل ہے اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ فقیر آپ کے وصال کے وقت ان کی خدمت میں حاضر تھا جب حضرت والد ماجد کا اخیر وقت آیا اور (نزع کے وقت) اس عالم دنیا میں شعور کم رہ گیا تو فقیر نے محبت اہل بیت کی بات یاد دلائی اور اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے اس بے خودی کے عالم میں فرمایا کہ میں اہل بیت عظام کی محبت میں مستغرق ہوں (حضرت والد ماجد) کی اس حالت پر خدا تعالیٰ کا شکر بجالایا گیا۔ اہل بیت سے محبت اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک سرمایہ نجات ہے۔''

حضرت شیخ مجدد صاحب اسی مکتوب: ۳۶ر کو حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ان دو شعروں پر ختم کرتے ہیں:۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ
کہ بر قول ایمان کنی خاتمہ
اگر دعوتم ردکنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول

ترجمہ: ''یاالٰہی حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد کے صدقے مجھے ایمان پر خاتمے کی توفیق دے۔ تو میری دعا کو چاہئے رد کردے یا قبول، میں تو آل رسول کا دامن ہاتھ میں لئے تیرے حضور میں دعا کرتا ہوں۔''

شانِ اہل بیت میں چند احادیث:

۱۔ ''رَوَی ابْنُ عَبْدِالْبَرِّ اَنَّهٗ قَالَ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَلٰکِنَّ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰهَ''

ترجمہ: ''علامہ ابن عبدالبر نے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے علی سے دوستی کی اس نے مجھ سے دوستی کی اور جس نے علی سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے علی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی۔''

۲۔ ''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَةٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ یُحِبُّهُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسَمِّهِمْ لَنَا، قَالَ: عَلِیٌّ مِنْهُمْ یَقُوْلُ ذٰلِکَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَالْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ'' (ترمذی وحاکم)

ترجمہ: ''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے: اللہ نے مجھ کو چار شخصوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں۔ لوگوں نے عرض کی ان چار شخصوں کے نام کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا: علی ان چار میں سے ہے یہ آپ نے تین دفعہ دہرایا۔ اور ابوذر غفاری حضرت مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم''

۳۔ ''عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلنَّظْرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ'' (طبرانی وحاکم)

ترجمہ: ''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔''

۴۔ ''وَحُرِمُوْا عَنْ مَحَبَّةِ اَهْلِ بَیْتِ الرَّسُوْلِ وَمَوَدَّةِ اَوْلَادِ الْبَتُوْلِ فَمُنِعُوْا عَنْ

خَيْرٍ كَثِيْرٍ نَالَهَا اَهْلُ السُّنَّةِ"(دفتر اول مکتوب:۵۹)

ترجمہ:"وہ لوگ جو محبت اہل بیت رسول سے اور اولاد فاطمہ کے ساتھ دوستی رکھنے سے محروم ہیں وہ خیر کثیر سے محروم ہیں۔"

۵۔ "وَاَهْلُ بَيْتِ الرَّسُوْلِ مَثَلُهٗ كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ"(دفتر اول مکتوب:۵۹)

ترجمہ:"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس کشتی پر سوار ہوئے وہ تو نجات پا گئے اور جو اس سے پیچھے ہٹے وہ ہلاک ہو گئے۔"

۶۔ "وَرَوَى الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ يُرِيْبُنِيْ مَا اَرَابَهَا وَيُؤْذِيْنِيْ مَا اٰذَاهَا"

ترجمہ:"مسور بن مخرمہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جو اسے ناراض کرے گا وہ مجھے ناراض کریگا۔ اور ایک روایت میں ہے جو چیز اسے پریشان کرتی ہے وہ مجھے پریشان کرتی ہے اور جس چیز سے اسے تکلیف ہوتی ہے اس سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔"

۷۔ "وَاَخْرَجَ الْحَاكِمُ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لِعَلِيٍّ، فَاطِمَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْكَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَيَّ مِنْهَا"(حاکم)

ترجمہ:"حاکم نے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: مجھے فاطمہ رضی اللہ عنہا تجھ سے زیادہ محبوب ہے اور تو مجھے فاطمہ سے زیادہ عزیز ہے۔"

۸۔ "عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِشْتَدَّ غَضَبُ

اللّٰہِ عَلٰی مَنْ اٰذَانِیْ فِیْ عِتْرَتِیْ"

ترجمہ: "حضرت ابوسعید سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر سخت غضبناک ہوتا ہے جو میری عترت یعنی آل کی وجہ سے مجھے اذیت پہنچائے۔"

۹۔ "وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: خَیْرُکُمْ، خَیْرُکُمْ لِاَهْلِیْ مِنْ بَعْدِیْ" (حاکم)

ترجمہ: "حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے نزدیک تم میں سے بہتر وہ انسان ہے جو میرے بعد میرے اہل بیت سے اچھا سلوک کرے۔"

۱۰۔ "وَعَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ صَنَعَ اِلٰی اَهْلِ بَیْتِیْ بِرًّا کَافَاتُهٗ عَلَیْهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ" (ابن عساکر)

ترجمہ: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں قیامت کے دن اس کو اس کا بدلہ دوں گا۔"

۱۱۔ "عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَهْلِ بَیْتِیْ وَلِاَصْحَابِیْ" (ابن عدی و دیلمی) (دفتر دوم مکتوب: ۳۶)

ترجمہ: "حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے پل صراط پر چلنے میں زیادہ ثابت قدمی وہی دکھلائے گا جو دنیا میں میرے اہل بیت اور میرے اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔"

نوٹ: یہ سب احادیث مکتوبات شریف کے دفتر دوم مکتوب ۳۶ ر سے ماخوذ ہیں۔

خلاصہ اقتباسات:

- تمام اقطاب، ابدال اور اوتاد وغیرہ کی تربیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد ہے ان کے تمام کام آپ کی مدد و اعانت سے انجام پاتے ہیں۔ اور اس تربیت و فیض رسانی اور مدد و اعانت میں آپ کے ساتھ حضرت فاطمہ الزہرا اور حضرات امامین کریمین بھی شریک ہیں حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ کے اس ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد و اعانت کے بغیر کسی فرد کو ولایت نہیں مل سکتی۔ اور جب مخالفین کے نزدیک مدد از غیر اللہ کا عقیدہ کفریہ اور مشرکانہ ہے تو ان میں سے کوئی ولی اللہ کس طرح ہو۔ لہٰذا قیامت تک ان میں سے کوئی ولی اللہ نہیں ہو سکتا۔
- راہ ولایت کے ذریعہ وصول الی اللہ کا مرتبہ پانے والوں کے سردار پیشوا حضرت حیدر کرار ہیں۔ سرداری کا یہ منصب عظیم آپ ہی سے خاص ہے۔
- حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر مبارک پر ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک اولیاء اللہ کے سروں پر۔
- اولیاء اللہ کو فیض اور مدد دینے کا یہ مرتبہ آپ کو اپنی ولادت سے پہلے بھی حاصل تھا اور دنیا میں تشریف لانے کے بعد بھی، اندازہ لگایئے کہ حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہٗ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی غائبانہ امداد کے کس قدر قائل اور معتقد ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وصال شریف کے بعد یہ منصب و مرتبہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو علی الترتیب عطا ہوا۔ ان کے بعد یہ منصب بارہ اماموں کو عطا ہوا اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ تک انہی کے پاس رہا۔ اور یہ بارہ امام اپنے وصال کے بعد چار پانچ سو سال تک تمام اولیاء اللہ کی غائبانہ مدد و اعانت کرتے رہے۔ پھر یہ مدد و اعانت کا منصب و مرتبہ حضور غوث پاک علیہ الرحمۃ کو عطا ہوا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام و امام مہدی کے علاوہ باقی تمام اولیاء امت اس اخذ تربیت میں حضور غوث پاک کے ماتحت ہیں اور مجدد الف ثانی بھی اس معاملہ میں

حضور غوث پاک کا نائب ہے۔

- اہل بیت عظام سے محبت وعقیدت کا نام شیعیت نہیں بلکہ صحابہ کرام کی شان میں تبرا بازی کا نام شیعیت ہے جیسا کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔
- اہل بیت اور سادات کرام سے محبت وعقیدت اہل سنت کے نزدیک جز وایمان ہے۔
- ایمان پر خاتمہ میں اہل بیت کی محبت کو بڑا دخل ہے مطلب یہ ہوا کہ جو اہل بیت سے محبت نہیں رکھتا بوقت موت اس کا ایمان چھن جانے کا خطرہ ہے۔

قارئین کرام! مذکورہ احادیث مبارکہ کو بھی غور سے دیکھیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دوسرے اہل بیت عظام کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنے کی کس قدر تاکید وتلقین فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ حب صحابہ کرام اور حب اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم پر تمام مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کو خاتمہ عطا فرمائے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!!!

باب نمبر 18:

مقام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ مجدد قدس سرہٗ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

۱۔ ”قَدْ صَحَّ اَنَّهٗ كَانَ اِمَامًا عَادِلًا فِیْ حُقُوْقِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَفِیْ حُقُوْقِ الْمُسْلِمِیْنَ“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ: ”یہ بات بالکل صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حقوق اللہ اور حقوق مسلمین دونوں کے پورا کرنے میں امام عادل تھے۔“

۲۔ ”شیخ ابوشکور سلمی در تمہید تصریح کردہ کہ اہل سنت و جماعت بر آنند کہ معاویہ با جمع از اصحاب کہ ہمراہ او بودند بر خطا بود، وخطا ایشاں اجتہادی بود۔ وشیخ ابن حجر در صواعق گفتہ کہ منازعت معاویہ با امیر از روئے اجتہاد بودہ وایں قول را از معتقدات اہل سنت فرمودہ۔“ (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ: ”شیخ ابوشکور سلمی نے اپنی مشہور کتاب تمہید شریف میں تصریح کی ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام میں سے ان کے وہ رفقاء جو جنگ میں ان کے ساتھ تھے۔ خطاء پر تھے تاہم ان کی یہ خطا اجتہادی تھی۔ اور علامہ ابن حجر نے صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نزاع اجتہاد پر مبنی تھا اور اس کو انہوں نے اہل سنت کے عقائد میں شمار کیا ہے۔“

چند سطر بعد فرماتے ہیں۔

”در احادیث نبوی باسناد ثقات آمدہ کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام در حق معاویہ

دعا کردہ اند۔ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ وجائے دیگر دعا فرمودہ اند اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا مَھْدِیًّا۔ ودعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقبول۔'' (دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱)

ترجمہ: ''احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں معتبر راویوں کی سند سے واضح ہو چکا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں یوں دعا فرمائی: [اے اللہ! اس کو کتاب اور حساب کا علم عطاء فرما اور عذاب سے بچا] اور ایک دوسرے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں اس طرح دعا فرمائی: [خداوند اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا۔] اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے قبول ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے۔''

چند سطروں کے بعد پھر فرماتے ہیں:۔

''امام مالک کہ از تابعین است واعلم علمائے مدینہ، شاتم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وعمرو بن العاص را بقتل حکم کردہ است وایضاً شتم اورا در رنگ شتم ابی بکر وعمر وعثمان ساختہ است اے برادر معاویہ تنہا دریں معاملہ نیست نصفے از اصحاب کرام دریں معاملہ باوے شریک اند، پس محاربان امیر اگر کفرہ یا فسقہ باشند اعتماد از شطر دیں مے خیزد کہ از راہ تبلیغ ایشاں بمار سیدہ است وتجویز نکند ایں معنی را مگر زندیقے کہ مقصودش ابطال دیں است۔'' (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ: ''امام مالک رضی اللہ عنہ جو تابعین میں سے ہیں اور اپنے زمانے مبارک میں علمائے مدینہ منورہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ ان کا فتویٰ یہ ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور ان کے ساتھ حضرت عمر بن عاص رضی اللہ عنہما کو برا کہنے والے گردن زدنی ہیں نیز امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ کو برا کہنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی

رضی اللہ عنہ کو گالی دینے والے کی طرح قرار دیا ہے۔ یعنی جس طرح اصحاب ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دینے والا گردن زنی ہے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا بھی گردن زنی ہے۔ اے برادر! یہ تنہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ قریباً نصف صحابہ کرام ان کے ساتھ شریک ہیں۔ پس اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے کو کافر یا فاسق کہا جائے تو آدھے دین سے ہاتھ دھونا پڑے گا جو انہی حضرات کی نقل و روایت سے ہم تک پہنچا ہے اور اس انجام سے وہی زندیق اور بے دین راضی ہوسکتا ہے جس کا مقصد ہی دین کو برباد کرنا ہو۔''

آخر پر اس معاملے میں سلامتی کا راستہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اے برادر! طریق اسلم دریں موطن سکوت از ذکر مشاجرات اصحاب پیغمبر است علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات واعراض از تذکرہ منازعات ایشاں پیغمبر فرمودہ علیہ الصلوٰۃ والسلام [اِیَّاکَ وَمَاشَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ] نیز فرمودہ: [اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ لَا تَتَّخِذُوْھُمْ غَرْضًا]'' (دفتر اول مکتوب ۲۵۱)

ترجمہ: ''اے برادر! اس بارے میں سلامتی کی راہ اور نجات کا راستہ صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام کے باہمی اختلافات اور محاربات کے متعلق خاموشی اختیار کی جائے اور زبان نہ کھولی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: [میرے صحابہ میں جو جھگڑے ہوں تم ان سے الگ رہو] نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور اس کا خوف کرو اور ان کو بدگوئی کا نشانہ نہ بناؤ۔]''

مقام افسوس ہے کہ بہت سے سنی حنفی کہلانے والے اور صحابہ کرام سے عشق و محبت اور عقیدت کا دم بھرنے والے حضرات جہالت، غلط فہمی، اور ناعاقبت اندیشی کی بناء پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ذات مبارک کے متعلق اپنے دلوں میں غبار وانقباض رکھتے ہیں۔ مناسب و مستحسن الفاظ میں ان کا ذکر کرنا ناگوار محسوس کرتے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل

سنت و جماعت کا مسلک و مشرب وہی ہے جو حضرت شیخ مجدد صاحب قدس سرہ نے صاف الفاظ میں بیان فرمادیا ہے۔ جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

خلاصہ اقتباسات:

- حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عادل تھے۔
- آپ نے اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق پورے کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔
- بالکل صحیح اور باسند اور پختہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر معاویہ کے حق میں متعدد بار دعا فرمائی کہ اے اللہ! ان کو اپنی کتاب قرآن کریم کا علم عطا فرما، اور حساب کا علم بھی عطا فرما، نیز ان کو ہادی اور ہدایت یافتہ بنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا یقیناً مقبول و مستجاب ہے۔ لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خود بھی ہدایت پر تھے اور دوسروں کو بھی ہدایت کی تلقین کرتے تھے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ہر طرح کے شکوک وشبہات اور کدورتوں کو دور کرنے کے لئے درج ذیل واقعہ قارئین حضرات کے گوش گزار کرنا بھی بہت مناسب ہے کتاب ''حضرات القدس'' مصنفہ حضرت علامہ بدرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی جلد دوم کے ص ۱۴۱/ پر ہے:۔

کرامت:

ایک سید صاحب نے بیان کیا ہے کہ مجھے ان لوگوں سے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑے تھے، خصوصاً حضرت امیر معاویہ سے نفرت تھی، ایک رات حضرت مجدد (مجدد صاحب قدس سرہ) کے مکتوبات قدسی آیات کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس میں آپ کی ایک تحریر یہ نظر آئی کہ امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ کو برا بھلا کہنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا کہنے کے برابر ہے۔ میں اس نقل کے

دیکھتے ہی آپ سے آزردہ ہوگیا اور آپ کے مکتوبات کو زمین پر ڈال دیا اور سو رہا۔ خواب میں دیکھا کہ آپ غصہ کی حالت میں تشریف لائے ہیں اور میرے دو کان پکڑ کر فرما رہے ہیں اے طفل نادان! ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور ہمارے کلام کو زمین پر ڈال دیا ہے۔ اگر میری اس تحریر کا تجھے اعتبار نہیں ہے تو میں تجھے حضرت علی کے پاس لے چلتا ہوں۔ آپ اسی طرح کشاں کشاں مجھے ایک باغ میں لے گئے۔ وہاں ایک عمارت عالی شان تھی، ایک بزرگ اس میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ان بزرگ کے سامنے تواضع فرمائی۔ اور انہوں نے بشاشت کے ساتھ آپ کو لیا۔ اس کے بعد مجھ کو فرمایا کہ اس وقت حضرت امیر تشریف فرما ہیں۔ سنو! کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا، حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار ہزار بار خبردار اصحاب سید ابرار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہرگز کدورت مت رکھو اور ان کے عیوب بھی مت بیان کرو کہ ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی کہ کونسی حقانی نیتوں نے ہم میں اور ان میں جھگڑا ڈالا پھر حضرت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان کے کلام کا بھی انکار نہ کرو۔

راوی کہتا ہے کہ باوجود اس نصیحت کے میرا دل کدورت سے پاک نہ ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے آپ کو حکم دیا کہ بہت زور سے ایک تھپڑ میری گدی پر ماریں، اس وقت میں نے اپنے دل کو اس کدورت سے صاف پایا اور آپ کے اور آپ کے کلام کی نسبت اعتقاد کامل حاصل ہوا۔

- حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا گردن زنی ہے۔
- بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے والا اتنا ہی مجرم ہے جتنا کہ اصحاب ثلاثہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کو گالی دینے والا مجرم ہے۔
- لہٰذا اصحابہ کرام کے باہمی جھگڑوں کے متعلق زبان بند رکھنے میں ہی نجات وسلامتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تاکیداً فرمایا: ”فرمایا میرے صحابہ کو نیکی سے یاد کرو۔ ان کے باہمی

تنازعات کوزبان پرنہ لاؤ۔ان کے متعلق اپنے سینے صاف رکھو۔ان سے بغض رکھنے سے بچواور کسی بھی صحابی کواعتراضات اورطعن وتشنیع کانشانہ نہ بناؤ۔

۷۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جوبھی جھگڑے رہے ہیں ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خطاء پر تھے۔لیکن یہ ان کی خطا اجتہادی تھی اس لئے وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔

۸۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس خطا کوخطا اجتہادی قرار دینا اہل سنت کے نزدیک اعتقادی مسئلوں میں داخل ہے توجوشخص ان کی اس خطا کوخطا اجتہادی قرارنہیں دیتا بلکہ یہ کہتا ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوحق پر جانتے ہوئے ان سے ضداور عداوت کے طور پرایسا کیا ہے ایساشخص اس معاملہ میں اہل سنت وجماعت کے خلاف ہے۔

ایک سنی العقیدہ کے لئے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق تمام شکوک وشبہات دور کرنے کے لئے امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی مذکورہ تصریحات کافی ووافی ہیں۔اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق دے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَجَمِيْعِ اُمَّتِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ!!!

باب نمبر 19:

ملک حسن علی جامعی کی

''تعلیمات مجددیہ''

پرایک نظر

ایک عرصے سے وہابی، دیوبندی، مکاتب فکر کے علماء تحریراً وتقریراً یہ غلط اور بے بنیاد تاثر پھیلا رہے ہیں۔ کہ امام ربانی حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز نے مکتوبات میں جابجا بریلوی اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کی پرزور تردید کی ہے اوران کے عقائد ونظریات کوخلاف سنت قرار دیا ہے..... آئمہ احناف وحضرات صوفیاء کرام کے مخالفین و معائدین کا یہ پروپیگنڈا ہی پیش نظر کتاب ''مسلک امام ربانی'' کی تالف کا سبب ہوا، راقم الحروف اس کتاب کو تقریباً مکمل کر چکا تھا کہ ایک دوست نے ''تعلیمات مجددیہ'' مولفہ حسن علی بی۔اے جامعی (غیر مقلد) لاکر دی اور فرمایا کہ اس میں جب تلبیسات سے کام لیا گیا ہے ان کے بارے میں کچھ لکھنا چاہیے۔احقر چونکہ پہلے ہی اس موضوع پر کام کر رہا تھا۔اس لئے خصوصی توجہ اور دیدہ ریزی سے اس کا مطالعہ کیا۔اور یہ واضح ہوا کہ اس کتاب میں مولف نے حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تعلیمات کو بالکل غلط انداز میں پیش کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی بہت بڑی جسارت کی ہے اور موصوف کی اس جسارت و بیباکی کا دندان شکن جواب دینے اور غلط بیانیوں کا پردہ چاک

کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے...... اگرچہ احقر کی تالیف ''مسلک امام ربانی'' کی اشاعت سے عوام بخوبی سمجھ جائیں گے کہ امام ربانی قدس سرہ اور اہل سنت و جماعت کے مذہب و مسلک میں سر مو تفاوت نہیں تاہم ملک حسن علی جامعی صاحب کی غلط بیانیوں کو بے نقاب کرنے اوران کی تحقیقات کے بھانڈے کو چوراہے میں پھوڑنا از حد ضروری ولابدی ہے۔ بشرط زندگی پہلی فرصت میں ایک مستقل کتاب لکھ کر یہ ثابت کر دیا جائے گا کہ ملک صاحب نے اس کتاب میں ''تعلیمات مجددیہ'' کو پیش نہیں کیا بلکہ وہ ''تلبیسات نجدیہ'' اور ''تلبیسات اسمٰعیلیہ'' کا ایک بہترین مرقع ہے۔

چنانچہ بطور نمونہ ملک صاحب کی اس کتاب سے چند ایک اقتباس پیش کیے جا رہے ہیں۔ جنہیں دھوکے اور فریب کاری کی نیت سے ملک صاحب نے حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا اور آپ کا خیال واعتقاد بتایا ہے۔ ملک صاحب کے اقتباسات کے بالمقابل حضرت مجدد صاحب کا اصل مسلک و مشرب مکتوبات کی روشنی میں باحوالہ پیش کیا گیا ہے جس سے ناظرین خود اندازہ کرلیں گئے کہ اصل حقیقت کیا ہے اور ملک صاحب نے کس قدر دھوکہ دہی سے کام لیا ہے

تعلیمات مجددیہ:

۱...... ''اصحاب قبور اور زندہ و مردہ صوفیوں کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا، شافی امراض، اور کائنات کا کلید بردار شمار کیا جاتا رہا تھا اسلام کی توحید کو ریاضت کا رنگ دے کے پیش کیا جا رہا تھا۔'' (صفحہ ۵)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۱...... ''ازیں قبیل است مدد ہائے کہ از روحانیت اکابر قدس اللہ تعالیٰ اسراہم کہ مناسب افعال اجسام است کاھلاک الاعداء ونصرۃ الاجساد بوجوہ مختلفہ وانحاء شتی۔''

(دفتر اول مکتوب ۲۳۹)

ترجمہ: ''اسی قبیلہ سے اولیاء کرام کی ارواح مقدسہ کی امداد واعانت ہے جو جسمانی امداد کی طرح اثر دکھاتی ہے جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور مختلف وجوہ اور طریقوں سے دوستوں کی مدد کرنا۔''

تعلیماتِ مجددیہ:

۲...... ''آج لاکھوں مسلمان ایسے ملے گئے کہ جب ان گمراہوں اور بدعتوں کو ٹوکا جائے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو خدا تک ان کے ذریعہ اپنی درخواستیں بھیجتے ہیں یہ جواب درحقیقت اپنے شرک اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کے لئے دیتے ہیں۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۲...... ''بھر حال رشتہ محبت ایں طائفہ راازدست ندہد والتجاو تضرع باایں قوم شعار خود سازد و منتظر باشد کہ حق سبحانہ وتعالیٰ بتوسل محبت ایں طائفہ بجبت خود مشرف سازد و بتمام بجانب خود بکشد۔'' (دفتر اول مکتوب ۷۳)

ترجمہ: ''بہر صورت اولیاء اللہ کے ساتھ اپنا رشتہ محبت قائم رکھے اور اس پاکیزہ گروہ کے حضور التجاء وتضرع کو عادت اور اپنا شعار بنائے اور اس بات کا منتظر رہے کہ حق تعالیٰ اس مقدس گروہ کے ساتھ محبت کے وسیلہ سے اپنی محبت عطا کرے۔''

تعلیماتِ مجددیہ:

۳...... یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا تک پہنچنے کے لئے اولیاء اور مشائخ اس طور پر واسطہ ہیں کہ مخلوق اپنی ضروریات ان کے سامنے پیش کرتی ہے اور وہ اللہ کے سامنے پیش کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کے توسط اور سفارش سے رزق دیتا ہے اور حاجت پوری کرتا ہے اس خیال کے پیش نظر ان لوگوں نے مشائخ کی قبور و ارواح کے متعلق وہ وہ اعتقادات قائم کر رکھے ہیں جو اللہ کے سوا اور کسی سے قائم کرنے جائز نہیں، سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے ہاں تقرب حاصل ہو گیا تو بارگاہِ ایزدی میں بھی نزدیکی حاصل

ہوگئی۔ (تعلیمات مجددیہ ص ۳،۲)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۳...... ''درویشانے کہ قدم راسخ درشریعت دارندواز عالم حقیقت نیک شناسا انداز ایشاں ہمتے باید طلب نمود ومددے باید جست تا عنایت حق سبحانہ از دریچۂ ایشاں ظاہر شد تمام بجانب جناب قدس خودتعالیٰ جذب نماید۔'' (دفتر اول مکتوب: ۷۸)

ترجمہ: ''اور وہ درویش جن کے قدم شریعت میں پختہ ہیں اور عالم حقیقت کے اچھے جاننے والے ہیں ان کی ہمت اور توجہ کا طالب بنا چاہئے اور ان سے مدد لینی چاہئے تا کہ حق تعالیٰ کی عنایت ومہربانی ان بزرگوں کے دریچہ سے ظاہر ہوکر ذات واحد کی طرف پوری کشش پیدا ہوجائے۔''

تعلیمات مجددیہ:

۴...... وہی حلال مشکلات، کارساز، بگڑی بنانے والا، فریاد کا سننے والا، روزی دینے والا، ہر کسی کی مصیبت میں کام آنے والا ہے...... اگر انسان نے دعاؤں اور طلبگاریوں میں کسی دوسری ہستی کو شریک کرلیا تو خدا کی خدائی میں کسی دوسرے کو شریک کرلیا۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۴...... ''می دانی کہ پیر کیست؟ پیر آنکس است کہ از وطریق وصول بجناب قدس خداوندی جل شانہ استفادہ نمائی، مددہا واعانت ہا دریں طریق یابی۔''

ترجمہ: ''تجھے معلوم ہے کہ پیر کون ہے؟ پیر وہ ذات ہے کہ جس سے تجھ کو حق تعالیٰ تک وصول کا راستہ ملتا ہے اور طرح طرح کی مدد واعانت اس راہ میں اس سے تجھے ملتی ہے۔'' (دفتر اول مکتوب: ۱۹۰)

تعلیمات مجددیہ:

۵...... ملک صاحب ''اہل بدعت کے وظائف'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

☆ یاحضرت شاہ محی الدین مشکل کشا بالخیر۔

☆ امداد کن امداد کن از بندِ غم آزاد کن، در دین و دنیا شاد کن یاغوث اعظم دستگیر۔

☆ ماہمہ محتاج تو حاجت روا، المدد یاغوث اعظم پیرما۔

اس کے بعد لکھتے ہیں:

''اس قسم کی مشرکانہ تعلیم کا ماخذ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی اپنی تالیفات ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتیں۔''

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۵...... ''حضرت قبلہ گاہی ام می فرمودند کہ حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہٗ در بعضے رسائل خود نوشتہ اند کہ در قضائے مبرم ہیچ کس رامجال نیست کہ تبدیل بدہد مگر مرا۔''

ترجمہ:''میرے قبلہ گاہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک قدس سرہٗ نے اپنی بعض تصنیفات میں فرمایا ہے کہ تقدیر مبرم تبدیل کرنے کی طاقت ومجال کسی کو نہیں مگر میں اس کو بھی تبدیل کرسکتا ہوں۔''

لیکن! ملک صاحب تعلیمات مجددیہ میں حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کی یہاں سامنے کے ۷/اور ۸/ میں دی ہوئی عبارت اور عقیدہ کے برعکس شرکیہ عقائد کی نشان دہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

تعلیمات مجددیہ:

۶...... جب ان گمراہیوں اور بدعتوں پر ٹوکا جائے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم تو خدا تک ان کے ذریعہ اپنی درخواستیں بھیجتے ہیں، یہ جواب درحقیقت اپنے شرک اور بدعملی پر پردہ ڈالنے کیلئے دیتے ہیں پس اللہ تعالیٰ ان کے توسط اور سفارش سے رزق دیتا ہے اور حاجات پوری کرتا ہے۔ (تعلیمات مجددیہ ص ۳۰۲)

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۶......"ایں حالت تامدتے کشید اتفاقاً دریں وقت گزر بر مزارِ عزیزے افتاد و دریں معاملہ آن عزیز را ممد و معاون خود کرد، دریں اثناء عنایت خداوندی جل شانہ در رسید و حقیقت معاملہ کماینبغی وانمود۔" (دفتر اول مکتوب: ۲۳۰)

ترجمہ: "یہ حالت ایک مدت تک رہی پھر اتفاقاً ایک ولی اللہ کے مزار مبارک کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا اور اس معاملہ میں اس مدفون ولی اللہ سے میں نے مدد و اعانت طلب کی۔"

تعلیمات مجددیہ:

۷......بزرگان دین کے تصرف کے متعلق تعلیمات مجددیہ کے ص ۲۸۷، ۲۸۸ پر ہے:

"تیسری وجہ یہ ہے کہ نذر کرنے والے کا عقیدہ ہوتا ہے کہ میت امور میں تصرف کرتی ہے یعنی بگڑے کاموں کو سنوارتی ہے وغیرہ اور ایسا اعتقاد رکھنا کہ خدا کے ورئی کوئی اور بھی تصرف کرسکتا ہے کفر ہے۔"

اصل مسلک امام ربانی رضی اللہ عنہ:

۷......"ایشاں امان اہل ارض اند و غنیمت روزگار بِهِمْ يُمْطَرُوْنَ وَبِهِمْ يُرْزَقُوْنَ در شانِ ایشاں است، کلام شاں دوا است و نظر شاں شفاء۔" (دفتر دوم مکتوب: ۹۲)

ترجمہ: یہ اولیاء حضرات اہل زمین کیلئے باعث امن اور اہل زمانہ کیلئے غنیمت ہیں، انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کے وسیلہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔"

اسی مسئلہ پر حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ علیہ کی مزید عبارات ملاحظہ ہے:۔

"رضائے ایں بزرگواران را وسیلہ حق سازند طریق نجات وفلاح ایں است والسلام۔" (دفتر اول مکتوب: ۲۱۸)

ترجمہ: "ان بزرگوں کی رضامندی کو حق تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ اور وسیلہ بنائیں، نجات وفلاح کا صرف یہی طریقہ ہے۔ والسلام!"

''عقیدہ تصرف از (حضرت امام ربانی قدس سرہٗ) لاجرم بصحبت سلاطین میرفتند و بہ تصرف خود ایشاں رامنقاد کردے ساختند۔'' (دفتر اول مکتوب: ۶۵)

ترجمہ: ''حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ سلاطین وقت کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اپنے تصرف سے اپنا مطیع بناتے۔''

''پرسیدہ بودند کہ پیر صاحب تصرف مرید مستعد رابہ تصرف خود بمراتبے کہ فوق از استعدادِ اوست تو اند رسانید یانہ؟ بلے تو اند رسانید۔''

ترجمہ: ''آپ نے دریافت کیا تھا کہ کیا صاحبِ تصرف پیر ذی استعداد سے بلند مراتب تک لے جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! واقعی اس کو بلند مراتب پر پہنچا سکتا ہے۔''

''مشتے نمونہ از خروارے'' کے طور پر ملک صاحب کی کتاب کے چند حوالے پیش کئے گئے ہیں اور اس کے سامنے کے کالم [1] میں حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے اصل عقائد دئے گئے ہیں ورنہ ساری کتاب اسی قسم کی تدلیسات اور غلط بیانیوں پر مشتمل ہے۔

ملک صاحب کی افتراء پردازیاں اور اصل حقائق:

ملک صاحب نے اپنی کتاب تعلیمات مجددیہ میں افتراء پردازی اور جھوٹ کا بھی کافی حد تک مظاہرہ کیا ہے چند نمونے ملاحظہ فرمائیے:

مولانا احمد رضا خان کی روش اور طرزِ انشاء جو انہوں نے شیخ مجدد کے بارے میں اپنی تصانیف میں اختیار فرمائی ہے اس سے صاف عیاں ہے کہ وہ حضرت شیخ مجدد کے متعلق اپنے دل میں استکبار اور خلش اور دلی غیظ کا پہلو رکھتے ہیں ...... سامعین و قارئین حیران ہوں گے کہ

---

[1] ...... جدید اشاعت میں اوپر تعلیمات مجددیہ کی عبارات اور نیچے حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کی ارشادات بیان کئے گئے ہیں۔

''رحمۃ اللہ علیہ'' کا لفظ کہیں استعمال نہیں کیا۔ مولانا احمد رضا خان نے اپنی ہر تصنیف میں شیخ مجدد اور شاہ ولی اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ کے متعلق یہی وطیرہ ملحوظ رکھا ہے ...... مجدد ماتہ حاضرہ کے تجدیدی کارناموں کا یہیں سے اندازہ لگالیں۔

اس کے برعکس اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیے: ''پھر جو پورے ہی حیا سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں، عیاذاباللہ! حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر کہہ دیا...... غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا، اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا۔'' (حسام الحرمین شریف ص ۴۰)

ملک صاحب اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کو بدنام کرنے کی غرض سے اصل حقائق کو چھپاتے ہوئے اپنی تالیف ''تعلیمات مجددیہ'' کے صفحہ ۳۳۱ / پر لکھتے ہیں:

''اسی ملک ہند میں حنفی مذہب کا ایک مشہور اور نامور ادارہ دارالعلوم دیوبند ہے جس کی ہزار ہا شاخیں اس وقت پاکستان اور بھارت میں پھیلی ہوئی ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے بانیان اور شیوخ میں سے نامور ہستیاں مولانا محمد قاسم نانوتوی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا انور شاہ اور مولانا حسین احمد مدنی ہیں۔ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان تمام دیوبندی بزرگواروں اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کو تکفیر کا نشانہ بنایا، انہیں مرتد قرار دیا، انہیں کشتنی اور گردن زدنی قرار دیا۔ اپنے رسالوں اور فتووں میں ایسے گندے عقیدے جو بالکل منافی اسلام ہیں اور جن کی نقل سے روح ایمانی لرز جاتی ہے انکی طرف منسوب کیے تازیست احمد رضا خان صاحب کا یہ مشن جاری رہا، اپنے ایک ایک رسالہ میں اور فتویٰ میں کئی کئی وجوہ سے ان کی تکفیر کی کھلے بندوں ارتداد کا حکم ان کے بارے میں جاری کیا۔''

اس کے بعد صفحہ ۳۳۲ر پر لکھتے ہیں:

''الغرض اہل دیوبند کے خلاف سینکڑوں رسالے اور کتابیں شائع کیں، بالآخر خود اور دعاۃ کے ذریعہ تحریری اور تقریری طور پر عوام میں نفرت وحقارت کا ہیجان پیدا کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ تکفیر کے فتوں کیلئے چونکہ فقہائے احناف اور عقائد وکلام کے ائمہ کے اصول وقواعد اور ضابطے مولانا احمد رضا خان صاحب کا ساتھ نہیں دیتے تھے اس لئے تکفیر کی عمومی اشاعت کیلئے اور اس کے حلقے وسیع کرنے کیلئے خود قواعد وضع کر لئے۔''

صفحہ ۳۳۴ر پر رقمطراز ہیں:

''الغرض مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان مجاہدین ملت اور ان عاشقان رسول کو اپنے قلم ودہان سے سخت اور سنگین سے سنگین سزا فتووں کی صورت میں جوان کے امکان میں تھی، دی۔''

اب اصل حقیقت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضرت مولانا احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے سنئے اور پھر خود انصاف کیجئے کہ ملک صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی طرف خواہ مخواہ اور بلاوجہ جو تکفیر کی ہے کہاں تک درست ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ حسام الحرمین شریف کے صفحہ ۴۰ر پر فرماتے ہیں:۔

''عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوئ تکفیر کا کیا اعتبار؟ یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحاق صاحب کو کافر کہہ دیا، مولوی عبدالحئ کو کہہ دیا۔''

حسام الحرمین شریف صفحہ ۴۲ر میں ہے:

''اولاً: ''سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح'' دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ

مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں بدلائل قاہرہ دہلوی مذکور (شاہ اسماعیل) اور اس کے اتباع پر پچھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹/ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہ صواب ہے۔ وَهُوَ الصَّوَابُ وَبِهِ نُفْتِيْ عَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَهُوَ الْمَذْهَبُ عَلَيْهِ الْاِعْتِمَادُ وَفِيْهِ السَّلَامَةُ وَفِيْهِ السَّدَادُ یعنی اسی پر اعتماد اور اسی سے سلامت، راستی میں استقامت۔''

چند سطر بعد فرماتے ہیں:

بالآخر یہی لکھا ص ۶۲/ ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار یعنی کافر کہنے سے کف لسان یعنی زبان روکنا، خود مختار و مناسب، واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم! ثالثاً: سل السیوف الھندیہ علی کفریات بابا النجدیہ دیکھئے کہ صفر ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں بھی اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر بوجوہ قاہرہ لزوم کفر ثابت کا ثبوت دیکر صفحہ ۲۱، ۲۲/ پر لکھا کہ حکم فقہی بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے، اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں بایں ہمہ نہ شدت غضب، امن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آئی وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں لزوم اور التزام میں فرق ہے۔ اقوال کا کلمہ ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے، جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے۔ مختصراً''

رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، دیکھئے کہ بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم چھپا، اس میں صفحہ ۱۰/ پر لکھا: ''ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں، نہ ضروریٔ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے۔''

خامساً: اسماعیل دہلوی کو جانے دیجئے، یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ / طبع اول پر یہی لکھا: کہ حاش للہ حاش للہ ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو اب تک مسلمان ہی جانتا ہوں اگرچہ ان کی بدعت وضلالت میں شک نہیں، اور امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) کے کفر پر بھی حکم نہیں کرتا کہ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ فان الاسلام یعلو ولا یعلی! مسلمانو! مسلمانو! تمہیں اپنا دین وایمان اور روز قیامت وحضور بارگاہ رحمن یاد دلا کر استفسار ہے کہ جس بندہ خدا کی دربارہ تکفیر یہ شدید احتیاط یہ جلیل تصریحات اس پر تکفیر کا افتراء کتنی بے حیائی، کیسا ظلم، کتنی گھناؤنی ناپاک بات، مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں قطعاً حق فرماتے ہیں: اذا لم تستح فاصنع ماشئت جب تجھے حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر۔ بے حیا باش وآنچہ خواہی کن۔"

صفحہ ۴۴ / پر فرماتے ہیں:

"مسلمانو! یہ روشن ظاہر قاہر عبارات تمہارے پیش نظر ہیں جنہیں چھپے ہوئے دس دس اور بعض کو سترہ اور تصنیف کو انیس سال ہوئے اور ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب چھ سال یعنی ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے جب سے "المعتمد المستند" چھپی، ان عبارات کو بغور نظر فرماؤ اور اللہ ورسول کے خوف کو سامنے رکھ کر انصاف کرو، یہ عبارتیں فقط ان مفتریوں کے افتراء ہی کا رد نہیں کرتیں بلکہ صراحۃً شہادت دے

رہی ہیں کہ ایسی عظیم احتیاط والے نے ہرگز ان دشنامیوں کو کافر نہ کہا جب تک یعنی قطعی واضح روشن جلی طور پر سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ ظاہر نہ ہولیا، جس میں اصلاً اصلاً ہرگز ہرگز کوئی گنجائش، کوئی تاویل نہ سکی کہ آخر یہ بندہ خداوہی تو ہے جوان کے اکابر پر ستر ستر وجہ سے لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی کہتا ہے کہ ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے۔ جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کیلئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے۔ یہ بندہ خداوہی تو ہے جو خود ان دشنامیوں کی نسبت (جب تک ان کی دشنامیوں پر اطلاع یقینی نہ ہوئی تھی) اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر بھی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا، جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی، جب ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی، حاش للہ! مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خداورسول ہے جب تک ان دشنامیوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول کی جناب میں ان کی دشنام نہ دیکھی نہ سنی تھی، اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا، غایتِ احتیاط سے کام لیا، حتی کہ فقہائے کرام کے حکم سے طرح طرح ان پر کفر لازم تھا مگر احتیاطاً ان کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا، جب صاف صریح ضروریات دین ودشنام دہی رب العالمین وسید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا۔"

جن گستاخانہ عبارات پر اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے فتویٰ صادر فرمایا وہ حفظ الایمان، براہین قاطعہ اور تحذیر الناس میں موجود ہیں۔ یاد رہے کہ حرمین طیبین کے علماء کرام نے بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتوے کی حرف بحرف تصدیق وتائید فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی اپنے قلم سے لکھی ہوئی ان تصریحات کے بعد ملک صاحب کے افتراء اور جھوٹ کی قلعی پوری طرح کھل جاتی ہے۔ لعنة الله على الكاذبين!

ملک صاحب نے ''تعلیمات مجددیہ'' میں صفحہ ۱۹۹ تا ۲۱۴ رتک بدعت اور اہل بدعت سے متعلق خامہ فرسائی کی ہے اور حسب عادت مغالطہ دہی کی پوری کوشش کی ہے۔ بدعت سے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہٗ کے مسلک ومشرک کو جاننے کیلئے زیر نظر کتاب میں ''مسئلہ بدعت'' کے تحت دیئے گئے مضمون کا مطالعہ فرمائیں تا کہ اصل حقیقت حال سے واقف ہوسکیں۔

ملک صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۸۷ سے ۳۰۰ رتک بعنوان ''مشائخ کے نام پر نذر ونیاز کے عقیدہ کا حنفی فقہ میں پوسٹ مارٹم'' اپنے وہابی عقائد کے مطابق بہت سی حلال چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور چالاکی یہ کی ہے کہ بہت سی حنفی کتب فقہ کے حوالے درج کیے ہیں تا کہ لوگ فریب میں آجائیں، مگر عادت سے مجبور ہو کر یہاں بھی خیانت سے کام لیا ہے۔ فقہائے کرام نے جہاں کہیں نذر ونیاز کے تحت کچھ چیزوں کو حرام کہا ہے وہاں ''تقرب مع قصد العبادة'' مراد لیا ہے۔ چنانچہ صاحب درمختار نے جب مطلقاً تقرب کا ذکر کیا تو علامہ شامی نے اس کو علی وجہ العبادۃ سے مقید کیا علامہ شامی فرماتے ہیں:

''اَیْ عَلٰی وَجْہِ الْعِبَادَۃِ لِاَنَّہٗ الْمُکَفِّرُ''

یعنی تقرب مع وجہ العبادۃ کہ یہی وجہ تکفیر ہے۔

لہٰذا قارئین حضرات حوالہ جات کی بھرمار سے کسی قسم کی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

شیخ مجدد اور مسئلہ تکفیر

اس عنوان کے تحت بھی ملک صاحب نے حسب دستور غلط فہمی میں مبتلا کرنے کی مذموم کوشش کی ہے اور مرعوب کرنے کیلئے بہت سی کتب کے حوالے دیئے ہیں اور لکھا ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر منع ہے مگر اہل قبلہ سے کون لوگ مراد ہیں اس کی کوئی تشریح نہیں کی، اگر اس کی تشریح کر دیتے تو ان کا بنا بنایا کھیل خراب ہو جاتا اور جس غلط فہمی میں وہ مبتلا کرنا چاہتے تھے اس میں

ناکام ہوجاتے، زیرِنظر کتاب بعنوان ''اہل قبلہ سے مراد'' کے تحت دی گئی تفصیلات کا مطالعہ فرمائیے تاکہ ملک صاحب کی تلبیسات سے آگاہ ہوسکیں۔

لاالہ الااللہ کے لغوی معانی اور لفظی ترکیب:

ملک صاحب نے اس عنوان کے تحت اپنی تالیف ''تعلیماتِ مجددیہ'' میں صفحہ ۳۵۷ سے ۳۶۲ تک ''الا'' کی تحقیق کے نام سے نجدی توحید کو صحیح ثابت کرنے کیلئے ہاتھ پاؤں مارنے کی ناکام کوشش کی ہے جس سے ان کا اصل مقصد یہ ہے کہ بزرگانِ دین سے مدد واستعانت کے عقیدے کو شرک ثابت کیا جائے لیکن ان کی یہ ساری کوشش صرف اتنی بات سے ''ھباء منثورا'' ہوجاتی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ خود اولیاء اللہ کی مدد اور ان سے استعانت کے زبردست قائل ہیں جیسا کہ زیرِمطالعہ کتاب کے باب ''وسیلہ واستمداد'' میں مکتوبات شریف سے دیئے گئے اقتباسات سے ظاہر ہے۔ اگر حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی توحید کا وہی مفہوم درست ہوتا تو ملک صاحب کی طرح حضرت شیخ قدس سرہٗ بھی عقیدہ استمداد کو شرک قرار دیتے، نیز چونکہ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے نزدیک اولیاء اللہ سے مدد طلب کرنا جائز و درست ہے اس لئے ''تعلیماتِ مجددیہ'' میں ملک صاحب نے ''اہل بدعت کے وظائف'' کے عنوان کے تحت مشائخ میں مروجہ ندائیہ الفاظ پر مشتمل وظائف کو شرک وبدعت قرار دیا ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمہ کے نزدیک شرک وبدعت نہیں ہیں بلکہ جائز ودرست ہیں اسی لئے حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں کہیں بھی شرک وناروانہیں کہا۔ مختصر یہ کہ:

- یہ کتاب کتمانِ حق، مغالطہ دہی، مسخِ حقائق، تضاد بیانی اور فریب کاری کا عجیب وغریب نمونہ ہے۔
- اس کتاب کے ذریعہ نجدی واسماعیلی عقائد کا پرچار اور علمائے اہل سنت کے خلاف افتراء وبہتان تراشی کرکے عوام الناس کو حضرت امام ہمام عالی مقام سیدنا ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید سے برگشتہ کرنا ہے۔

- اس کتاب میں حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات شریف کی عبارات کو اپنے مخصوص وہابی عقائد پر مطبق اور چسپاں کرنے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے جیسا کہ ناظرین گذشتہ صفحات میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔
- اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کو مشرکین مکہ کی طرح پکے مشرک و کافر ثابت کرنیکی سعی مذموم کی گئی ہے۔
- اس کتاب کی تالیف کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو بدنام کیا جائے چنانچہ مؤلف کو امام اہل سنت علیہ الرحمہ سے جو بغض و عناد ہے اس کا خوب کھل کر مظاہرہ کیا گیا ہے اور نہایت گھناؤنی قسم کی الزام تراشیوں سے آتش غیظ کو فرو کیا گیا ہے۔

غرضیکہ اس کتاب کو حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی تعلیمات سے ہرگز ہرگز کوئی واسطہ و تعلق نہیں ہے۔ بلکہ سادہ لوح عوام کو حضرت شیخ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر دھوکہ دے کر اسماعیلیت کے قریب تولانے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہیں کواکب کچھ، نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

جناب مؤلف کی بازی گری کے سارے نمونے تو پھر کبھی پیش کئے جائیں گے اس کتاب کا پیش لفظ جناب مولوی محمد ناظم ندوی صاحب نے تحریر کیا ہے۔ جناب نے حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کے اوصاف و فضائل اور تجدیدی کارناموں کو بیان کرنے کے بعد لکھا ہے کہ:

"آج سے تقریباً پونے چار سو سال قبل جن حالات سے مسلمانانِ برصغیر پاک و ہند گزر رہے تھے انہی حالات سے کم و بیش آج کے مسلمان گزر رہے ہیں۔ وہی مشرکانہ عقائد، جاہلیت کی رسوم اور بدعات کا طوفان موجزن ہے، محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مدعی مقام نبوت سے بے خبر اور مقصد رسالت سے نابلد ہوتے

جارہے ہیں، فرطِ محبت اور غلوعقیدت نے حق و باطل، شرک و توحید اور بدعت و سنت کے درمیان امتیازات مٹادیئے ہیں۔'' (ص ۷)

چند سطور کے بعد لکھتے ہیں:

''جو دین متین شرک و بدعت اور کفر کے ایک ایک نقش کو مٹانے آیا تھا اس کے متبعین میں ایسے بھی لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو خود مشرکانہ عقائد اور بدعات و منکرات میں گرفتار نظر آتے ہیں اور کفر و شرک کے نقوش کو اجاگر کررہے ہیں۔'' (ص ۷)

ظاہر ہے کہ صاحب ''پیش لفظ'' نے ان لوگوں کے متعلق یہ گوہرافشانی فرمائی ہے جو میلاد اور ندائے غیب کے قائل ہیں توسل کو ضروری سمجھتے ہیں، فاتحہ و ایصال ثواب کو مستحب جانتے ہیں اور مشائخ کرام کے عرسوں میں شرکت کرنا موجب خیر و برکت خیال کرتے ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا علم غیب تسلیم کرتے اور ان کو نور مانتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ کی طرف کذب وغیرہ جیسی بدصفات کو منسوب کرنا کفر سمجھتے ہیں۔

''مسلک امام ربانی'' کے مطالعہ کے بعد قارئین کرام پر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز ان سب امور کے نہ صرف قائل بلکہ مؤید تھے مگر جناب ندوی صاحب جو دیوبندی مکتبہ فکر سے متعلق ہیں، نے جن عقائد و خیالات کی بناء پر اہل سنت و جماعت کو مشرک و کافر گردانا ہے۔ وہی عقائد حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کے تھے۔ لہٰذا انہوں نے جو کفر و شرک کی مشین گن چلائی ہے اس کی زد میں سے اول حضرت شیخ مجدد علیہ الرحمہ کی ذات مقدس ہی آتی ہے۔ العیاذ باللہ! اس دیدہ دلیری اور منہ زوری پر بھی متدین متقی اور محبت حضرت شیخ مجدد ہونے کا دعوے ہے یاللعجب!!

یہی ''ماحی سنت قامع بدعت'' ندوی صاحب کذب و افتراء کی پوٹ تعلیمات مجددیہ'' کے بارے میں رقم فرماتے ہیں:

''اس کے مصنف جناب ملک حسن علی صاحب بی۔ اے جامعی ہیں جنہوں نے بڑی

محنت، کاوش اور خاصی عرق ریزی سے مرتب کی ہے۔ موصوف نے ''مکتوبات امام ربانی''، میں پھیلی ہوئی تعلیمات اور بکھرے ہوئے مضامین کا خلاصہ اوران کا نظریہ پیش کیاہے اس کے مطالعہ سے دینی حرارت پیدا ہوتی ہے۔'' (ص ۸)

مؤلف نے جوکمال چالاکی وچابکدستی سے مکتوبات شریف کے مفہوم کومسخ کر کے عوام کالانعام کے سامنے پیش کرنے کی جرأت کی ہے، وہ فاضل ندوی کے نزدیک ''مکتوبات امام ربانی''، میں پھیلی ہوئی تعلیمات اور بکھرے ہوئے مضامین کا خلاصہ ہے...... اور پھر یہ فتوے صادر فرمادیا ہے کہ ''اس مطالعہ سے دینی حرارت پیدا ہوتی ہے ...... یہ وقت بھی آنا تھا کہ قرآن وسنت کے متبع کہلانے والوں نے جھوٹ اور فریب سے پر کتابوں کے مطالعہ کو دینی حرارت پیدا کرنے والی بتانا تھا۔''

علمائے دیوبند کی یہ خاص صفت ہے کہ وہ ہراس شخص کوصحیح العقیدہ تسلیم کر لیتے ہیں جواہل سنت وجماعت (بریلویوں) کودل کھول کر گالیاں دیتا ہو، خواہ وہ اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی شان ارفع اعلیٰ میں گستاخیاں بھی کرتا ہواور تقلید شخصی کوحرام وشرک کہتا ہو...... اور فقہی جمود کوتوڑنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف ہو چنانچہ ندوی صاحب مؤلف کے بارے میں ارقام فرماتے ہیں کہ:

''موصوف ایک وسیع العلم، کثیر المطالعہ اور صحیح العقیدہ بزرگ ہیں۔''[1]

جناب ندوی صاحب کے ''پیش لفظ'' کے بعد ''تعلیمات مجددیہ'' کے دیباچہ نگار مولانا محمد اسماعیل صاحب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان وخطیب جامعہ گوجرانوالہ کے جذبات وخیالات بھی ملاحظہ کیجئے۔ مولوی صاحب موصوف کا دیباچہ بڑے مزے کی چیز ہے۔ اس میں بڑی چابکدستی سے بتایا گیا ہے اور جناب نے اپنے دیباچے میں دیبادحریر میں لپیٹ لپیٹ کراہل سنت کو ''نجد کے سنگریزے'' پیش کرنے کی کوشش فرمائی ہے جناب مولوی صاحب

---

[1]...... فقہی جمود سے اظہار بیزاری دیباچہ نگار نے صفحہ ۱۲ پر کیا ہے۔ ۱۲

موصوف صفات مجدد بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''عام علماء عملی اصلاحات کی پابندی، مروجہ علوم کی روشنی اور اصول مناظرہ کے زیر سایہ گفتگو فرماتے ہیں کبھی کبھی فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ (انہیں مروجہ علوم اور اپنی مصطلاحات پر فخر ہوتا ہے) کی شان ان کے انداز بیان میں نمایاں ہو جاتی ہے لیکن مجدد مقاصد دین کے تحفظ کے بعد مروجہ علوم اور علماء کے رسوم وعوائد سے بے نیاز ہوتا ہے وہ اپنی زبان میں بولتا ہے اس کی زبان کی تلخی مروجہ رسوم کے تابع نہیں ہوتی بلکہ اس کا لہجہ وقت اور ضرورت کے مطابق بدلتا ہے۔ شاہ اسماعیل شہید نے بھی شرک وبدعات کے متعلق ایک زبان استعمال فرمائی اور اپنے وقت کی بدعات کے خلاف شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے بھی ایک انداز بیان اختیار فرمایا۔''

ہم شروع میں لکھ چکے کہ یہ کتاب ''تعلیمات مجددیہ'' سے کچھ سروکار نہیں رکھتی بلکہ یہ ''تعلیمات نجدیہ'' کا پشتارا ہے یعنی نجدی تعلیم کو پھیلانے کیلئے حضرت شیخ مجدد رضی اللہ عنہ کا نام استعمال کیا گیا ہے۔ دیباچہ نگار کے مندرجہ بالا خیالات ہمارے دعویٰ کی بین دلیل ہیں۔ دیکھئے! مولوی محمد اسماعیل صاحب نے علامہ ابن تیمیہ اور مولوی اسماعیل دہلوی کی زبان درازیوں اور ان کے عقائد پر کس ڈھنگ سے پردہ ڈال کر انہیں مجدد وقت بنانے کی چال چلی ہے اور معاذ اللہ! یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ مجدد وقت بدزبان اور دریدہ دہن بھی ہوتے ہیں لہٰذا ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی کی بدزبانی وتلخ کلامی ان کی مجددانہ شان تھی مگر اس پیشتر سے مجدد وقت کے یہ اوصاف کسی نے نہ لکھے ہیں اور نہ کوئی لکھ سکتا ہے اور مولوی صاحب نے جو کچھ لکھا ہے وہ ہمارے علم اور یقین کے مطابق بالکل لغو اور قطعاً غلط ہے کیونکہ مجدد وقت تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ واوصاف جمیلہ کا بہترین نمونہ ہوتا ہے چنانچہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات طیبہ وطاہرہ کا ایک ایک ورق ہمارے سامنے ہے اور وہ مجسمہ اخلاق وپیکر ادب نظر آتے ہیں۔ بزرگوں کی شان میں گستاخی ان کے ہاں حرام وکفر ہے۔

پھر لکھتے ہیں:

''حضرت شیخ احمد بن عبدالاحد زین العابدین الفاروقی ۱۰۳۴ء دسویں صدی کے اواخر ۹۷۱ھ میں پیدا ہوئے۔ اس وقت کئی قسم کے جمود پائے جاتے تھے جن کی اصلاح کیلئے حضرت مجدد صاحب نے جرأت مندانہ قدم اٹھایا، سیاسی جمود، تصوف میں جمود، فقہی جمود۔'' (ص ۱۱)

یہاں پر دیباچہ نگار نے عوام الناس کو فقہ حنفی سے بدظن کرنے کی کوشش کی ہے...... لگے ہاتھ فاضل علامہ کی ایک اور تحقیق بھی ملاحظہ کر لیجئے، ارقام فرماتے ہیں:

''علماء سے ملا مبارک کا خاندان ایوان شاہی پر قابض تھا۔ اکبر کی لگام علمی طور پر ان ہی حضرات کے ہاتھ میں تھی اور جب دربار پر قبضہ ملا دو پیازہ ایسے مسخروں اور بیربل ایسے بے دین لوگوں کا ہو تو دینی بصیرت، تفقہ، تقویٰ، تدین کہاں سے آئے گا؟ برہمنوں کی نقالی، تیجے، دسویں، چہلم اور گیارہویں اصل دین قرار پا سکتا تھا جو ہندو رسوم کی ایک صورت ہے۔'' (ص ۱۱)

فاضل دیباچہ نگار نے یہاں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ملا مبارک کے خاندان کے افراد گیارہوں دینے والوں میں سے تھے لہٰذا ان کی وجہ سے یہ رسوم جاری ہوئیں اور ان کے خلاف مجدد صاحب کو نبرد آزما ہونا پڑا، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ملا مبارک اور اس کے بیٹے گیارہویں دینے والوں میں سے نہ تھے اور نہ ہی ان کو بزرگان دین سے کوئی تعلق تھا بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ملا مبارک کے پسران ابوالفضل اور فیضی کے ذریعے جن عقائد اور بدعات سیئہ کی ترویج واشاعت ہوئی ان میں سے ایک مسئلہ وحدت ادیان بھی ہے۔ اور یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہے کہ اس ملحدانہ نظریہ کو پیش کرنے والوں سے رشتہ عقیدہ وتلمذ وہابیہ کا ہے۔ مولوی صاحب اگر بھول چکے ہیں تو ہم یاد دلائے دیتے ہیں کہ اسی ملحدانہ نظریہ کو مولانا آزاد نے تفسیر سورۂ فاتحہ میں پیش کیا ہے۔ اور اگر اس دور کے علماء سو نے اکبر بادشاہ کو نبی تسلیم کرانے کی کوشش کی تھی

آپ کے اکابر نے گاندھی کو یہ مقام ومرتبہ دینے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ کسی نے اس دشمن اسلام کو "بالقوہ نبی" کہہ دیا تھا تو کسی نے یہ کہہ دیا کہ "میں قرآن وحدیث کو اس بت پرست پر نثار کرتا ہوں" اور اسی کافر اعظم گاندھی کو آپ کے ساتھیوں نے مساجد میں لاکر منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بٹھایا۔ العیاذ باللہ!

مولوی صاحب! جوتیوں سمیت آنکھوں میں گھسنے کو کوشش نہ کیجئے، لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس دور کا وہ کونسا گروہ ہے جو ابوالفضل اور فیضی کی جانشینی وسجادگی کا حق ادا کر رہا ہے۔

جناب دیباچہ نگار صاحب غیر مقلدیت کا پرچار کرنے کیلئے رقمطراز ہیں:

"حضرت شیخ مجدد رحمۃ اللہ علیہ مسلک کے لحاظ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پختہ تعلق رکھتے تھے لیکن ان کی روشنی میں اس قدر وسعت ہے کہ آج کل حضرات احناف کے دونوں شعبوں میں حضرات دیوبند اور حضرات بریلی کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔" (ص ۱۲)

پھر لکھتے ہیں:

"حضرت شیخ مجدد الف ثانی کی تحقیق پسند اور وسعت نظر کا یہ اثر تھا کہ ان کے لخت جگر بھی بعض فروعی مسائل میں اختلاف کرتے اور اس کا اظہار کسی تصادم اور مناظرہ کے بغیر فرماتے۔ یہی حال حضرت مجدد کے تلامذہ اور مستفیدین کا ہے وہ فروعی مسائل میں بڑی آزادی سے امام شافعی کے ساتھ بعض اہم مسائل مختلف فیہ پر اتفاق فرماتے اور اس کے باوجود حنفی کہلانے میں مسرت محسوس فرماتے ہیں یہ اس علمی جہاد کا اثر تھا جو حضرت مجدد نے فقہی جمود کے خلاف فرمایا۔" (ص ۱۳)

مندرجہ بالا دونوں حوالوں کی توضیح وتشریح ہم مولوی محمد ناظم صاحب ندوی یا کسی اور دیوبندی عالم سے چاہتے ہیں۔ امید کہ اصلی حنفیت کے مدعی بخل سے کام نہ لیتے ہوئے ہماری راہنمائی فرمائیں گے اور جناب دیباچہ نگار صاحب سے، ہم حضرت مجدد کی عبارت ذیل کا مفہوم و

مطلب دریافت کرتے ہیں۔ حضرت شیخ مجددؒ مکتوب در مسئلہ رفع سبابہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ہرگاہ درروایات معتبرہ حرمت اشارہ واقع باشد و بر کراہت فتویٰ دادہ باشند واز اشارت وعقد نہی کنند وآں راظاہر اصول اصحاب گویند...... مامقلداں رانمی رسد کہ بمقتضائے احادیث عمل نمودہ جرأت دراشارت نمایم وبفتاوای چندیں علماء مجتہدین مرتکب امر محرم ومکروہ ومنہی گردیم۔" (دفتر اول مکتوب: ۳۱۲)

جناب والا! اسی کو کہتے ہیں فقہی جمود کو توڑنا؟ اور اسی کا نام ہے فقہ کے خلاف جہاد کرنا؟

دیباچہ نگار صاحب کی سطور ذیل بھی قابل غور ہیں جو اپنے اندر بہت بڑے معانی پنہاں رکھتی ہیں، فرماتے ہیں:

"تعجب ہے کہ اہل توحید سے ایک طبقہ مداہنت کا شکار ہو رہا ہے وہ عوام کے خوف اور اہل بدعت کی بدزبانی سے بچنے کے لئے حیلے تلاش کر رہے ہیں، ملک صاحب کی یہ محنت ان بزرگوں کیلئے عبرت کا مقام ہے۔" (ص ۱۵)

ظاہر ہے کہ یہاں پر مولوی صاحب نے علمائے دیوبند کو مداہنت کا شکار بتایا ہے۔ یعنی اگر وہ مداہنت کو چھوڑ دیں تو پھر وہابیہ اور ان میں ہرگز ہرگز کوئی فرق باقی نہیں رہتا...... اور ہمارے نزدیک علمائے دیوبند کی مداہنت یہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے آپ کو حنفی کہلاتے ہیں اور محض زر کی خاطر پیری مریدی کا ڈول ڈالے ہوئے ہیں اور غالباً مولوی محمد اسماعیل صاحب کا بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

قارئین! پیش لفظ، دیباچہ اور کتاب پر سرسری تبصرہ ختم ہوا۔ مصنف "تعلیمات مجددیہ" جناب ملک حسن علی صاحب بی۔اے جامعی شرقپوری سے تفصیلی ملاقات کا شرف بھی کسی وقت حاصل کیا جائے گا...... ہمیں احساس ہے کہ تبصرہ کرتے وقت ہمارا لہجہ ذرا تیز و تلخ ہو گیا ہے مگر دیباچہ نگار اور ملک صاحب سے توقع ہے کہ وہ ہماری تلخی کو ابن تیمیہ اور اسماعیل دہلوی سے مستعار سمجھتے ہوئے اس کو مجددانہ زبان قرار دے کر کبیدہ خاطر نہیں ہوں گے اور جناب ملک

حسن علی صاحب کی خدمت میں شعر ذیل پیش کر دینا کافی ہے۔

چمن میں تلخ نوائی گوارا کر
کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کارِ تریاقی

نوٹ: مولوی محمد اسماعیل صاحب نے دیباچہ ''تعلیمات مجددیہ'' میں یہ غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اکبر کے دین الٰہی نے فاتحہ و نیاز وغیرہ رسوم کو رائج کیا حالانکہ یہ بالکل غلط بیانی اور صریح کذب ہے جبکہ دین الٰہی گھڑنے والا ملا مبارک ناگوری غیر مقلد تھا اور اسی غیر مقلد نے اکبر کے منہ سے یہ کہلوایا تھا کہ ''مرنے کے بعد فاتحہ دلوانے کی ضرورت نہیں۔'' (ملاحظہ ہو تاریخ پاک و ہند، مصنفہ پروفیسر سید عبدالقادر ایم۔اے صفحہ ۲۹۰) ملا مبارک کی غیر مقلدیت کا ثبوت حضرت امام ربانی قدس سرہ کے حالات کے ذیل میں دیا جا چکا ہے۔

☆☆☆

شجرہ طیبہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ

تیری رحمت کا تیری مولیٰ رضا کا ساتھ ہو
رحمۃ للعالمیں (۱) خیرالورے کا ساتھ ہو

جس نے سب کچھ عشق میں آقا پہ قربان کر دیا
حاصل اس صدیق اکبر (۲) باسخا کا ساتھ ہو

رہبر ہوں حضرت سلیمان (۳) ہر ہر گام پر
ہر کٹھن منزل پر قاسم (۴) پیشوا کا ساتھ ہو

جعفر صادق (۵) سے پائیں ہم ادب صدق و صفا
شیخ اعظم بایزید (۶) باخدا کا ساتھ ہو

بوالحسن (۷) کے فیض سے حاصل ہو غزم غزنوی
بوعلی (۸) کے رہ روان نقش پا کا ساتھ ہو

ہوں ہمارے سب کے بویوسف (۹) امیر کارواں
پیروان عبدخالق (۱۰) باصفا کا ساتھ ہو

حضرت عارف (۱۱) کریں ہم کو عطا عرفان حق
شیوہ محمود (۱۲) کا حمد و ثنا کا ساتھ ہو

مشکلیں حل ہوں طفیل حضرت خواجہ علی (۱۳)
حضرت خواجہ سماسی (۱۴) کی دعا کا ساتھ ہو

ہو بصدقہ کلال (۱۵) ہم کو عطا رزق حلال
اطمینان نفس، انعام خدا کا ساتھ ہو

نقش کر دیں عظمت دیں دل پہ خواجہ نقشبند (۱٦)
عجز و آداب و خلوص بے ریا کا ساتھ ہو

سینے بے کینے ہوں فیضان علاؤالدین(۱۷) سے
مسلک یعقوب(۱۸) کی اک اک ادا کا ساتھ ہو

ہوں عبید اللہ(۱۹) کے پیدا ہم میں بھی اوصاف عبد
زہد میں زاہد ولی(۲۰) کے ارتقا کا ساتھ ہو

خوئے درویشی ہو ہم میں حضرت درویش(۲۱) کی
خواجہ امکنگی(۲۲) کے فقر حق نما کا ساتھ ہو

بخش ہم کو بھی الٰہی باقی باللہ(۲۳) کا دوام
شیخ احمد(۲٤) کی فنا کا اور بقا کا ساتھ ہو

بخشوائیں تجھ سے ہم کو حضرت معصوم(۲٥) یوں
عبد الاحد(۲٦) کی دعا کا اور عطا کا ساتھ ہو

ہو مدینہ کی زیارت بھی بہ الطاف سعید(۲۷)
یہ سعادت ہو ہمیں، بخت رسا کا ساتھ ہو

چشم و دل ہوں پاک اپنے، تیرے ذکر پاک سے
فکر سے فکر حنیف پارسا(۲۸) کا ساتھ ہو

حضرت شیخ محمد(۲۹) کی فراست دے ہمیں
حضرت خواجہ زکی(۳۰) کی بھی زکا کا ساتھ ہو

شر شیطان و نفس سے بھی رہیں محفوظ ہم
سیرت خواجہ زماں(۳۱) علم و حیا کا ساتھ ہو

جسم و روح کو بخش صحت حاجی احمد(۳۲) کے طفیل

زندگی بھر تندرستی اور شفا کا ساتھ ہو

بخشیں دربار رسالت کی حضوری شاہ حسین(۳۳)

تیری رحمت کی معیت اور لقا کا ساتھ ہو

ہوں امام علی(۳٤) ہمارے دین و دنیا کے امام

ان کے تقوے کا، قناعت کا، غنا کا ساتھ ہو

میر صادق(۳٥) کی صداقت اور ایمان و یقین

صبر و استقلال و تسلیم و رضا کا ساتھ ہو

ہم سے نہ چھوٹے کبھی یا رب صراط مستقیم

یوں امیرالدین(۳٦) پیر و رہنما کا ساتھ ہو

حشر کو حاضر ہوں یا رب! یوں تیرے دربار میں

ہم ہوں اور شیر محمد(۳۷) مصطفٰے کا ساتھ ہو

آفتاب دین سے دل کی مٹیں تاریکیاں

نسبت نور نبی کی بھی ضیا کا ساتھ ہو

چشمہ نورِ ہدایت سے ہدایت پائیں ہم

سیدی نورالحسن(۳۸) نور ہدیٰ کا ساتھ ہو

ماہتاب نور کی ہم پر رہیں ضو ریزیاں

زندگی کی رات میں اس کی ضیا کا ساتھ ہو

ساتھ آقا کے رہے محشر میں بھی واصفؔ غریب

دونوں عالم میں یونہی شاہ و گدا کا ساتھ ہو

(حضرت مولانا غلام حسین واصفؔ کنجاہی کیلانی)

مدفون درقد مین دربار عالیہ آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

قطعہ تاریخ طباعت ''مسلک امام ربانی'' باردوم

......از افکار......

حضرت مولانا السید شریف احمد شرافت نوشاہی سجادہ نشین ساہن پال شریف (گجرات)

شکر للہ از کمال لطف و انعام خدا
شد مکمل نسخہ ایں مسلک راہ ہدا
از کلام شیخ احمد شاہباز ملک دیں
آں مجدد الف ثانی والی ملک بقا
شہسوار ملک وحدت غرق در بحر شہود
شمع بزم معرفت سلطان اہل اجتبا
سعی کردہ در طباعت فاضل عالی وقار
آں سعید احمد محمد نقشبندی باصفا
مسلک حضرت مجدد طالباں را پیش کرد
تاکہ از تعلیم او آگہ شوند اہل رضا
جست تاریخش شرافت شدند ایں مصرعہ
بار دیگر طبع شد ایں مسلک نور علا

۹۰ ۱۳ھ

☆......دیگر تاریخ عیسوی......☆

عیسوی سالش چو جستم از خرد گوہر بسفت
بار ثانی طبع شد ایں نسخہ پاکیزہ گفت

۷۰ ۱۹ء

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولا کی دھوم
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

انوار و تجلیات میلاد النبی ﷺ

مع ضمیمہ

تاریخ میلاد سید المرسلین ﷺ

عالمی مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت قبلہ پیر سید محمد عظمت علی شاہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

النور پبلی کیشنز
دار التبلیغ
آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

اَلْهَدِيَّةُ السَّنِيَّه لِلْحَضْرَةِ الرَّفِيعه

المعروف بہ

خلفاءِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

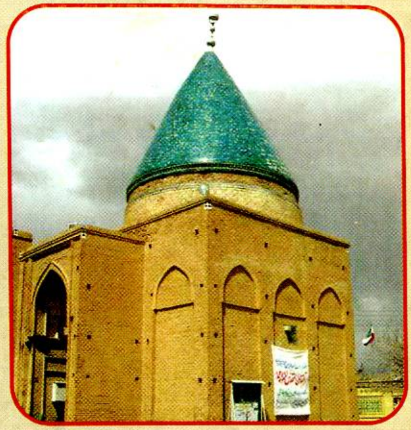
مع ضمیمہ

شانِ حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

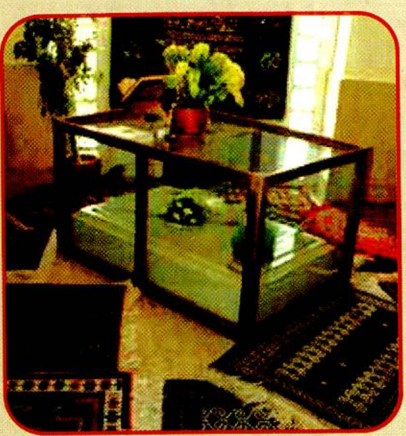
ضمیمہ
عالمی مبلغ اسلام پیرِ طریقت رہبرِ شریعت
حضرت قبلہ پیر سید محمد عظمت علی شاہ
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف

مؤلف
شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ مفتی
محمد سعید نقشبندی کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

النور پبلی کیشنز



سلطان العارفین حضور بایزید بسطامی قدس سرہٗ العزیز



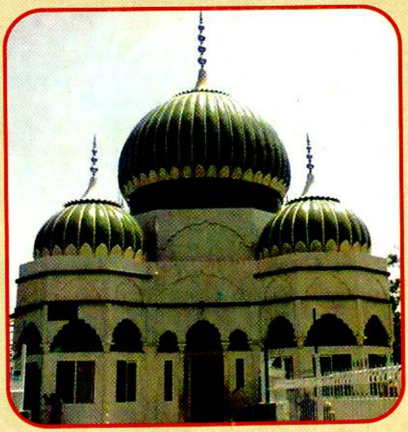
امام الاصفیاء خواجہ ابوالحسن خرقانی قدس سرہٗ العزیز



خواجہ خواجگان حضور بہاؤالدین شاہ نقشبند قدس سرہٗ العزیز



قطب ربانی خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز



آستانہ عالیہ شرقپور شریف



آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف